ओ३म्

رِگویدادی بھاشیہ بھومکا

مُصنّفہ

مہرشی شری سوامی دیانند سرسوتی

اُردو ترجمہ معہ الفاظ بار

جلد اوّل

از

منشی [illegible]

۱۹۰۰۸۵۳۹۹۶

یہ کتاب مطبع ست دھرم پرچارک جالندھر شہر میں لالہ [illegible] رام
مالک مطبع کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوئی

آریہ سماج کے اصول

(۱) سب سچے علم اور علم سے جو کچھ معلومات حاصل ہوتے ہیں اُن سب کا اصل اصول پرمیشور ہے

(۲) ایشور سچدانند سروپ - نِراکار - سرب شکتی مان - نیائے کاری - دیالو - اجنما - اننت - نِروکار انادی - انوپم - سرب آدھار - سرب ایشور - سرب بیاپک - سرب انتریامی - اجر - امر - ابھے پوتر - اور سرشٹی کرتا ہے - اُسی کی اوپاسنا کرنی یوگیہ ہے -

(۳) وید سچے علوم کی پستک ہے - وید کا پڑھنا - پڑھانا سننا سُنانا آریوں کا پرم دھرم ہے

(۴) سچ کے قبول کرنے میں اور جھوٹ کے چھوڑنے میں ہمیشہ مستعد رہنا چاہئے -

(۵) سب کام دھرم کے مطابق یعنی سچ اور جھوٹ کو سوچکر کرنے چاہئیں

(۶) سنسار کا اپکار کرنا اس سماج کا خاص منشا ہے یعنی جسمانی روحانی اور رفاہ عامہ خلائق کی ترقی کرنا -

(۷) سب سے باتحاد تمام دھرم کے مطابق جس سے جیسا مناسب ہو برتنا چاہئے -

(۸) جہالت کا ناش اور علم کی ترقی کرنی چاہئے -

(۹) ہر ایک کو اپنی ہی بہبودی میں خوشنود نہ رہنا چاہئے - بلکہ سب کی بہبودی میں اپنی بہبودی چاہئے -

(۱۰) سب آدمیوں کو اُن اصولوں کی تعمیل میں جو رفاہ عام سے متعلق ہوں - پرتبندھ اور اُن اصولوں کی تعمیل میں جو اپنی ذات سے متعلق ہوں - سب خودمختار ہے

ओ३म्

رِگویدادی بھاشیہ بھومکا

مُصنّفہ

مہرشی شری سوامی دیانند سرسوتی

کا

اُردو ترجمہ معہ تفسیر

جلد اول

از

منشی رام جگیاسو

سمت ۱۹۵۵ بکرمی

سنہ ۱۸۹۸ء

آریہ سمت ۱۹۶۰۸۵۲۹۹۷

یہہ کتاب مطبع ست دھرم پرچارک جالندھر شہر میں لالہ منشی رام
مالک مطبع کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوئی ہے

فہرست مضامین اردو رگوید آدی بھاشیہ بھومکا جلد اول

فہرست مضامین

ओ३म्

آریہ سماج کا خیال ہے کہ ویدوں کے دہرم کو صدیوں کی ظلمت کے پردے سے باہر لانے کا کام مہرشی دیانند سرسوتی جی مہاراج نے کیا ہے۔ہماری ہندو بھائیوں کا خیال ہے کہ گو سوامی دیانند نے آریوں کی اولاد کی توجہ ویدوں اور سنسکرت ودیا کی طرف پھیر دی ہے۔ تاہم اُنہوں نے ویدوں کی ایک نرالی تفسیر لکھہ کر سناتن دہرم کی کایا ہی پلٹ دی ہے۔عیسائی اور محمدی بھائیوں کا خیال یہہ ہے۔کہ نئی روشنی سے مدد لیکر سوامی دیانند نے ویدوں کے معنی ایسے پلٹ دئے کہ اُنکی بیہودگی اب پردے کے اندر آگئی ہے۔ ورنہ اصل میں وید منتر محض وحشیوں کے خیالات کے اظہار سے بڑھکر مرتبہ نہیں رکھتے۔ کہانتک لکھا جاوے۔ ہرفرقہ اور مذہب والا یہانتک کہ دھرم سبھے بھی سوامی دیانند کے وید بھاشیہ کی نسبت اپنی نرالی ہی رائے رکھتے ہیں۔ بقول شخصیکہ

ہرکس بخیالِ خویش خبطے دارد

سوامی دیانند کے وید بھاشیہ کی نسبت خواہ کیسی ہی مختلف رائیں لوگ کیوں نہ رکھتے ہوں۔ لیکن اسمیں کلام نہیں کہ سوامی دیانند نے مذہبی دُنیا میں ایک زبردست ہلچل پیدا کردی ہے۔ اور دے وجوہات جو کہ اِس

ہلچل کا باعث ہوئے ہیں۔ دلچسپی سے خالی نہیں ہیں۔ جن وجوہات پر کہ
سوامی دیانند نے سائین مہیدھر اور کل دیگر پورانک زمانہ کے مصنفوں
و نیز یوروپین اور امریکن سنسکرت دالوں سے اختلاف رائے کا اظہار کیا
ہے اُن کا جاننا ہر ایک انصاف پسند اور محقق طبیعت کے لئے ضروری
ہے۔ خواہ اُس طبیعت کا سوامی دیانند کے مشن کے ساتھ اتفاق ہو یا
اختلاف۔

یہہ کل وجوہات سوامی دیانند جی مہاراج نے اپنی مصنفہ رگوید آدی
بھاشیہ بھومکا نامی کتاب میں درج کردی تھیں۔ جسکے تقریباً تیسرے
حصہ کا اردو ترجمہ کہ میں حق پسندوں کی خدمت میں اب پیش کرتا
ہوں۔ یہہ کتاب سوامی دیانند کے وید بھاشیہ کے دیباچہ کی طور پر
ہے۔ اسمیں موجودہ آریہ سماج کے بانی نے ویدوں کے ترجمہ کرنے
کے لیئے مستند کتابوں کا پتہ بتلایا ہے۔ اور اُنکی امداد سے ویدوں کے
مقابل سے وہ تاریکی کا بادل دور کردیا ہے۔ جسنے کہ آریوں کی اولاد کو
مدت دراز سے اُسکی خوبیوں سے ناآشنا رکھا تھا۔ اسلیئے ہر ایک شخص
کے لیئے اِس کتاب کا مطلب جاننا ضروری ہے۔ گو مصنف کے
خیالات کی باریکی اور اُسکی تحقیقات کی خوبی اصل سنسکرت کے پڑھنے
سے ہی معلوم ہوسکتی ہے۔ تاہم جبکہ سوامی دیانند نے وید کے ہی
حوالہ سے ہر شخص کو ویدک گیان کا مستحق بتلایا ہے۔ تو اِس بیش بہا
خزانۂ معرفت کو اُردو دان پبلک تک پہونچانا میں نے اپنا فرض سمجھ
لیا۔ اور نئے احوال وید کی قدامت۔ الہامیت ابدیت اور فضیلت کے
کل باب آپ مہاجان کی نظر کرتا ہوں۔ اگر پبلک نے اِس حصہ کو

سہیدکر اپنے عمل سے ظاہر کردیا - کہ میں اُنکی خدمت کرنے میں کامیاب ہوا ہوں تو باقی کتاب کا ترجمہ بھی ایک یا دو حصّوں میں اِسی اصول پر چھپواکر شایع کرونگا۔

اصل کتاب میں پہلے وید یا کسی شاستر کا حوالہ دیا گیا ہے۔ جوکہ بجنسہٖ درج ہوا ہے - پھر سوامی دیانند نے اصل کا ترجمہ یا مطلب معہ اپنی رائے اور دلایل کے سنسکرت میں لکھا ہے۔ جسکے بعد کہ اُس سنسکرت عبارت کا ہندی ترجمہ درج ہے۔ لیکن اصل سنسکرت عبارت کا اِس ہندی ترجمہ کے ساتھ مقابلہ کرنے سے معلوم ہوگا - کہ ہندی عبارت کو سنسکرت کا ترجمہ ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ بعض اوقات ہندی کی عبارت سنسکرت سے بالکل مختلف یا زائد دکھائی دیتی ہے۔ بعض جگہوں میں ہندی نے سنسکرت مضمون کے بالکل برعکس خیالات ظاہر کئے ہیں - اِن سب خرابیوں کو دیکھہ کر بڑی بھاری حیرانی ہوا کرتی تھی۔ لیکن یہہ حیرانی ۱۸۹۲ء کے قریب بالکل دور ہوگئی۔ جب معلوم ہوا - کہ ہندی کے ترجمہ سے سوامی دیانند کا کچھ تعلق نہیں ہے۔ بلکہ اُسکے لئے ویدک پریس کے ملازم پنڈت لوگ ذمہ وار ہیں۔ اِس حیرت انگیز اصلیت کے معلوم ہو جانے پر میں نے اخبار ست دہرم پرچارک جالندہر شہر میں (جسکا کہ میں اُڈیٹر ہوں) ۲۸ - دسمبر ۱۸۹۲ء کو ایک مضمون شایع کیا تھا - جسکی سُرخی حسب ذیل تھی -

سوامی دیانند کا وید بھاشیہ اور اُسکی کتھا

میں اِس جگہہ اُس مضمون میں سے ایک لمبا اقتباس پیش کرتا ہوں ہوں - جس سے کہ اِس کتاب کے ناظرین کو معلوم ہوجاویگا - کہ جن

قواعد کے مطابق کہ میں نے اس کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔ اسکی کیا ضرورت تھی۔

۱۹۰۰ء کے خاتمہ تک ہمارا یہی خیال رہا کہ سنسکرت بہاشیہ اور اسکا ناگری ترجمہ کُل کا کُل مہرشی کا کیا ہوا ہے۔ اور اسی لیے جبکہ اُن ایام میں پنڈت لیکھ رام جی مشہور آریہ مسافر نے ناگری کے ترجمے کی غلطیوں کی طرف آریہ پبلک کو متوجہ کیا۔ تو ہمارے لئے اس سوال کا حل نہائت ہی مشکل معلوم ہوا۔ کہ آیا مہرشی کے کئے ہوئے ترجمے میں کسی کو کمی بیشی کرنیکا اختیار بھی ہے یا نہیں۔ لیکن ہمیں سخت تعجب اور ساتھ ہی اسکے نہائت خوشی ہوئی۔ جبکہ ہم نے اُسی وید بہاشیہ کے نئے انکوں پر یہ نوٹس چھپا دیکھا۔ کہ ناگری بھاشہ میں ترجمہ بینترا مے کے پنڈت کرتے رہے ہیں۔ مہرشی دیانند کرت کیول سنسکرت کا حصہ ہے۔ پنڈت شیام جی کرشن ورما ایم اے آریہ پبلک کے خاص شکریے کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے۔ کہ پرو پکارنی سبھا کے ادہکاریوں کی آنکھیں اس وشہ میں کھولیں۔ اور بڑا زور دیکر متذکرہ صدر نوٹس نکلوایا۔

پنڈت لیکھ رام جی کی کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ پرو پکارنی سبھا کو بھی ہلنا پڑا۔ اور سبھا کی طرف سے یجروید کی پڑتال کرنیکا کام آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے سپرد ہوا۔ پنجاب کی سبھا نے اس کام کو چند ایک آریہ پرشوں میں بانٹ دیا۔ جنمیں کہ ہم بھی شامل تھے۔ لیکن افسوس کہ پھر کبھی نہ تو پرو پکارنی سبھا کی طرف سے کچھ پرسش ہوئی۔ اور نہ ہی پنجاب کے آریوں نے اپنا فرض ادا کیا۔ لیکن پنجاب کے آریوں کی سستی کی ایک اور بھی وجہ تھی۔ پرو پکارنی سبھا کی طرف سے یجروید بھاشیہ کی پڑتال کی درخواست کے ساتھ

ہماری پرتی ندھی سبھا سے یہہ بھی دریافت کیا گیا تھا۔ کہ آیا ہم میں سے کوئی آریہ پرش وید بھاشیہ کے نئے انکوں کے پروف دیکھنے کے لیئے اپنی خدمات دیتا ہے۔ یا نہیں۔ اسکے جواب میں دو تین آریہ پرشوں کے نام لکھے گئے تھے۔ جنہوں نے اس سیوا کو سویکار کیا تھا۔ اور انتظار رہتا تھا۔ کہ اب پروف آتے ہیں۔ لیکن پروف بھیجنے کے بارے میں ہنوز روز اول ہی ہے۔ اس سے پنجاب کی آریہ پرتی ندھی سبھا نے شائد یہہ فرض کرکے کہ پروپکارنی سبھا کو اُن سے زیادہ مدد لینی منظور نہیں ہے بالکل خاموشی اختیار کی۔

اب سوال یہہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ ناگری ترجمے کی غلطیوں سے آیا کوئی خاص نقصان ہوا۔ اگر یہہ غلطیاں صرف عبارت آرائی یا ویاکرن کی ہی ہوتیں۔ تو انپر زیادہ وچار کرنیکی اسوقت ضرورت نہ ہوتی۔ کیونکہ ایسی غلطیاں دوسری بار احتیاط کے ساتھ چھاپنے سے بآسانی دور ہوسکتی تھیں۔ لیکن بھومکا اور وید بھاشیہ کے جگہہ بہ جگہہ ایسے ارتھ ناگری میں کیئے گئے ہیں۔ جنکا سنسکرت کی عبارت میں نام ونشان پایا نہیں جاتا۔ اور ارتھونکی اس کمی اور بیشی نے بعض جگہوں میں سدھانتوں میں ہل چل مچانے کی کوشش کی ہے۔ پنڈت لیکھرام جی نے جن غلطیوں کا حوالہ دیا تھا۔ اُن میں ایک جگہہ تو سنسکرت کی عبارت میں کیول بام دیو شبد تھا۔ جسکا ترجمہ کرتے ہوئے پنڈتوں نے بام دیو رشی لکھدیا۔ اور دوسری جگہہ سرسوتی شبد تھا۔ جسکا ترجمہ کرتے ہوئے سرسوتی ندی لکھا گیا۔ گویا پنڈتوں نے اپنی چالاکی یا اپنی جہالت کے باعث مہرشی دیانند کے اس سدھانت

پر ہی پانی پھیرنا چاہا۔ کہ مول وید میں خاص پرشوں یا جل سہتل آدی
کے اتہاس نہیں ملتے - اس مضمون میں جسے کہ بلحاظ ضروریات اخبار مجبوراً
مختصر کرنا پڑتا ہے۔ اسقدر گنجائیش نہیں ہے - کہ وید بھاشیہ میں سے چھانٹ
کر بہت سی اس قسم کی غلطیوں کو اِسجگہہ ظاہر کیا جاوے۔لیکن نمونہ کے
طور پر ہم ذیل میں رگوید آدی بھاشیہ بھومکا میں سے پنڈتوں کے چڑہائے
ہوئے چند ایک حاشئے پیش کرتے ہیں جنکے مطالعہ سے ہمارے ناظرین کو صاف
معلوم ہو جائے گا- کہ ان بہادر پرشوں نے کہاں تک مہرشی دیانند کے سدہانتوں
کے بارے میں پبلک کو مغالطے میں ڈال رکھا ہے۔
(۱) رگوید آدی بھاشیہ بھومکا کے صفحہ ۱۲۲ پر یجر وید کے ادھیائے ۳۱
کے منتر نمبر ۴ کی ویاکھیا کرتے ہوئے مہرشی دیانند نے **अनशन**
شبد کی ویاکھیا کرتے ہوئے لکھا ہے۔

द्वितीयमनशनम विद्यमानमशनंभोजनं यस्मिन्सद् ति

جسکے ارتھ یہہ ہیں کہ " دوسرا انشن یعنی ابھاؤ ہے - اشن یعنی بھوجن کا جسمیں"
جسکا صاف مطلب یہہ نکلا - کہ جو بھوجن کی چیشٹا نہیں کرتا - مثال کے
لئے مہرشی نے پرتھوی آدی لکھدیا۔لیکن ہمارے پنڈتوں نے یوں انرتھ کیا ہے
" اور دوسرا- انشن اربھات جو جڑ اور بھوجن کے لئے بنا ہے "
ناظرین! ملاحظہ فرمایئے کہ ایک لفظ کے ہیر پھیر سے مطلب کیا اوٹا ہو گیا
مہرشی کا صاف مطلب یہہ ہے- کہ بھوجن کی چیشٹا نہ کرنیوالے جڑ اور
جیو سمبندھ سے رہت ان چیزوں کو بتلایا - جو کہ بھوجن کے لئے بنی ہیں
یعنی پھل منبپتی آدی مگر پرتھوی کا درشٹانت ہی بتلا رہا ہے - کہ یہاں
بھوجن کے لائق پدارتھوں سے مطلب نہیں ہے - کیونکہ پرتھوی کو آج تک

کسی منشیہ نے بھوجن کی جگھ استعمال نہیں کیا۔

پیارے ناظرین! یہی منتر ہے۔ جسکو ونسپتی میں جیو ہونیکی تائید میں بعض آریہ پُرش پیش کیا کرتے ہیں۔ اور آپ نے دیکھہ لیا کہ یہہ دعویٰ کیول پنڈتوں کے ناگری ترجمے پر مبنی ہے۔ ورنہ بھاشیہ کار کی سنسکرت میں اِس خیال کا کہیں پتہ بھی نہیں ملتا۔

(۷) رگوید آدی بھاشیہ بھومکا کے صفحہ ۲۰۵ پر بھاشیہ کار نے پُنر جنم کے لیے یجُر وید کے اُنیسویں ادھیاء منتر نمبر ۴۷ کا پرمان دیا ہے۔ اور اُسکی تشریح کے لیے نرُکت آدی کے حوالے دیئے ہیں۔ اِس منتر کے سنسکرت بھاشیہ میں دو پرکار کے جیو آتماؤں کا ذکر ہے۔

अस्मिन्संसारे पापपुण्यफलभोगाय द्वौ मार्गौ स्तः। एकः पितृणां ज्ञानिनां देवानां विदुषां च द्वितीयः विद्याविज्ञानरहितानां मनुष्याणाम्॥

ارتھ۔ "اِس سنسار میں پاپ اور پُن کا پھل بھوگنے کے لیے دو راستے ہیں۔ ایک پِتروں۔ گیانیوں۔ دیوتوں۔ وِدوانوں کا دوسرا وِدیا۔ بگیان رہت منشیوں کا"

لیکن پنڈت مہاشیوں نے یہاں بہت سی من گھڑت عبارت داخل کرکے وہ وہ خیالات داخل کئے ہیں۔ جنکا کہ اصل بھاشیہ تتھا وید منتر میں نام ونشان بھی نہیں ہے۔ پنڈت مہاشے اِس بھاشیہ کا ناگری میں یوں ارتھ کرتے ہیں:

"اِس سنسار میں ہم دو پرکار کے جنموں کو سُنتے ہیں۔ ایک منشیہ شریر کا دھارن کرنا۔ اور دوسرا نیچ گتی سے پشو۔ پکشی۔ کیٹ۔ پتنگ۔ برکش

آدی کا ہونا۔ انہیں منشش شریر کے تین بھید ہیں۔ ایک پتری ارتھات گیانی ہونا۔ دوسرا دیو ارتھات سب ودیاؤں کو پڑھکے۔ ودوان ہونا۔ تیسرا امرت ارتھات سادھارن منشیہ شریر کا دھارن کرنا وغیرہ "

اب وچار کاستھل ہے۔ کہ پتو سے لیکر برکشُ تک ایک بھی شبد سنسکرت بھاشیہ میں نہیں آیا۔ اور اِس لئے جو لوگ اِسجگہ سے برکشوں میں جیو کا ہونا اور یجروید کے ادھیاء ۱۲ کے منتر ہہ کی ویاکھیا کے ناگری ترجمے سے برکشوں میں جیو کا ابھاوَ دیکھہ کر مہرشی دیانند کے کتھن کا پرسپر وِرودھ سمجھ بیسمت ہوا کرتے تھے۔ انکی آتمک پیڑا کا پاپ کس کے ماتھے پڑے گا۔ اور منش اور نیچ گتی کے بھید کا سنسکرت بھاشیہ میں پتا بھی نہیں ہے۔ پھر پتری اور دیو جو دونوں شبد ایکارتھہ واچی سنسکرت میں بتلائے گئے ہیں ان میں من مانا بھید بتلا ۱ وید ارتھہ کو ہی اُلٹا کر دیتا ہے۔ کیونکہ وید منتر میں ۓ کا شبد سپشٹ پڑا ہوا ہے۔ آریہ بندھوگن ! وچارو تو سہی کہ ایسے انرتھوں نے کتنے یگیاسو پُرشوں کو ست پتھہ کے گرہن کرنے سے نہ روکا ہوگا۔

(۳) رگوید آدی بھاشیہ بھومکا کے صفحہ ۲۴۹ پرنتیہ ہوم کے منتروں کی ویاکھیا کرتے ہوئے مہرشی دیانند نے سطر ۸ میں لکھا ہے۔

अग्नि र्ज्यो ति रि त्य ने नै व तृ ती या हु ति र्देया त द र्थ श्च पू र्व व त् ॥

ارتھہ۔ " اگنی جیوتی وغیرہ اِس منتر سے پھر تیسری آہوتی دینا۔ اسکا ارتھہ اوپر کی طرح " اسکا ارتھہ پنڈتوں نے یوں کیا ہے۔ " تیسری ہون ہوکے پرتھم منتر سے کرنی " (واضح رہے کہ پرتھم منتر یہ ہے۔

अग्निर् ज्योति ज्योतिर् अग्निः स्वाहा
معلوم ہوتا ہے کہ پنج مہایگیہ ودھی لکھتے وقت بھی اُسوقت کے لیکھکوں نے بھومکا کے اِسی ترجمے سے دھوکہا کہاکر جیوں کی تیوں لکھی پر لکھی ماردی ہے۔ پنڈتوں کی اِس بھول کا نتیجہ یہہ ہے کہ باربا آریہ پُرش اِس منتر سے مون ہوکر اہوتی دینے کی وجہ اپنے پنڈتوں سے دریافت کرتے رہے ہیں۔ اور کوئی معقول جواب نہ پاکر ویسے ہی مشتبہ حالت میں پڑے رہے۔

اِس غلطی کی بنیاد دریافت کرنے کے لئے کسی قدر اور زیادہ وچار کی ضرورت ہے اصل میں نتیہ ہون کے کُل منتر یجُروید کے تیسرے ادھیا کے منتر نمبر ۹ و نمبر ۱۰ میں پائے جاتے ہیں جنمیں سے صبح اور شام کے ہون کے آخری دو منتر جو (सजूर्देवेन) سے شروع ہوتے ہیں۔ منتر ۱۰ ہے۔ اور باقی منتروں کا سلسلہ منتر ۹ میں اِس طور پر ہے۔ کہ پہلے صُبح کے ہون کا پہلا منتر اسکے بعد شام کے ہون کا پہلا منتر اِسی طرح دوسرا پھر صُبح کا تیسرا منتر اور اُسپر منتر نمبر ۹ کی سماپتی ہوتی ہے۔ اِس طور پر شام کا ایک اہوتی منتر کم رہتا ہے۔ اُسکی پورتی کے لیئے رشی نے لکھدیا۔ کہ

अग्निर्ज्योतिरिति मन्त्रं मनसोच्चार्य तृतीयाहुतिर्देया

ارتہہ "اگنی جیوتی وغیرہ اِس منتر کو من سے اوچارن کرکے تیسری اہوتی دینی" من سے اوچارن کرنیکا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ اپنی طرف سے پہلے منتر کو اوچارن کرکے تیسری اہوتی دینی چاہئے۔ مگر لائق پنڈتوں نے من کے معنے مون کرکے مہرشی کے سنسکرت بہاشیہ میں کمی سمجھہ کر اپنی طرف سے اصلاح دے ہی تو دی۔ اور یہہ نہ سمجھے۔ کہ مون ہوکر بھی

کہیں شبد اوچارن ہوا کرتے ہیں۔
پیارے ناظرین! کہاں تک اِن غلطیوں کا شمار کرتے جائیں نہ تو مضمون میں ہی گنجائش رہی ہے۔ اور نہ ہی ہمیں آجکل اِس قدر سمے ملتا ہے۔ کہ ہم ایک پورا غلط نامہ بلکہ مغالطہ نامہ تیار کر کے آپکے روبرو پیش کر سکیں۔ لیکن پنڈتوں کی خطرناک کارروائی کا کسی قدر خاکہ ہم نے کھینچ کر آپکو دکھلا دیا ہے۔ اب ہم شریمتی پروپکارنی سبھا کی دوارپر دہان صاحب سے نویدن کرتے ہیں۔ کہ جس بوجھہ کو اُنہوں نے بڑی ہمت سے اپنے اوپر لینے کا پارسال سے پرن کیا ہے۔ اُسے نبھالنے کے لیئے بڑی ساوہدانی سے اودیت ہو جاویں۔ اخیر میں ہم اختصار کے ساتھ اِس بڑے اہم نقص کو دور کرنے کا جو ایک ہی وسیلہ ہے۔ اُسے پیش کرتے ہیں۔ ہماری رائے میں سب سے پہلے پروپکارنی سبھا کا یہہ فرض ہے۔ کہ دو تین آریہ سماج کے ودوانوں کو رگوید آدی بھاشیہ بھومکا کے ناگری ترجمے کو شودھنے کے کام پر نیئت کرے۔ جو ایک ایک شبد کو پڑتال کر صرف مہرشی کے سنسکرت بہاشیہ کا شبد ارتھہ کر دیویں اور اسکے بعد کل چھپے ہوئے وید بھاشیہ کے ارتھہ شودھوائے جاویں۔ اور جب کل کا غلط نامہ تیار ہو جاوے۔ تو ہر ایک پستک کا غلط نامہ معہ وجوہات کے علیحدہ چھاپ دیا جاوے۔ جو کہ پستک کے ساتھ ضمیمے کے طور پر ہر ایک خریدار کو دیا جاوے۔ اور آئندہ کے لیئے ایک خاص سب کمیٹی بنا دیویں۔ جو کہ قبل چھپنے کے سنسکرت بہاشیہ کے ناگری ارتھوں کی پڑتال کر لیا کرے۔ نہ کیول یہی بلکہ آئندہ کے لیئے سنسکرت بہاشیہ کے چھاپنے میں بھی زیادہ احتیاط کیا جاوے۔ اِس جگہہ ضرور یہہ

سوال پیش ہوگا۔ کہ غلط نامے چھپوانے میں بہت سا دھن خرچ ہوگا جس سے ویدک نیترالے کو مالی نقصان پہونچیگا۔ لیکن یاد رہے۔ کہ ویدک نیترالے کی بنیاد روپیہ کمانے کے لئے نہیں رکھی گئی تھی۔ بلکہ سچے ویدک سدھانتوں کو پھیلانے کے لئے اِسے مہرشی دیانند نے قائم کیا تھا۔ اور اگر یہہ نیترالے بجائے اندھوں کو آنکھیں دینے کے اِنہیں زیادہ ترسندیہہ روپی اندھکار میں لیجانیکا ذریعہ بنے تو اُس کے وجود سے سروساران کو کیا لابھ ہوسکتا ہے۔ ہم اِس مضمون کو اِس امید پر ختم کرتے ہیں۔ کہ پروپکارنی سبھا کے سبھاسد اپنے کرتبیہ کو سمجھیں گے۔ اور اُسکو پالن کرنے میں سچا پورشارتھ دکھلائینگے۔ ؎

اِن حالات کو دیکھہ کر میں نے ترجمہ کرنے میں حسب ذیل قواعد کو مدنظر رکھا ہے۔

(۱) مہرشی سوامی دیانند کی اصل سنسکرت عبارت کا لفظی ترجمہ لکھدیا ہے۔

(۲) جہاں کہیں سنسکرت کے محاوروں یا الفاظ کو واضح کرنیکے لئے عبارت بڑہانے کی ضرورت تھی۔ وہاں خطوط وحدانی میں ضروری عبارت بڑہا دی گئی ہے۔

(۳) فٹ نوٹ دیکر بعض مشکل الفاظ اور خیالات کو واضح طور پر سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

(۴) جہاں کہیں بعض ویدمنتروں یا دیگر شاستروں کے حوالہ جات کے ترجمے مصنف نے اسلئے نہیں کئے تھے۔ کہ وے دوسری جگہہ کئے گئے تھے۔ یا مصنف کی رائے میں سہل تھے۔ وہاں میں نے بڑی محنت سے تلاش کرکے اُن اُن منتروں یا حوالہ جات کے ترجمے مفصل درج

کردیئے ہیں۔

(۵) مضامین چونکہ لطیف ہیں۔ اور سنسکرت زبان اور وید کی معنی خیز اصطلاحوں کا استعمال ہوا ہے۔ اسلئے مینے حسب ضرورت اپنی طرف سے تفسیر درج کی ہے۔ جس سے کہ میری رائے میں اُردو دان پبلک کو مُصنّف کا مطلب سمجھنے میں کسی قدر آسانی ہوگی۔ روزی کمانے کے کام کے علاوہ آریہ سماج کی خاص سیوا کا مشکل کام مجھے اسقدر فرصت نہیں دیتا۔ کہ میں ترجمہ یا تصنیف کی نازک ذمہ داری کو مناسب طور پر ادا کرسکوں۔ تاہم مینے کوشش کی ہے۔ کہ حتی الوسع چھپائی غلطیوں سے بری ہو۔ اور مُصنّف کا مطلب ناظرین کی سمجھ میں آجاوے۔ اگر باوجود میری کوشش کے کوئی کمی دکھائی دیوے۔ تو ناظرین براہ کرم مجھے مطلع فرماویں۔ آئندہ اشاعت میں (اگر اُس تک نوبت پہونچی) اُن سب غلطیوں اور کمیوں کو درست اور پورا کر دیا جاویگا۔

اے عقلِ کُل! تو اپنے بیحد رحم سے اِس کتاب کے پڑھنے والوں کی بُدھیوں میں ایسی حرکت پیدا کردے۔ کہ وے تیرے سچے دھرم کو قبول کرنے اور اُسپر عمل کرنے کے لیے سچے دل سے طیار ہوجاویں۔

اوم شانتیہ۔ شانتیہ۔ شانتیہ

جالندھر شہر ۳۰۔ مارچ ۱۸۹۸ء	منشی رام جگیاسو (طالب حق)

ओ३म्

اوم

رگوید آدی بھاشیہ بھومکا

ایشور پرارتھنا

ओ३म् सहनाववतु सहनौभुनक्तु सहवी-
र्य्यं करवावहै । तेजस्विनावधीतमस्तु । माविद्वि-
षावहै । ओ३म् शान्तिः शान्तिः शान्तिः -

(تیتریہ آرنیک - لوان پرپاٹھک - پہلا انوواک)

"ہے سروشکتیمن! ہے ایشور! آپکی کرپا - رکھشا اور مدد سے ہم لوگ باہمی ایک دوسرے کی حفاظت کریں - ہم سب لوگ اعلیٰ محبت میں بلکر عمدہ سے عمدہ ثروت کے ذریعہ - آپکی مہربانی سے - سدا آنند کو بھوگیں - یہ کرپا نہیں! آپکی سہائیتا سے ہملوگ ایک دوسرے کی طاقت کو پرشارتھ سے سدا بڑھاتے رہیں - ہے پرکاش مے! یہ سب ودیا کے دینے والے پرمیشور! آپکے سامرتھ سے ہی ہملوگوں کا پڑھا پڑھایا ساری دنیا میں روشن ہو - اور ہماری ودیا (علم) سدا بڑھتی رہے - اور ہے پاک محبت کو جلوہ دینے والے! آپ ایسی کرپا کریں کہ جس سے ہملوگ ایکدوسرے سے دشمنی کبھی نہ کریں - بلکہ ایکدوسرے کے متر

ہوکر سدا برتاؤ کریں۔ ہے بھگوان! آپکے رحم سے ہم لوگوں کے تینوں[1] تاپ
شانت اور نورتِ ہوں "

سنسکرت شلوکوں کا ترجمہ

(۱) جوکہ بیحد۔ ازلی۔ سارے برھمانڈ کا رچنے والا۔ اجنما ستیہ۔ سب سے بڑا اور ابدی ہے جسکی سناتن وِدیا سب ادھرموں کا ناش کرنیوالی ہے۔ اُس برھم کو نمسکار کرکے کُل جگت کے کلیان کرنیوالے وید کے بھاشیہ کا میں آغاز کرتا ہوں۔

(۲) وکرما دیتہ کے سمت ۱۹۳۳ ۔ بھادوں کے مہینے کے شکل پکھش کی پرتی پدا کو روی وار کے دن اِس وید بھاشیہ کا میں نے آغاز کیا ہے۔

(۳) سب سجنوں کو جتلایا جاتا ہے۔ کہ جنکا نام سوامی دیانند سرسوتی ہے اُنہوں نے اِس وید بھاشیہ کو بنایا ہے۔

(۴) انسانوں کی بہبودی کے لیئے سچائی کی عزت کرتے ہوئے سچائی کو ظاہر کرنے کے لیئے میں اِس وید بھاشیہ کا وِدھان کرتا ہوں۔

(۵) یہ بھاشیہ دو زبانوں میں کیا جاتا ہے۔ یعنی سنسکرت۔ اور پراکرت (مروجہ دیوناگری بھاشا) اِن دونوں زبانوں میں وید منتروں کے ارتھ کرونگا۔

(۶) آریوں کے رشی منیوں کی جو سناتن ریتی ہے اُسکے سہارے سے وید منتروں کے ارتھ کیئے جاویں گے۔ اِس کے برخلاف ہرگز نہیں۔

---

[1] تینوں تاپوں سے نجات کا نام ہی مُکتی یا موکش ہے (۱) آدھیاتمک تاپ وہ کہلاتا ہے جو دُکھ کہ جسمانی اندر کی بیماریوں سے ہوتا ہے (۲) آدھی بھوتک تاپ وہ کہلاتا ہے۔ جو دُکھ کہ دوسرے جانداروں سے پہونچتا ہے (۳) آدھی دیوک تاپ وہ کہلاتا ہے۔ جو دُکھ کہ من اور اندریوں کے وِکار۔ اشدھی اور چنچلتا سے ہوتا ہے۔

(۷) جو نئے بھاشیہ اور غلط ٹیکائیں ہیں۔ انکی وجہ سے جو دوش کہ ویدونکو لگ گئے ہیں۔ اُن سب کی نورتی ہوجائیگی۔

(۸) ویدوں کا جو سچا ارتھ ہے وہ ظاہر ہووے۔ اس لئے میں یہ کوشش کرتا ہوں جو پرمیشور کی مدد سے پوری ہوگی۔

ओ३म् विश्वानिदेवसवित दुरितानि परा सुव। यद्भद्रं तन्न आसुव॥

(یجر وید ادھیاء ۳۰۔ منتر ۳)

"ہے ست۔ چت آنند سوروپ! ہے سب سامرتھ والے! ہے ہمہ دان عالم کل! ہے ودیا اور گیان کے دینے والے! ہے سورج وغیرہ جڑ اور ودیا کی چیتن روشنی کے ظاہر کرنیوالے! ہملوگوں کے سب دُکھ اور ساری کھوٹی عادتیں دور کیجئے۔ اور جو سب دُکھوں سے بری ستیہ ودیا سے پراپت اقبالمندی اور موکھش تک کے آنند کو حاصل کرنیوالا کلیان ہے وہ۔ آپکی کرپا سے ہمیں حاصل ہو۔"

اس وید بھاشیہ کے بنانے کے انوشٹھان میں جو الجھن ہوں انہیں پہلے سے ہی دور کردیجئے۔ اور جو جسم اور عقل کے مددگار صحت ستیہ ودیا اور پرکاش وغیرہ ہیں۔ وسے ہے پربرہمن! آپکی کرپا کٹاکھش سے ہمکو حاصل ہوں۔ آپکی کرپا اور سہائتا کو حاصل کرکے تپکیش آدی پرانوں سے ستیہ آپکے رچے ہوئے ویدوں کا ٹھیک ٹھیک بھاشیہ ہم کرسکیں۔ تاکہ وہ آپکی کرپا سے سب انسانوں کے لئے مفید ہو۔ اور آپ ایسی انوگرہ کریں کہ ہیں وید بھاشیہ میں سب انسانوں کو پرم شردھا اور پریتی ہو۔

यो भूतं च भव्यं च सर्वं यश्चाधितिष्ठति।
स्व१र्यस्य च केवलं तस्मै ज्येष्ठाय ब्रह्मणे नमः

(اتھروید - کانڈ ۱۰ - پرپاٹھک ۲۳ - انوواک ۴ - منتر ۱)

"جو ماضی - حال - اور مستقبل - تینوں زمانوں میں ساری کائنات کا مالک ہے - اور کال (زمانہ) کے بھی اوپر براجمان[1] ہے - جسکا کہ اپنا فقط نرِوکار آنند ہی سوروپ ہے - جسمیں کہ دُکھ کا ذرا بھی نشان نہیں - اور جوکہ آنند مئے برمھ ہے - اُس سب سے بڑے - سب سے اُتّم برمھ کو ہمارا اتینت کرکے نمسکار ہو۔"

यस्य भूमिः प्रमान्तरिक्षमुतोदरम्। दिवं यश्चक्रे मूर्द्धानं तस्मै ज्येष्ठाय ब्रह्मणे नमः॥

(ایضاً - منتر ۳۲)

"جسکی (رچنا میں) پرتھوی سچارتھ گیان کی سِدھی کے لیے پیر کے مانند ہے - انترکھش (خلا) پیٹ کے مانند (ہر ایک وستو کو سوکشم کرنیوالا ہے) جسنے کہ سب کے شرومنی سورج وغیرہ روشن پدارتھوں کو سب سے اونچا دماغ کے مانند بنایا ہے - اُس پرکاش سوروپ برمھ کو ہمارا نمسکار ہو۔"

यस्य सूर्यश्चक्षुश्चन्द्रमाश्च पुनर्णवः। अग्निं यश्चक्र आस्यं१ तस्मै ज्येष्ठाय ब्रह्मणे नमः॥

[1] یعنی تین کال اسمیں گھٹ نہیں سکتے - کال یہہ صرف انسانوں کے لئے ہے - ورنہ پرمیشور کے لئے تینوں زمانے یکساں ہیں۔

(ایضاً منتر ۳۳)

"وہ جس کے کہ سوریہ اور چندرما ہر ایک کلپ کے آد میں آنکھوں کی طرح سبکو دکھانیوالے ہوتے ہیں۔ جس نے کہ اپنی سرشٹی میں اگنی (آگ) کو مکھ کے مانند بنایا ہے۔ اُس سب سے بڑے پوجنیہ برہم کو ہمارا نمسکار ہو"

यस्य वातः प्राणापानौ चक्षुरंगिरसो भवन्।
दिशो यश्चक्रे प्रज्ञानीस्तस्मै ज्येष्ठाय ब्रह्मणे नमः॥

(ایضاً منتر ۳۴)

"سمشٹی وایو (ہوا) جسکے پران اور اپان کے سمان ہے۔ پرکاش دینے والی کرنیں جسکی آنکھوں کے تلیہ ہیں۔ اور جس نے کہ دشاؤں کو سب بیوہاروں کے سادھک بنایا۔ اُس اننت ودیا والے برہم کو ہمارا نمسکار ہو۔"

य आत्मदा बलदा यस्य विश्व उपासते प्रशिषं यस्य देवाः। यस्यच्छायामृतं यस्य मृत्युः कस्मै देवाय हविषा विधेम॥

(یجرید ادھیائے ۲۵ منتر ۱۳)

"جو پرمیشور اپنی کرپا سے آتمک گیان دینے والا ہے۔ جو کہ شریر۔ اندریوں اور انتہکرن کو پشٹی، اُتساہ۔ پراکرم اور دڑھتا پردان کرنیوالا ہے۔ جسکی دُنیا کے تمام بیدوان (عالم) اُپاسنا کرتے یعنی اُس کے نیم میں رہتے ہیں۔ جسکا آشرا ہی مکش ہے۔ جسکے سہارے سے علیحدہ ہونا ہی موت یعنی جنم جنم (تناسخ) کا کارن ہے اُسی سکھ سوروپ برہم دیو کی پریم بھگتی روپ سے ہم اُپاسنا کریں۔"

द्यौः शान्तिरन्तरिक्षं शान्तिः पृथिवि शान्ति
रापः शान्तिरोषध्यः शान्तिः वनस्पतयः शान्ति
र्विश्वे देवाः शान्ति ब्रह्म शान्तिः सर्वं शान्तिः शा
न्तिरेव शान्तिः सामा शान्तिरेधि ॥

(یجروید ادھیاء ٣٦ منتر ١٧)

"ہے سرو شکتیمان پرمیشور! آپکی بھگتی اور کرپا سے سب پرکاشمان لوک انترکش پرتھوی - جل - اوشدھیاں - بنسپتی - سب جگت کے وِدوان - آپکا گیان وید - اور سب جگت کے پدارتھ ہمارے لئے سدا سکھ کاری ہوں - یعنی انوکول رہیں"

यतो यतः समीहसे ततो नो अभयं कुरु । शन्नः
कुरु प्रजाभ्योऽभयं नः पशुभ्यः ।

(یجروید - ادھیاء ٣٦ - ٢٢)

"ہے پرماتمن! آپ جس جس جگہہ جگت کے رچنے اور پالنے کے نمت چیشٹا کرتے ہیں - اُس اُس جگہہ میں موجود ہم لوگوں کو بیخوف کیجیے - تاکہ ہر طرح سے ہر جگہ ہم سب آپکی کرپا سے بیخوف رہیں - اور ہر ایک جگہہ کی ہماری پرجا اور پشوؤں کو بیخوف کیجیے - اسی طرح ہر جگہہ کے ہمارے پرجا اور پشوؤں کا کلیان کیجیے - تاکہ دھرم - ارتھ - کام - اور موکھش - آپکی کرپا سے سہج ہی سدھ ہوویں -"

यस्मिन्नृचः साम यजूंषि यस्मिन्प्रतिष्ठिता रथ
नाभाविवाराः यस्मिंश्चित्तं सर्वमोतं प्रजानां त
न्मे मनः शिवसंकल्पमस्तु ॥

(یجروید ادھیائے ۳۴ ۔ منتر ۵)

ۺ ہے بھگون کرپانِدھے! جس من میں کہ رگ ۔ سام اور یجروید سِتھر ہوتے ہیں۔ اور جسمیں یتھارتھ موکھش وِدیا سِتھر ہوتی ہے۔ جسمیں سب پرجا کا چِت۔ جو سمرن کرنے کی برتی (قوت حافظہ) ہے۔ بھی گُتھا ہوا ہے۔ جیسے کہ مالا کے دانے سوت میں پروئے ہوتے ہیں۔ اور جیسے رتھ کے پہیہ کی نابھی میں ارے لگے ہوتے ہیں وہ میرا من کلیان کا سنکلپ کرنیوالا ہو "تاکہ اُس سے ویدوں کے ستیہ ارتھ کا پرکاش ہو۔ ہے سرو وِدیا مے۔ سرو آرتھ وِت پرمیشور! ہم پر آپ کرپا کریں جس سے ہم وِگھنوں سے سدا الگ رہیں۔ اور ستیہ ارتھ سہت اِس وید بھاشیہ کو سمپورن بنا کے آپکے بنائے ویدوں کے ستیہ ارتھ کی وستار روپ جو کیرتی ہے۔ اُس کو جگت میں ہمیشہ کے لیئے بڑھا دیں۔ اور اِس بھاشیہ کو دیکھ کر ویدوں کے انوسار ستیہ کا انوشٹھان کرکے ہم سب لوگ اچھے گُن حاصل کریں۔ اِس لیئے ہم لوگ آپکی پرارتھنا پریم سے سدا کرتے ہیں۔ اِسکو آپ کرپا سے جلدی سُنیں تاکہ یہہ جو سبکا بھلا کرنیوالا وید بھاشیہ انوشٹھان ہے۔ وہ یتھاوت سِدھ ہووے۔

اوم شانتیہ ۔ شانتیہ ۔ شانتیہ ۔

باب پیدائش وید مقدس

तस्माद्यज्ञात्सर्वहुत ऋचः सामानि जज्ञिरे। छन्दांसि जज्ञिरे तस्माद्यजुस्तस्मादजायत॥

(یجُر وید - ادھیائے ۳۱ منتر ۷)

(ست چت - آنند وغیرہ اوصاف سے موصوف سب جگہ بھرپور پُرش سب کی پرستش اور اُپاسنا کے لائق اور سروشکتیمان جو یگیہ (यज्ञ) پرماتما ہے - اُسی سے رِگوید ۱ - یجُروید ۲ - سام وید ۳ اور اتھروید ۴ چاروں ویدوں کا پرکاش ہوا - یہہ جاننا ہے - (۱) (सर्वहुत) سروہت یہہ (شبد) ویدوں کی صفت بھی ہوسکتا ہے اِس لئے کہ وے (وید) سب انسانوں کے حاصل کرنے کے لائق ہیں (۲) (जज्ञिरे) جگیرے اور (अजायत) اجائیت یہہ دو کریا (ایک ہی معنی دینے والی) اِس لئے آئی ہیں کہ ویدوں میں انیک ودیاؤں کی موجودگی ظاہر کیجاوے - (۳) نیز (तस्मात) تسمات پد دوبار آیا ہے - اِس بات کے جتلانے کو کہ ایشور سے ہی ویدوں کی اُتپتی ہوئی ہے - (۴) ویدوں میں گایتری وغیرہ چھند شامل ہیں - اِس لئے (छन्दांसि) چھندانسی پد سے چوتھے اتھروید کی اُتپتی بتلائی ہے - یہہ جاننا چاہئے - (۵) یگیہ وشنو کو کہتے ہیں - (यज्ञो वै विष्णुः = دیکھو شت پتھ براہمن کانڈ ا ادھیائے ۱

इदं विष्णुर्विचक्रमे त्रेधा निदधे पदम्॥

(دیکھو یجر وید ادھیاء ۵ منتر ۱۰)

یہاں سارے جگت کا بنانا ایشور میں ہی گھٹ سکتا ہے نہ کہ اور میں
چنانچہ وشنو اسکو کہتے ہیں۔ جو کہ جڑ اور چیتن سارے جگت میں ویاپک ہو"

تفسیر

اِس منتر میں پرماتما نے صاف الفاظ میں جتلایا ہے کہ چاروں ویدوں کا ظہور اس سے ہوا ہے۔ اِسجگہہ بعض سجن یہہ شنکا اٹھایا کرتے ہیں۔ کہ جب صاف طور پر اتھروید کا ذکر نہیں آیا تو چھندانسی شبد سے گایتری وغیرہ چھندونکا کیوں نہ گرہن کریں۔ رشی جواب دیتے ہیں کہ وید تو چھندوں کے مجموعہ کا ہی نام ہے۔ چاروں ویدوں کے مضامین چھندوں میں ہی ادا کیئے گئے ہیں۔ اس لیئے اگر وید صرف تین ہی ہوتے۔ یعنی رگ۔ یجو۔ اور سام تب بھی چھندانسی شبد کے لانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ جہاں کچھہ اشیار کا بطور کُل شمار ہوتا ہے تو اُسمیں اُنکے جزو کو شامل نہیں کیا کرتے۔ مثلاً اگر ہم کچھ آدمیوں کا شمار کر رہے ہوں۔ اور دس آدمیوں کے نام لینے کے بعد ہاتھ کا لفظ استعمال کریں تو صاف سمجھا جاویگا۔ کہ ہاتھ کسی آدمی کا ہی نام ہوگا۔ اگرچہ شریر کے ایک انگ کا نام بھی ہاتھ ہے۔ اِسی طرح پر چونکہ گایتری۔ انوشٹبھ۔ ترشٹبھ وغیرہ بھی چھند کہلاتے ہیں۔ اور اتھروید کے لیئے بھی چھند شبد آتا ہے۔ اس لیئے رگ وغیرہ ویدوں کے شمار کے ساتھ چھند کے معنی اتھروید ہی کیئے جانے چاہئیں۔

گو اتھروید میں صاف طور پر چاروں ویدوں کا شمار کیا گیا ہے۔ تاہم چونکہ باقی تین ویدوں میں کہیں اسکے لیئے چھندانسی کا لفظ آیا ہے۔ اور

کہیں اُسکا ذکر ہی نہیں ہے۔ اِس لیئے نہ صرف آجکل کے یوروپین سنسکرت
والوں نے ہی اتھروید کے نوین ہونیکا اعتراض اوٹھایا۔ بلکہ زمانہ درمیانی
کی تصانیف کے مطالعہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہہ اعتراض پہلے بھی اُٹھتے
رہے ہیں۔ چنانچہ اپنے اتھروید کے بھاشیہ کی بھومکا میں سائین آچاریہ نے
اسی سوال کو بطور پوروپکھش کے اٹھاکر اُسکا سمادھان کرنے کی کوشش کی ہے
جن جگہوں میں کہ صرف رِگ۔ یجو۔ اور سام تین نام آئے ہیں۔ وہاں بعض
اوقات تو صرف کرم اُپاسنا اور گیان۔ ان تین مضامین کا ذکر ہے۔ اور چونکہ
اتھروید اِن تینوں کرموں کی پورتی کرتا ہے۔ اور اُسکا اُودیش کُل شنکاؤں کا
سمادھان کرنا ہے۔ اِس لیئے آتھرو کا ذکر وہاں نہیں آتا۔ اور بعض اوقات کچھ
اور ایسا مطلب ہوتا ہے کہ جسمیں اتھروید کے ذکر کی ضرورت نہیں ہوتی
لیکن جبکہ دوسرے ویدوں کے براھمن جو کہ اُنکی تفسیریں ہیں چارہی وید
بتلاتے ہیں۔ اور جبکہ یگیہ کرموں میں بھی ہوتا ادھوریو۔ اور اُدگاتا
پر ہی خاتمہ نہیں ہوتا۔ جو کہ رِگ۔ یجو۔ اور سام۔ اِن تینوں ویدوں کے
قائیم مقام ہیں۔ بلکہ چوتھا برھما بھی ضروری ہوتا ہے۔ جو کہ ہرایک یگیہ
کیش کو نیمالوسار چلانے کا فرض سرپر لیئے رہتا ہے۔ تو پھر آتھرو کے وید
ہونے میں شنکا بالکل نرمول ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ وید انگوں کے بنانیوالے
رشی بھی ویدونکی تعداد چار ماننے میں متفق الزبان ہیں۔ چنانچہ رگوید
منڈل ۴ کے سوکت ۵۸ کے منتر ۳ کی ویاکھیا کرتے ہوئے رشیوں نے
चत्वारि یعنی چار کا اطلاق ویدوں پر کیا ہے۔ گوپتھ براھمن میں
النکار روپ سے اتھروید کو یگیہ کے برہما سے اُپمان دی ہے۔ پس
یوروپین سنسکرت والوں کی یہہ کلپنا نرمول ہے۔ کہ اتھروید کا شمار ویدوں

میں نہیں ہونا چاہیئے۔

اِس منتر میں ایک اور خوبی ہے جسے کہ رشی نے اپنے بھاشیہ میں جتلایا ہے۔ یعنی جہاں ایک طرف پیدا ہونیکے معنی رکھنے والے الفاظ دوبارہ لاکر اس تاکید سے جتلایا گیا ہے۔ کہ وید گیان کا بھنڈار ہے۔ اور اِسمیں انیک ودیا شامل ہیں۔ وہاں لتساتت کے تکرار سے جتلایا گیا ہے کہ وید کی اُتپتی سوائے ایشور کے کسی سے ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ ہر ایک چیز وہیں سے برآمد ہوتی ہے جہاں کہ اُسکا بیج موجود ہو۔ پس چونکہ گیان کا مخزن صرف پرماتما ہے۔ اِس لئے اُسی سے ویدوں کا ظہور میں آنا ممکن ہو سکتا ہے۔ اوپر کی کُل عبارت میں بھاشیہ کار نے صرف اپنا دعویٰ قایم کیا ہے اور چونکہ یہہ دعویٰ انہوں نے آج قایم نہیں کیا۔ بلکہ سرشٹی کے آد سے رشی لوگ قایم کرتے چلے آئے ہیں۔ اِس لئے بھاشیہ کارنے مناسب سمجھا کہ پہلے دعویٰ کو اُنہیں الفاظ میں پیش کریں جنہیں کہ رشیوں نے محسوس کیا تھا۔

यस्माद‍ृचो अपातक्षन् यजुर्यस्मादपाकषन्। सामानि यस्य लोमान्यथर्वांगिरसो मुखम्। स्कंभं तं ब्रूहि कतमः स्विदेव सः॥

(اتھروید کانڈ ۱۰ پرپاٹھک ۲۳- انوواک ۴- منتر ۲۰)

" جس سرو شکتیمان سے (ऋचः) رگوید پیدا ہوئی ہے۔ جس سے یجروید ظاہر ہوئی ہے۔ اور جس سے سام اور اتھروید بھی اُتپن ہوئی ہیں اسی طرح جس پرمیشور کے مُکھ کی مانند اتھروید ہے۔ اور سام وید جس کے

بدن کے رونگٹوں کی مانند ہے۔ یجو جسکا ہردا! اور رگوید جسکی پران کے سمان ہے۔ یہہ روپک النکار (استعارۂ تشبیہ) ہے۔ جس سے چاروں وید پیدا ہوئے ہیں۔ کہو وہ کونسا دیو ہے۔ یہہ سوال ہے۔ اِسکا جواب یہہ (اِسی منتر کے آخری حصہ میں دیا۔) ہے۔ جو سب جگت کو دھارن کرنیوالا پرمیشور ہے۔ اُسی کو تم جانو۔ اُس سکمبہ (स्कम्भ) سب کے ادہار پرمیشور کے سوائے اور کوئی دوسرا دیو ویدوں کا بنانیوالا نہیں ہے۔ یہہ ماننا چاہئیے"

تفسیر

اِس منتر میں ایک ایک وید کی پیدائش ظاہر کرنے کے لئے جو ایک ایک جُدا جُدا پد آیا ہے۔ اُسمیں بڑی خوبی یہہ ہے کہ وہ اُس وید کے مضمون کو صاف ظاہر کر دیتا ہے۔

(۱) رگوید کی اُتپتی ظاہر کرنے کے لئے لفظ (अपातक्षन्) اپاتکھشن آیا ہے۔ अपातक्षन् = आपो + आ + तक्ष + लङ् =

(۱) مریادا سے (یعنی باقاعدہ) ودش رہت (یعنی سچا) وِستار جسمیں کیا گیا اُسکا ظہور (۲) یعنی پدارتھوں کے گُنوں کا جسمیں ورنن ہو یا جسمیں ہر ایک چیز کی تعریف Definition ٹھیک ٹھیک درج ہو۔ اور وہی رگوید ہے۔ چنانچہ پورب میمانسا شاستر میں مہرشی جیمنی جی فرماتے ہیں۔

तेषाम्‌ऋग् यत्रार्थवशेन पादव्यवस्था –

(دیکھو۔ پورب میمانسا۔ ادھیاء ۲ پاد اول سوتر ۳۲)

(۲) یجروید کا پرماتما سے ظہور جتلانے کے لئے अपाकषन् اپاکشن

شبد آیا ہے -

अपाकषन=आपो+कष+स्वडू =

"باقاعدہ دوش رہت ٹھیک ٹھیک سار جسمیں دکھلایا گیا اُسکا ظہور"

چنانچہ یجروید کو کئی جگھ من سے اُپمان دی ہے - اور یہہ اِس لئے کہ یجروید کا مضمون یگیہ ہے - جسکا مطلب یہہ ہے کہ جن پدارتھوں کے گنوں سے کہ رگوید نے واقفیت کرا دی ہے - اُنپر وچار کرنا -

(۳) سام وید کو بدن کے رونگٹوں سے اُپمان دی گئی ہے - سام وید کو اکثر جگھ جگت کا پران بھی بتلایا گیا ہے - اور یہہ اِس لئے کہ جسطرح کہ رگوید گیان کانڈ ہے یعنی اُس کے منتروں میں سب پدارتھونکا سادھارن (ابتدائی) گیان دیا گیا ہے - جسطرح کہ یجروید کرم کانڈ ہے یعنی رگوید سے حاصل کئے ہوئے گیان کو باہمی جوڑ کر اُس سے یگیہ کرمونکا سِدہ کرانیوالا ہے - اِسی طرح سام وید اُپاسنا کانڈ ہے - یعنی یگیہ کرموں کے انوشٹھان سے پاپ کرنیکا ناش کرتا ہوا سام کے ذریعہ منشیہ پرماتما کے سمیپ پہونچاتا ہے - پس سام کُل آتمک شریر (روحانی جسم) کے پران کے سمان ہے - اِس لئے اُسے رونگٹوں سے بھی اُپمان دی ہے - کیونکہ رونگٹوں کے ذریعہ سے ہی پرانوں کی گتی ٹھیک ہوکر منشیہ نروگ (تندرست) رہتا ہے -

(۴) اتھروید کو اس لئے کھیہ سے اُپمان دی ہے - کہ جسطرح دماغ جسم کے ہرایک انگ کی کمی کو پوری کرتا ہے - اِسیطرح اتھروید سب شنکاؤں کا سمادہان کرنیوالا ہے - اور اسی لئے اتھروید کو وگیان کانڈ یعنی وشیش گیان کا کانڈ کہہ سکتے ہیں - چاروں ویدونکو مختلف النکاروں کے طریقہ پر کئی جگھ بیان کیا گیا ہے - چنانچہ یجروید کے ادھیائے ۳۶ کا منتر حسب ذیل ہے -

ऋचं वाचं प्रपद्ये मनो यजुः प्रपद्ये साम प्राणं प्रपद्ये ॥

स्य वा अस्य महतो भूतस्य निः श्वसितमेतद्यदृग्वेदो यजुर्वेदः सामवेदोऽथर्वांगिरस इत्यादि ॥

(دیکھو شت پتھ براہمن - کانڈ ۱۴ - انوواک ۵)

مد اسکا مطلب یہہ ہے کہ یاگیہ والک (رشی) فرماتے ہیں کہ ہے میترئی آکاش سے بھی بڑا جو پرماتما ہے اُسی سے رگوید وغیرہ چاروں وید انسانی سانس کی طرح باہر نکلتے (یعنی پیدا ہوتے) ہیں - یہہ جاننا چاہیئے جس طرح کہ جسم سے سانس باہر نکلکر پھر اُسی میں داخل ہوجاتا ہے - اسی طرح پر ایشور سے ہی ویدونکا ظہور ہوتا اور اُسی میں وے لئے ہوجاتے ہیں یہہ تحقیق ہے -

تفسیر

روئے زمین کے مذاہب کی الہامی کتابوں اور الہام ملنے کے طریقوں کا اگر ویدک گیان کے ظہور کے ساتھ مقابلہ کیا جاوے - تب کہیں ویدوں کی اصلی بزرگی سمجھ میں آتی ہے - اوپر کا رشی واکیہ جتلاتا ہے - کہ وید ایشور کا گیان ہے اُس کے ساتھ ہمیشہ رہتا ہے - جب جب سرشٹی پیدا ہوتی ہے - تب تب انسانوں کی ہدائیت کے لئے پرماتما اپنے گیان کا پرکاش کرتے ہیں - اب سوال یہہ ہے کہ یہہ پرکاش کس طریقہ پر ہوتا ہے - رشی جواب دیتے ہیں - کہ اُس کے ظاہر کرنے میں ایشور کو کسی قسم کی محنت کرنی نہیں پڑتی - بلکہ سہج سوبھاؤ سے بلا کسی محنت کے اُسکا پرکاش دُنیا میں ہوتا ہے - اور پھر جب پرماتما کے نیم کے مطابق دُنیا کا خاتمہ ہوتا ہے - تو اُسوقت وید روپی اُسکا گیان اُسی میں لین ہوجاتا ہے -

"اس پر کبھی لوگ یہہ کہتے ہیں کہ نرآکار (جسم سے بری) پرمیشور سے حروف والے وید کیونکر پیدا ہوسکتے ہیں۔ اسپر کہتے (جواب دیتے) ہیں۔ کہ سروشکتیمان (اپنے کاموں میں دوسرے کی مدد کی خواہش نہ رکھنے والا) پرمیشور کی نسبت ایسا اعتراض پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ مُنہ اور سانس وغیرہ اوزاروں کے بغیر بھی اُسکی کام کرنیکی طاقت کو ہم ہمیشہ ظاہر دیکھتے ہیں۔ دوسرے یہ بھی ہے کہ جسطرح من میں سوچنے کے وقت سوال و جواب وغیرہ حروف کی آواز ہوتی ہے۔ اُسیطرح ایشور میں بھی ماننی چاہیئے۔ جو یقیناً سروشکتیمان ہے وہ کام کرنے میں کسی کی بھی مدد نہیں لیتا۔ جیسا کہ ہم لوگوں میں بلا مدد غیرے کام کرنیکی طاقت نہیں ہے۔ اس طرح پر ایشور کی حالت نہیں ہے۔ جس طرح پر کہ نرآکار (غیر مجسم) ایشور نے کُل جہان بنایا ہے۔ اُسیطرح وید کے بنانے میں بھی شُبہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جسطرح کی لطیف صنعت کہ ویدوں میں کی ہے۔ ویسی ہی حیرت انگیز صنعت ایشور نے جہانیں کی ہے"

تفسیر

ایشور سے وید کا ظہور ماننے پر بڑا بھاری اعتراض یہہ ہوا کرتا ہے کہ جب پرمیشور غیر مجسم ہے تو مُنہ کے بغیر اُس نے الفاظ کیسے سُنائے۔ رشی جواب دیتے ہیں۔ کہ یہہ اعتراض ہم ناچیز جیُو دیپر ضرور قایم ہوسکتا ہے کیونکہ ہم اپنی طاقتوں میں محدود اور بلا مدد غیرے کام نہیں کرسکتے لیکن پرمیشور پر اعتراض قایم نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اُسے اپنے کاموں میں کیسکی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ جب ایسا حیرت انگیز جہان وہ بلا ہاتھ پاؤں وغیرہ

کے بنا سکتا ہے تو گیان کا ظہور بھی بلا اِن ذریعوں کے بھی کر سکتا ہے۔ من کی
مثال نہائیت ہی موزوں ہے۔ جس طرح بلا زبان سے بولے ہوئے من میں
ہزاروں طرح کے خیالات دوڑ جاتے اور سوال و جواب ہو کر نتیجے پیدا کئے جاتے ہیں
اسی طرح پر وہ پرمیشور جو کہ حاضر و ناظر ہے۔ وید روپی گیان کو ظاہر کر دیتا ہے۔

"(بعض لوگ کہتے ہیں کہ) جہان کے بنانیکی تو ایشور کے بغیر اور کسی میں
بھی طاقت نہیں ہے۔ لیکن وید کے بنانے کی دیگر مختلف کتب کی تصانیف
کی طرح (انسانوں میں) طاقت ہو سکتی ہے۔ اسکا جواب یہ ہے۔ کہ ایشور کے
بنائے ہوئے وید کے پڑھنے کے بعد ہی کتب تصنیف کرنیکی انسانوں میں
طاقت ہوئی ہے۔ نہ کہ اور طرح۔ کوئی بھی (انسان) اُس (وید) کے پڑھے اور
سُنے بنا عالم نہیں ہو سکتا۔ جیسے کہ اِس زمانہ میں بھی کسی شاستر کو پڑھ کر
اوپدیش سنکر اور (انسانوں کے باہمی) برتاؤ کو دیکھ کر ہی انسان عالم ہوتے
ہیں۔ مثلاً اگر کسی آدمی کی اولاد کو تنہائی میں رکھکر صرف اُسے کھانا پانی
باقاعدہ دیویں۔ اور مرتے دم تک اُس کے ساتھ بولنے کا برتاؤ نہ کریں
جس طرح پر کہ اُسے کچھ بھی ٹھیک علم نہیں ہوتا۔ اور جس طرح پر کہ جنگلی آدمیوں
کی اوپدیش کے بغیر حیوانی خصلت دکھائی دیتی ہے۔ اسی طرح پر ویدوں کے
اوپدیش کے بغیر آغاز آفرینش سے اب تک انسانوں کی خصلت ہو جاتی۔ پھر
کتب کی تصنیف کا تو ذکر ہی کیا ہے۔!

(معترض) ایسا مت کہو۔ ایشور نے انسانوں کو سوابھاوک گیان (جبلی علم)
دیا ہے۔ جو کہ سب کتابوں سے اعلیٰ ہے۔ کیونکہ اُس کے بغیر ویدوں کے الفاظ
معنی اور سمبندھ کا علم بھی کبھی نہیں ہو سکتا۔ اُس (جبلی علم) کی ترقی ہونے پر

لوگ کتابیں بھی تصنیف کرلیں گے۔ پھر یہہ ماننے کی کیا ضرورت ہے کہ وید کی پیدائش ایشور سے ہوئی ؟

(محقق) جو پہلے بالا تعلیم کے تنہائی میں حفاظت کئے گئے۔ بچے اور جنگلی آدمیوں کی مثال دی تھی کیا انہیں ایشور نے جبلی علم نہیں دیا ہے ؟ پھر وے ہم سے یا دیگروں سے تعلیم حاصل کئے بغیر اور ویدوں کے پڑھے بنا ہی عالم کیوں نہیں ہوجاتے۔ جو اس سے یہہ نتیجہ نکلا کہ بغیر تعلیم حاصل کئے صرف سوابھاوک گیان (جبلی علم) سے کبھی بھی نباہ نہیں ہوسکتا۔ جس طرح پرکہ ہم لوگ بھی دیگر عالموں (کی تعلیم) اور ان عالموں کی مصنفہ کتابوں کا گیان اور طرح بہ طرح کے علم حاصل کرکے ہی نئی تصانیف بنانے کے قابل ہوتے ہیں۔ اسی طرح پر ایشور کے گیان کی سب انسانوں کے لیئے لازمی طور پر ضرورت پڑتی ہے۔

آغاز آفرینش میں پڑھنے پڑھانے اور کتابیں تصنیف کرنیکا کوئی سلسلہ نہیں تھا۔ (جبکہ) ایشور اپدیش کے بغیر کسی علم کا بھی امکان نہیں ہے تو کس طرح کوئی آدمی کتاب تصنیف کرسکتا۔ انسانوں کو نیمتیک (حاصل کئے ہوئے) گیان میں آزادی نہیں ہے۔ اور صرف سوابھاوک گیان سے علم کا حصول ناممکن۔ اور جو یہہ کہا تھا کہ سوابھاوک گیان ہی افضل ہے وغیرہ وغیرہ۔ وہ بھی ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ وہ (سوابھاوک گیان) تو صرف سادھن کوٹی میں (گیان حاصل کرنیکا آلہ) ہے۔ آنکھ کی طرح جس طرح پرکہ من کے شامل حال ہوتے بغیر آنکھ کچھہ دیکھ نہیں سکتی۔ اسی طرح پر پرمیشور کے گیان (وید) اور دیگر عالموں (کی ہدایت) کے شامل حال ہوئے بغیر صرف سوابھاوک گیان سے کوئی کام بھی نہیں ہوسکتا۔ "

تفسیر

اِس بچہ رشی نے ایک بڑی زبردست دلیل الشوریہ گیان کی ضرورت کی نسبت دی ہے۔ جسکی تصدیق کہ بنی نوع انسان کا لگاتار تجربہ بتلا رہا ہے۔ جس طرح پر کہ آج یہہ امر زیر بحث ہے کہ آیا علم کی بنیاد صرف ذاتی تجربہ اور انسانوں کے آلۂ عقل پر ہے۔ یا کہ پرمیشور کی طرف سے بذریعہ الہام کے انسان کی ہدایت کے لیئے علم ملا ہے۔ اِسی طرح پر گزشتہ زمانوں میں بھی عقلمند انسان اِس مسئلہ پر غور کرتے رہے اور اِس عقدہ کو اکثر ذاتی تجربوں سے حل کرنیکی کوشش بھی کرتے رہے۔ چنانچہ سارٹو ناپلیس بادشاہ کی نسبت روایت ہے کہ انسان کی قدرتی زبان دریافت کرنے کے لیئے اُس نے ایک بچہ کو بارہ سالوں تک لگاتار علیحدگی میں پرورش کیا۔ اور پھر جب اُسے نکالا تو اُسنے آتے ہی ایک لفظ بولا جوکہ مُلک فریجیا کی زبان میں روٹی کے لیئے استعمال کیا جاتا تھا۔ بادشاہ سلامت نے بہر بڑی خوشیاں منائیں اور فیصلہ دیدیا کہ فریجیا کی زبان ہی قدرتی زبان ہے۔ لیکن پھر معلوم ہوگیا کہ ایک بکری کا بول اُس لڑکے کے کانوں تک پہونچا کرتا تھا۔ اور چونکہ بکری کا بول ٹھیک فریجیا زبان کے ٹھیں لفظ سے مشابہت رکھتا تھا جوکہ روٹی کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ اس لئے یہہ غلط نتیجہ بادشاہ نے نکالا۔

پھر بادشاہ اکبر کی نسبت مشہور ہے کہ اُسنے بھی اِسی طرح پر ایک بچہ کی حفاظت کی تھی اور نتیجہ آخرکار یہہ نکلا تھا کہ وہ لڑکا ہرگز کچھ بھی علم نہیں رکھتا تھا

اخبار پایونیر مطبوعہ ۱۲۔جنوری ۱۸۹۵ء میں ایک خبر چھپی تھی کہ ایک شخص آرسٹین نامی ساکن شہر ہتھنس نے تھیسلی اور ایپیرس کی سرحد پر ایک ولسٹن کے مزدور کے بچہ کو پکڑا جسے کہ بھالو نے پالا تھا۔ وہ لڑکا جانور کی طرح ہاتھوں اور پاؤں کے بل چلتا تھا۔ بھالو کی طرح ہی گھر گھراتا اور اُسی جانور کی طرح اُسکی طرز معاشرت تھی۔

علاوہ اِس طرح کی بہت سی کہانیوں کے جوکہ میں نے اخباروں اور کتابوں میں ملاحظہ کیں۔ میں نے بچشم خود یتیم خانہ بریلی میں ایک لڑکے کو دیکھا جس کو ایک بھالو کی غار سے نکال کر بریلی کے سررشتہ دار صاحب لائے تھے۔ جب وہ لڑکا لایا گیا غالباً اُسکی عمر ۱۴ سال کی تھی۔ جانوروں کیطرح چلتا تھا۔ کچا گوشت کھاتا تھا۔ اور کچھ بھی بول نہیں سکتا تھا۔ رفتہ رفتہ چھ مہینوں کے بعد اُس نے صرف ٹانگوں کے بل چلنا شروع کیا۔ پھر کھانے میں فرق ہوتا گیا۔ لیکن جس وقت کہ میں گیا بہت کم بولتا تھا اور ابھی تک وحشیوں کی طرح انسانوں سے بھاگتا تھا۔

اوپر کی کُل تمثیلیں ظاہر کرتی ہیں کہ علم بغیر سکھلائے خود بخود مشاہدوں یا ذاتی تجربوں سے حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ حال کے فلاسفر لوگ جہاں گیان (علم) کے ایک سے دوسرے کے حاصل کرنے کے قائل ہیں۔ وہاں اِس بحث کے آخری قدرتی نتیجہ سے گبھرا جاتے ہیں۔ سوامی دیانند اُس نتیجہ سے گبھراتے نہیں۔ بلکہ اُسکو بڑے عجز سے قبول کرتے ہیں۔ جب یہ امر درست ہے کہ گیان بلا حاصل کیئے نہیں آتا۔ اور جب ساتھ ہی اِس کے یہ بھی ایک امر واقعہ ہے کہ ابتداء آفرینش سے برابر سلسلہ وار ایک سے دوسرا گیان حاصل کرتا آیا تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب پہلے پہل انسانی

سرشٹی ہوئی تو اسوقت گیان کہاں سے آیا۔ جڑ۔ آدی چیزوں سے گیان آ نہیں سکتا تھا۔ حیوانوں سے حاصل ہو نہیں سکتا تھا۔ خود انسانوں میں گیان موجود نہ تھا۔ پھر سوائے اِس کے کہ پرمیشور سے گیان کا پرکاش ہو۔ اور کہاں سے گیان کا آغاز مانا جاسکتا ہے۔؟

اوپر کی دلیل اور اُسکا ثبوت تو اُن لوگوں کا جواب شافی ہے۔ جوکہ الہام کی ضرورت کو ہی نہیں مانتے۔ لیکن اکثر لوگ ایسے ہیں جوکہ الہام کی ضرورت کو مانتے ہوئے بھی سوابھاوک گیان کی ترقی سے سنتشٹ ہوجاتے ہیں۔ اور الہام کو ترقی پذیر سمجھتے ہوئے ویدوں کے الہام کی بزرگی کو محسوس نہیں کرتے۔ اُنکا خیال ہے کہ انسان کے اندر سوابھاوک گیان موجود ہے۔ وہ بیج کی طرح ہے وہی ترقی کرتے کرتے آخرکار ایک بڑا وسیع علم کا درخت بن سکتا ہے۔ اِسکا جواب رشی نے بڑی علمیت اور لیاقت سے دیا ہے اور ست شاستروں کی مدد سے دیاکل رد خونکی بالکل شانتی کردی ہے۔ اُنہوں نے بتلایا ہے کہ انسان کے اندر گیان نبات خود نہیں ہے۔ بلکہ گیان کی سادھن کوئی (یعنی آلۂ حصول علم) موجود ہے۔ اِس لئے ترقی یا تنزلی آلۂ علم میں ہوتی ہے گیان میں کوئی تبدیلی واقعہ نہیں ہوتی۔ میں اِسجگہ پر زمانۂ حال کے بعض اُن خداپرستونکی غلطی کو ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ جوکہ الہام کیضرورت کو مانتے ہوئے بھی سوابھاوک گیان کی اصلیت کو نہ سمجھتے ہوئے الہام کو ترقی پذیر مان کر خوش ہو بیٹھتے ہیں اور الہٰودیہ گیان کے ماننے والونکو تنگ خیال وغیرہ ناموں سے منسوب کرتے ہیں۔

موجودہ زمانہ کی روشنی نے جہاں ہمیں بہت سی جزوی مفید باتیں

سکھاتی ہیں۔ وہاں اپنے لیئے خود سوچنے کا مادّا آریوں کی اولاد میں سے قریباً مفقود کردیا ہے۔ صرف اسی جگہ نہیں بلکہ یوروپ اور امریکہ کی بھی اُن قوموں میں جوکہ ترقی کے اعلیٰ معراج پر پہونچی ہوئی سمجھی جاتی ہیں۔ یہہ مادا ختم ہوتا جاتا ہے۔ وجہ اِس انقلاب کی کتابونکی کثرت ہے۔ اسوقت ہر فرد بشر جوکہ تعلیم یافتہ ہونیکا دم مارتا ہے کوئی نہ کوئی کتاب لکھنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اور چونکہ سچائیاں دنیا میں سب پُرانی اور مختصر ہیں۔ اس لیئے بجائے اس کے کہ ہر ایک نیم تعلیم یافتہ کوئی مفید نیا مضمون پیش کرسکے۔ پورا نے مضامین پر لفظوں کا نیا خول چڑہا کر پیش کرنا اُس کے لیئے لازمی ہوجاتا ہے یہی وجہ ہے۔ کہ آجکل لوگ لفظوں کی تعریف کیئے بناہی اُنکا استعمال کردیتے ہیں۔ اور اسی لیئے راستی سے کوسوں دور جا پڑتے ہیں۔

جو لوگ کہ الھام کو ترقی پذیر سمجھتے ہیں۔ انہیں پہلے لفظ الہام کی تعریف کرنا لازمی ہے۔ اگر الھام کے معنی اُس گیان کے ہیں جوکہ پرمیشور کی طرف سے کسی انسان کے ذریعہ دیگر انسانوں کی ہدایت کے لیئے بھیجا جاتا ہے۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ آیا پرمیشور کا بھیجا ہوا گیان کبھی ترقی کرسکتا ہے۔ اگر پرمیشور مکمل ہے۔ اگر اُسکی ذات میں ترقی کی گنجایش نہیں۔ تو اُسکا گیان بھی مکمل ہونا چاہیئے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ اسکا گیان ترقی نہیں کرسکتا۔ تو پھر کیا ترقی کا مسئلہ غلط ہے؟ ہرگز نہیں! لیکن اسکا اطلاق نامکمل پر ہوسکتا ہے نہ کہ مکمل پر۔ یہ بات مسلمہ ہے کہ گیان یعنے علم انسان کا سوابھاوک گُن نہیں ہے یعنی انسان کے اندر موجود نہیں ہے۔ بلکہ نیمتک گُن یعنے حاصل کیا ہوا ہے۔ انسان کے اندر

صرف گیان کی سادھن کوٹی یعنی گیان حاصل کرنے کا آلہ۔ جسے بدھی اور عقل وغیرہ ناموں سے موسوم کرتے ہیں موجود ہے۔ وہی بدھی یا عقل ترقی کرتی رہتی ہے۔ اور جتوں جتوں بدھی زیادہ سوکھیم یعنے لطیف ہوتی ہے۔ تتوں تتوں علم الہی کو زیادہ سے زیادہ جذب کرنے کے لائق بنتی ہے۔ پس ترقی کا مسئلہ عقل انسانی یا بدھی پر گھٹ سکتا ہے۔ نہ کہ ایشوریہ گیان پر۔ وہ گیان تو سدا ایکرس رہتا ہے۔ زیادہ واضح طور پر سمجھانے کے لیئے صرف ایک مثال کافی ہوگی۔ وید جو کہ سب سے پرانا گیان ہے۔ بتلاتا ہے۔ کہ "جو لوگ کرم کرتے ہوئے بھی کرموں میں نہیں پھنستے۔ وہی دکھوں سے چھوٹ جاتے ہیں" انسانی عقل نے کبھی سالنارک بھوگوں کو ذریعہ سنجات سمجھا۔ کبھی کرموں کے تیاگ سے پاپ اگنی کی شانتی چاہی۔ کبھی منت سماجت سے کام نکالنا چاہا۔ اور کبھی رشوت کی ڈالیوں سے مطلب براری۔ لیکن کیا سچا گیان۔ کبھی کم یا زیادہ ہوا؟ یہ سچائی ہمیشہ بجلی کی طرح چمکتی رہی کہ نشکام کرموں کے کرنے سے دکھوں سے سنجات ملتی ہے۔ کمی یا زیادتی ہوئی تو انسانوں کی بدھیوں میں (گیان کی سادھن کوٹی میں) نہ کہ گیان میں۔

چونکہ انسانی عقل پرتکش یعنے بیرونی اندریوں سے گرہن ہونے کے لائق چیزوں پر دھیان کرتے کرتے پروکش یعنے پوشیدہ رازوں کو جاننے کے لائق بنتی ہے۔ اس لیئے مادی جگت کے انتظام سے جو کہ پرتکش ہے۔ روحانی جگت کے اسراروں کو جو کہ پروکش ہیں سمجھنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ اگر مادی جگت کی بناوٹ کا غور سے مشاہدہ کریں تو معلوم ہوگا کہ اکیلا جگت کا اپادان کارن جسے پرکرتی وغیرہ ناموں سے بھی

موسوم کرتے ہیں۔ کبھی بھی مختلف روپ دھارن نہ کرسکتا۔ اگر اُس کے اندر ایک عالمگیر حرکت کام نہ کرتی۔ یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ الہام کی ترقی پذیر ہونیکا مسئلہ براھمو سماج اور اُسکی دوسری شاخوں نے اُسی پرتکش مشاہدے سے اخذ کیا ہے۔ اُنہوں نے مادہ کو بے شکل حالت سے ترقی کرتے کرتے باقاعدہ شکل وغیرہ دھارن کرتے دیکھہ کر انوبان کیا کہ اسی طرح پر الہام بھی ترقی پذیر ہوتا ہوگا۔ لیکن افسوس۔ کہ درشٹانت کو گھٹاتے ہوئے اُنہوں نے سخت غلطی کھائی۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ مادہ اکیلا کچھہ نہ بن سکتا اگر ایک عالمگیر حرکت اُس کے اندر کام کرتی ہوئی موجود نہ ہوتی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ (مادا اور حرکت) اِن دونوں میں ترقی پذیر کون ہے۔ معمولی عقل والا آدمی بھی یہی جواب دیگا۔ کہ مختلف شکلیں پکڑتا ہوا مادا ہی ترقی کرتا ہے نہ کہ حرکت۔ حرکت تو ایک رس ہمیشہ ایک طور پر کام کرتی رہتی ہے اگر اسی مشاہدے کو روحانی دُنیا پر گھٹائیں تو معلوم ہوگا۔ کہ ترقی بُدہی میں ہوتی ہے۔ نہ کہ گیان میں۔ انسانوں کی بُدھیاں گیان سے پریری جاکر انسانوں کے سادھنوں کے مطابق ترقی کرتی۔ یا حالت تنزل میں گرتی ہیں۔ لیکن گیان اکیرس بنا رہتا ہے۔

پس صاف ثابت ہوگیا کہ نہ گیان ترقی پذیر ہے اور نہ حرکت۔ بلکہ بُدہی اور مادا ترقی پذیر ہیں۔ گیان اور حرکت یعنے کریا کا تو پرماتما سے ظہور ہوتا ہے اور پرلے سمہ میں وے دونوں اُسی میں لین ہو جاتے ہیں چنانچہ کٹھہ اُپنشد میں لکھا ہے۔

यस्य ब्रह्म च क्षत्रञ्च उभे भवत ओदनः।

मृत्युर्यस्योपसेचनं क इत्था वेद यत्र सः ॥

"گیان اور کریا جس کے پر لے سمہ میں دونوں بہوجن ہو جاتے اور موت (یعنے سینوگ ویوگ کا اصول) جسکا بہوجن کے ساتھ جل ستھانی ہوتا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ وہ برھمہ ایسا ہے"

وید کے ظاہر کرنے میں پرمیشور کی کیا غرض تھی ؟

سوال- یہہ فرمائیے کہ وید کے پیدا کرنے میں ایشور کی کیا غرض تھی۔

جواب- ویدوں کے نہ پیدا کرنے میں اُسکی (پرمیشور کی) کیا غرض (ہوسکتی) تھی۔ اگر تم یہہ کہو کہ اسکا جواب تم نہیں جان سکتے۔ تو بالکل ٹھیک ہے۔ اب ویدوں کے ظہور کی جو غرض ہے وہ سُنئے۔

سوال ایشور میں کیا اننت ودیا (لامحدود علم) ہے یا نہیں ؟

جواب- ہے۔

سوال- اُسکی وہ ودیا کس مطلب کے لئے ہے ؟

جواب- اپنے ہی مطلب کے لئے (جس سے کہ جہان کے پیدا کرنے اور قایم رکھنے کا کام ہوتا ہے)

سوال- اچھا یہہ تبلائیے کہ آیا ایشور پراوپکار کرتا ہے یا نہیں۔؟

جواب (پروپکار) کرتا ہے۔ پھر اس سے کیا مطلب۔

(**نتیجہ**) اس سے یہہ مطلب ہے۔ کہ علم اپنی اور دوسروں کی بہتری کے لئے ہوتا ہے۔ کیونکہ علم کا یہی وصف ہے۔ اگر ہملوگوں کے لئے پرمیشور ودیا (علم) کا اوپدیش نہ کرے تو ودیا کے دونو وصفوں میں سے ایک وصف (یعنی پروپکار) بے معنی ہو جائیگا۔ اس لئے

پرمیشور نے اپنی وِدیا وید کے اوپدیش سے یہ مطلب (یعنی پروپکار) سِدّہ کیا ہے۔ پرمیشور باپ کی طرح ہم لوگوں پر بڑی عنایت رکھتا ہے۔ جس طرح پر کہ باپ اپنی اولاد پر ہمیشہ مہربان رہتا ہے۔ اسی طرح پرمیشور نے بھی بے غایت مہربانی سے سب انسانوں کے لیے وید کا اوپدیش کیا ہے۔ اگر پرمیشور ایسا نہ کرتا تو جہالت میں پھنس کر انسان دھرم[1]۔ ارتھ[2]۔ کام[3]۔ اور موکش[4] کے بغیر پرم آنند (یعنی راحتِ حقیقی) سے بھی محروم رہتا۔ جبکہ بڑی عنایت سے پرمیشور نے اپنی پرجا (یعنی جانداروں) کے لیے کند۔ مول۔ پھل گھاس وغیرہ پیدا کیے تو پھر وہ (پرمیشور) سب سکھوں کے ظاہر کرنیوالی سب وِدیاؤں کے بھنڈار وید کا کیوں نہ اوپدیش کرتا۔ کیونکہ برھمانڈ میں جسقدر عمدہ عمدہ چیزیں ہیں اُن کے حصول سے جو سُکھ حاصل ہوتا ہے۔ وہ اُس سُکھ کا جو کہ وِدیا سے حاصل ہوتا ہے۔ ہزارواں حصہ بھی نہیں ہے۔ اس لیے ضروری تھا کہ پرمیشور وید کا پرکاش کرتا۔ پس یقیناً وید کا پرکاش ایشور سے ہوا۔

تفسیر

چونکہ دُنیا میں چیتن انسان کا کوئی کام بھی بغیر مطلب کے نہیں دکھائی دیتا اس لیے ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ پرمیشور کو ویدوں کے ظاہر کرنیکی کیا غرض تھی۔ رشی جواب دیتے ہیں کہ محض پروپکار کے لیے پرمیشور نے ایسا کیا۔ جسطرح کہ صاف پانی اور ہوا پاک پھل اور

---

(۱) دھرم یعنی فرائض انسانی (۲) ارتھ یعنی دھرم کے ذریعہ سے دُنیاوی ثروت حاصل کرنا (۳) کام یعنی گرھست دھرم کا پالن اور (۴) موکش یعنی نجات۔

پھول پرمیشور نے محض اپنی مہربانی سے ہمارے بھلے کے لئے پیدا کئے اسی طرح چیز ویدوں کا گیان بھی محض اپنا پروپکار کا گن سپھل کرنے کے لئے ہمارے لئے ظاہر کیا۔ پرمیشور کے گیان۔ بل۔ اور کرتیا سوابھاوک ہیں۔ ہماری طرح پر حاصل کئے ہوئے نہیں ہیں۔ اور اسی لئے اُسے اُن کے اظہار میں کسی قسم کی محنت کرنی نہیں پڑتی۔ پس پرمیشور کے کسی کام میں بھی ہمیں انسانی اغراض تلاش کرنیکی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ اُسکا ہر ایک کام بے غرض محض اپنے اوصاف کے اظہار کے لئے ہوتا ہے۔

وید کا کس ذریعہ سے انسانوں پر ظہور ہوا؟

اب اِس اعتراض کا جواب دیا جاتا ہے۔ کہ ایشور نے قلم سیاہی اور دوات ذرائع وید کی کتاب کو لکھنے کے لئے کہاں سے حاصل کئے واہ جی واہ! کیا بڑا اعتراض آپنے کیا! واضح رہے کہ جسطرح بغیر ہاتھ اور پیر (وغیرہ) اعضاء کے اور کاٹھ۔ لوہا وغیرہ سامان کے ایشور نے جہان کو بنایا ویسے ہی ویدوں کو بھی بنایا ہے۔ کیونکہ پرمیشور سرو شکتیمان ہے۔ اسپر اس قسم کا اعتراض قائم نہیں ہوسکتا۔ اور نہ پرمیشور نے آغاز آفرینش میں لکھی ہوئی کتاب کی صورت میں وید نازل کئے۔ بلکہ اُنکا ظہور آتما گیان میں کیا تھا۔ اِس سوال کا کہ کن کے آتما گیان میں ویدوں کا ظہور ہوا تھا یہ ہے کہ اگنی۔ وایو آدتیہ۔ اور انگرا کے آتما گیان میں

سوال۔ وے تو گیان سے علیحدہ جڑ ہیں۔

جواب۔ ایسا مت کہو۔ وے آغاز آفرینش میں جسم والی انسان

ہوئے ہیں۔ کیونکہ جڑ میں گیان کا ظہور ناممکن ہے۔ اور جہاں لغوی معنی ناممکن ہوتے ہیں وہاں اصطلاحی معنی لیئے جاتے ہیں مثلاً اگر کوئی نیک سچا آدمی کسی دوسرے سے کہے کہ مچانوں[1] پکار رہے ہیں تو اس جگہہ جانا جاتا ہے کہ مچانوں پر بیٹھے ہوئے انسان پکار رہے ہیں۔ اسی طرح یہاں پر بھی جاننا چاہیئے۔ علم کے ظہور کا امکان انسان کے اندر ہی ہوسکتا ہے۔ اسمیں حوالہ بھی ہے۔

तेभ्यस्तप्तेभ्यस्त्रयो वेदा अजायन्ता-ग्नेर्ऋग्वेदो वायोर्यजुर्वेदः सूर्यात्सामवेदः॥

(دیکھو شت پتھ براہمن کانڈ ۱۱ ادھیائے ۵)

ان (اگنی وغیرہ) کے گیان میں پریرنا کرکے ان کے ذریعہ سے ویدوں کا ظہور (پرمیشور نے) کیا۔

سوال۔ سچ تو یہہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ پرمیشور نے ان (اگنی وغیرہ) کو گیان دیا ہوگا۔ اور اس گیان سے انہوں نے وید بنائے ہونگے۔

جواب۔ ایسا نہیں کہنا چاہیئے۔ اب بتلاؤ کہ کس طرح کا گیان پرمیشور نے ان کو دیا تھا۔

جواب۔ ان کو ویدوں کی طرح کا گیان دیا تھا۔

سوال۔ وہ گیان ایشور کا ہے یا کہ انکا۔

جواب۔ ایشور کا۔

سوال پھر وید ایشور کے بنائے ہوئے ٹھہرے یا ان (اگنی وغیرہ) کے

نوٹ [1] مچان اس اونچی جگہ کو کہتے ہیں۔ جو کہ بانسوں پر چارپائی باندھنے سے کسان لوگ کھیتی کی حفاظت کے لیئے بناتے ہیں۔ مترجم

جواب - جسکا گیان ہے - اُسی نے ویدوں کو بنایا-
سوال - پھر آپنے یہہ اعتراض کیوں کیا تھا - کہ اُنھوں نے ہی وید کو رچا ہوگا -
جواب - تحقیقات کی غرض سے -

تفسیر

وید یعنی پرمیشور کے گیان کا ظہور انسان کے لیئے کس ذریعہ سے ہوا اِسپر وچار کرنیکی بڑی بھاری ضرورت تھی - جو لوگ دُنیا کے مذہبی لٹریچر سے واقف ہیں - اُن کے لیئے اوپر کی دلیل کا سمجھنا کچھہ مشکل نہیں ہے - جو پرمیشور کہ بغیر ہاتھ اور پیر کے سارے جہان کو خوبصورت سے خوبصورت شکل میں لاسکتا ہے - اُس کے لیئے اپنے گیان کا پرکاش کرنا کچھہ بھی مشکل نہیں ہے - اور نہ اُسے کسی سامان کی ضرورت پڑتی ہے - لیکن اِس منزل کو طے کرنے کے بعد بڑا مشکل سوال یہہ پیدا ہوتا ہے - کہ پرمیشور نے کن انسانوں کی عقل میں علم کا ظہور کیا - کیونکہ یہہ تو صاف ہے کہ علم کا ظہور اُسی جاندار میں ہوسکتا ہے جوکہ علم کے جذب کرنیکا آلہ یعنی عقل رکھتا ہو - انار یہ یعنی ویدوں کے نہ ماننے والے تو اس مباحثہ میں ٹھہر نہیں سکتے - کیونکہ توریت - انجیل - قرآن وغیرہ کے الہاموں کے دعویدار تو چار پانچہزار برسوں سے ادھر ادھر ہی اِنکا ظہور میں آنا بیان کرتے ہیں اور اس لیئے ایسا ماننے سے دو بڑے زبردست اعتراض قایم ہوتے ہیں - اول یہہ کہ اِس طرحپر الہام کو ترقی پذیر ماننا پڑیگا - جسکی

تردید کہ پہلے ہی بڑی معقول دلایل سے ہوچکی ہے۔ اور دویم یہہ کہ جب بھوگربھہ ودیا (علم جیالوجی) سے ثابت ہے۔ کہ دُنیا کو بنے ہوی کروڑوں برس گزر چکے ہیں تو پھر چار پانچ ہزار برسوں سے پیشتر انسانوں کے لئے کسی ہدایت نامہ کی عدم موجودگی پرمیشور کو نامکمل اور غیر منصف ثابت کرگی پس صاف ثابت ہوتا ہے۔کہ پرمیشور کا اصلی گیان وید ہے۔ اور اسکا انسانوں کی عقل میں آغازِ آفرینش کے وقت ظہور ہوا۔ اب سوال صرف یہہ رہجاتا ہے۔کہ کن انسانوں کی عقل میں اُسکا ظہور ہوا۔ رشی جواب دیتے ہیں کہ اگنی۔ وایو۔ آدتیہ۔ اور انگرا۔ اِن چاروں رشیوں کے گیان میں چاروں ویدوں کا پرکاش ہوا۔ برخلاف اِس کے پورانک ہندو لوگ یہہ مانتے ہیں۔کہ ویدوں کا گیان پہلے پہل برھما کو ملا۔ دیکھنا یہہ ہے۔کہ ان دونوں میں سے کس کا دعویٰ ٹھیک ہے۔

شت پتھ براھمن کے پرمان سے صاف ثابت ہے۔کہ اگنی وغیرہ رشیوں پر وید نازل ہوے۔منوسمرتی میں بھی لکھا ہے کہ برھما نے اگنی وغیرہ رشیوں سے وید حاصل کئے۔ ہمارے پورانک بھائی صرف شوتیا شترُ اپنشد کے حسب ذیل قول سے اپنے دعویٰ کو ثابت کرنیکی کوشش کیا کرتے ہیں۔

यो ब्रह्माणं विदधाति पूर्वं यो वै वेदांश्च प्रहिणोति तस्मै ॥

لیکن اگر اِس مصرعہ کے لفظ प्रहिणोति (پرہنیتر ولتی) کے معنوں پر غور کیجاوے۔ تو صاف ظاہر ہوجائیگا۔کہ برھما نے ویدوں کو چاروں رشیوں سے ہی سیکھا تھا۔کیونکہ हि (ہی دہاتو) گیان۔گمن۔ اور پراپتی کے معنوں میں آتا ہے۔یہاں پراپتی یعنی حصول کے ارتھ کرکے صاف

ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ پرماتما کی کرپا سے برمھا کو چاروں وید اگنی وغیرہ چاروں رشیوں سے حاصل ہوئے تھے۔

یہہ امر کہ چاروں وید چار رشیوں پر نازل ہوئے۔ آج آریہ سنتان کے لئے ایک اچنبھے کی سی بات معلوم ہوتی ہو ورنہ پورانوں کے زمانہ تک بھی ویدوان لوگ سدا سے ایسا ہی مانتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ پورانک زمانہ کا سائیناچاریہ بھی جو کہ ۱۳۰۰ء کے قریب ہوا ہے۔ اِس صریح امر واقعہ سے انکار نہیں کرتا۔ وہ اپنے رگوید بھاشیہ کے دیباچہ میں اِس امر پر بحث کرتے ہوئے۔ کہ آیا وید پرمیشور کا بنایا ہوا ہے یا کہ انسانوں کا۔ لکھتا ہے۔

जीव विशेषैरग्निवाय्वादित्यै र्वेदानामुत्पादितत्वात् ॥

یہہ اعتراض ہے کہ وید اپورشیہ نہیں۔ کیونکہ اگنی وغیرہ نے اُسے رچا ہے۔ اِس کے ساتھ شت پتھ براہمن کا حوالہ جو درج ہو چکا ہے دیکر سائیناچاریہ اِس اعتراض کا جواب حسب ذیل دیتا ہے۔

ईश्वरस्याग्न्यादिप्रेरकत्वेन निर्मातृत्वं द्रष्टव्यं ॥

"پرمیشور نے اگنی وغیرہ کو پریرنا کرکے ویدوں کو رچا ہے" یہہ سند ثابت ہے۔ پس جب سائیناچاریہ کے زمانہ تک اگنی وغیرہ رشیوں کے ذریعہ سے ویدوں کا ظہور مانا جاتا رہا ہے۔ تو پھر برہما پر ویدوں کا نازل ہونا کسی طرح بھی ثابت نہیں ہوتا۔ البتہ جب پورانوں کا بازار گرم ہو گیا۔ اور برہما کا وشنو کی نابھی سے چاروں وید پڑھتے ہوئے برآمد ہونا وسیع مانا جانے لگا۔ اُسوقت سے رشیوں کے ذریعہ

ویدوں کا پرکاش بھولکر جاہل لوگوں سے جو چاہا منوایا گیا۔
حاصل کلام یہہ کہ وید ایشور کا گیان ہے۔گو انسانوں کے ذریعہ سے اُسکا ظہور ہوا۔لیکن چونکہ اسکا منبع ایشور ہے۔اِس لیئے اُسی کا گیان اسے سمجھنا چاہیئے۔

اِن چار رشیوں پر ہی وید کیوں نازل ہوئے؟

سوال۔ایشور منصف ہے یا طرفدار؟
جواب۔وہ منصف ہے۔
سوال۔ تو پھر اُسنے کیوں صرف ان چاروں (اگنی وغیرہ رشیوںؔ) کے ہی دلوں میں ویدوں کا ظہور کیا۔کیوں نہ سب کے دلوں میں اُنکا پرکاش کیا؟
جواب۔ اِس سے پرمیشور پر طرفداری کا ذرا بھی الزام نہیں آتا۔بلکہ اُس بنا پر کاری پرماتما کا اعلیٰ انصاف ہی ظاہر ہوتا ہے۔کیونکہ انصاف اِسکا نام ہے۔کہ جو جس قسم کے فعل (کام) کرے اُسے اُسی قسم کا پھل دیا جاوے۔سو اِسجگہہ جاننا چاہیئے کہ اُنہیں چار انسانوں کے گزشتہ نیک اعمال ویسے تھے۔کہ اُنکے دلوں میں ویدوں کا ظہور ہونا مناسب تھا۔
سوال۔لیکن وے چار انسان تو آغاز آفرینش میں پیدا ہوئے تھے اُن کے گزشتہ نیک اعمال کہاں سے آئے۔
جواب۔سب جیوآتما سوروپ سے انادی (ازل سے وجود رکھنے والے) ہیں۔ اور اُن کے کرم (اعمال) اور یہہ جہان پرواہ (سلسلہ) سے انادی

(ازلی) ہیں۔ ان سب کی ازلیّت کا ثبوت معہ حوالہ جات کے آگے لکھا جاویگا۔

تفسیر

یہ سوال کہ کیوں اگنی وغیرہ چار رشیوں کے ہی ہردیوں میں ویدونکا پرکاش ہوا بڑی خوبی سے اوپر حل ہوگیا ہے۔ چونکہ اِنہیں چاروں کے کرم ایسے اعلےٰ تھے۔ کہ ایشور یہ گیان کے ذریعہ بن سکیں۔ اِس لئے اُنہیں پر وید نازل ہوئے۔ لیکن دوسرا سوال ذرا زیادہ باریک ہے۔ اِسجگہ جیوآتما کی ازلیّت پر بحث کرنیکا موقع نہ تھا۔ اِس لئے رشی نے اُسے کسی اور موقع کے لئے چھوڑکر بڑی واضح دلیل پیش کردی ہے۔ جیوآتما انادی ہے۔ یعنی اُسکی ہستی ہمیشہ سے ہے۔ لیکن کرم پرواہ سے انادی ہیں۔ یعنی سلسلہ وار کرموں پر ہی جیوآتما کے تناسخ کا مدار ہے۔ اِسی طرح پرجہاں بھی سلسلہ سے انادی ہے۔ یعنی بنتا اور پرلے کے وقت بگڑتا پھر بنتا اور بگڑتا رہتا ہے۔ پس گزشتہ سرشٹی کے خاتمہ پر جس جس قسم کے اعمال جیووں کے تھے۔ اُن کیمطابق اِس سرشٹی کے شروع میں اُنہیں جسم ملے اور طاقتیں بخشی گئیں۔ پس جن چار پرشوں کے کہ سب سے اعلیٰ نیک اعمال تھے۔ اُنہیں کو پرمیشور نے ویدوں کے پرکاش کرنیکا ذریعہ بنایا۔

بعض لوگ یہہ سوال کیا کرتے ہیں کہ چار ہی رشیوں پر وید کیوں نازل ہوئے۔ تین یا پانچ وغیرہ پر کیوں نہ نازل ہوئے۔ اول تو یہ اعتراض

ہی فضول ہے۔ سنسکرت کا مثلہ اشوک بنکا اِجگہ ٹھیک صادق آتا ہے۔
راون نے سیتا کو لیجاکر اشوک باٹکا میں رکھا۔ سوال یہہ ہے کہ اور
کہیں کیوں نہ رکھا اگر اور کہیں رکھتا۔ تب بھی یہی اعتراض بدستور
قایم رہتا۔ اسیطرح یہاں بھی اگر بجائے چار کے تعداد کم وبیش ہوتی
تو یہی اعتراض بدستور قایم رہتا۔ لیکن بلحاظ اپنے مضامین کے بھی
ایشوریہ گیان کی تقسیم چار حصوں میں ہی ہوسکتی ہے۔ آدم جو پرمیشور
کا نج نام ہے (۱) अ (۲) उ (۳) म اور (۴) اماترا کا مجموعہ
ہے۔ جاگرت۔ سُوپن۔ سشُپتی۔ اور تُریہ اِن چاروں حالتوں کو یہ پرمیشور
کا نج نام یعنی اسم اعظم جتلانیوالا ہے۔ گیان۔ کرم۔ اُپاسنا۔ اور وگیان یعنی
مکتی اِن سب کا بودہک اور رگ۔ یجُر۔ سام اور اتھرو۔ اِن چاروں ویدکا
منبع ادم ہی ہے۔ پس کیا بلحاظ مضامین اور کیا بلحاظ سلسلہ چار ہی
رشیوں پر وید نازل ہونے چاہئے تھے۔ اِن ہرچہار رشیوں کے نام بھی
چاروں ویدوں کے ساتھ ایک خاص علمی تعلق رکھتے ہیں۔
(۱) اگنی کی روشنی محدود ہوتی ہے۔ رگوید تنکے سے لیکر پرتھوی تک
اور انسان سے لیکر پرمیشور تک کا ابتدائی گیان جتلانیوالا ہے۔ اور یہی گیان
کانڈ یا جاگرت اوستھا کا بودہک ہے۔ پس محدود ابتدائی گیان کے جتلانیوالے
رشی کا نام اگنی ہوا۔ جس طرح پر کہ آگ کی روشنی ایک مرتبہ ایک ہی
چیز کو دکھلاسکتی ہے۔ اسیطرح پر اگنی رشی نے رگوید کے ذریعہ سے پدارتھوں
کے اوصاف صرف جتلائے۔
(۲) وایو۔ یعنی ہوا کا کام حرکت دیکر ملا دینا ہے۔ یجروید کا کام یہہ
ہے کہ جن پدارتھوں کا رگوید کے ذریعہ سے گیان حاصل ہوا ہے۔ اُنکے

سنیوگ یعنی یگیہ سے تجربہ دلاتے ہوئے چیزوں کی اصلیت سمجھنے کے لائق بنانا۔پس وایو رشی نے گیان کو کرم میں لاکر تجربوں کے ذریعہ سے انسانوں کو ایک منزل آگے چلایا۔

(۳) آدتیہ یعنی سورج کا کام کُل کائنات پر یکدم روشنی ڈالنا ہے اس روشنی سے چیزوں کا ایکدوسرے کے ساتھ تعلق معلوم ہوکر ایک ہی طاقت کُل میں کام کرتی ہوئی ظاہر ہوتی ہے۔سام وید آپا نا کانڈ ہی یجُروید کے تجربوں سے کُل شکتیوں کا خاتمہ ایک پرماتم شکتی میں کرکے پرمیشور کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے۔

(۴) انگرا۔ انگوں کے مالک کو کہتے ہیں۔جس طرح پر کہ دماغ جسم کی ہر ایک کمی کو پوری کرتا ہے۔ اسی طرح پر باقی ویدوں کی کمی کو اتھروید پوری کرتا ہے۔ اور اس لئے اُس وید کے حاصل کرنے والے رشی کا نام انگرا ہے۔

اس جگہہ اختصار کے طور پر ایک خیال ویدوں کی نسبت ظاہر کیا گیا ہے اسی کتاب کے خاتمہ پر جہاں مہرشی دیانند نے ویدوں کی تعداد کی نسبت بحث کی ہے۔ اس جگہ میں زیادہ طوالت کے ساتھ ویدوں کی ترتیب کی نسبت بحث کرنیکا ارادہ رکھتا ہوں۔

گائتری وغیرہ چھند ویدوں میں کہاں سے آئے

سوال۔کیا گائتری وغیرہ چھند بھی پرمیشور نے ہی بنائے۔؟

جواب۔ یہ اعتراض آپکے دلمیں کہاں سے پیدا ہوا۔کیا پرمیشور کو

گائیتری وغیرہ بنانیکا گیان نہیں ہے۔؟ عالم کل ہونیکی وجہ سے پرمیشور گائیتری وغیرہ چھند بھی بنا سکتا ہے۔ اِس لیئے آپکا اعتراض بے بنیاد ہے۔

تفسیر

جب ثابت کردیا کہ علم حاصل کئے بغیر خود بخود نہیں آتا۔ اور جبکہ آغازِ آفرینش میں انسان بالکل بے علم تھے۔ تو زباندانی۔ شاعری۔ نجوم وغیرہ ہرایک علم کا اُسی پرماتما سے ظہور ماننا پڑیگا۔

کیا چار مُنہ والے برمھا یا ویاس نے وید بنائے؟

سوال۔ ہم لوگ اِتہاس (ہسٹری) میں سُنتے آئے ہیں۔ کہ چار منہ والے برھما جی نے ویدوں کو بنایا۔

جواب۔ ایسا مت کہو (شاستر کاروں نے) اِتہاس کو شبد پرمان کے اندر گنا ہے۔

आप्तोपदेश: शब्द: ॥

(دیکھو نیاء شاستر۔ ادھیاء اول سوتر ۷)

گئوتم آچاریہ کا مت یہ ہے کہ شبد پرمان کے اندر جو اتہاس آجاوے وہی ماننے کے لائق ہوتا ہے۔ چنانچہ واتسیاین رشی اسی نیاء سوتر پر بھاشیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ جو سب پدارتھ ودیاؤں کے جاننے والا کپٹ وغیرہ سے بری نیک آدمی ہے۔ جو ہمیشہ سچ بولتا۔ سچ مانتا اور سچ ہی کرتا ہے۔ اور اُس کے آتما میں جس طرح کا گیان ہے۔ بڑی مہربانی سے

لوگوں کی بھلائی کے لیئے اُسے ویسا ہی ظاہر کرتا ہے۔ اور جسکو کہ ہر ایک چیز کا ٹھیک علم ہے۔اُسے आप्त آپت پُرش کہتے ہیں اور اُسی کا اوپدیش ماننے کے لائق ہوتا ہے۔ اِس لیئے سچے واقعات کے بیان کا نام ہی اتہاس ہے۔ جھوٹھے (واقعات) کا نہیں۔ جو اتہاس کہ سچے حوالہ جات سے پُر ہے وہی ماننے کے لائق ہے۔ اُس کے برخلاف جھوٹھے واقعات کو اتہاس نہیں ماننا چاہیئے۔ اِسی طرح پر اس قسم کی کہانیاں بھی۔ کہ ویاس وغیرہ نے ویدوں کو بنایا ہے۔ جھوٹھی ہونے کیوجہ سے ماننے کے لائق نہیں ہیں۔ نئے پورانوں اور تنتر کی کتابوں میں بہت سی بعید از قیاس باتیں لکھی ہیں۔

تفسیر

برہما سے وید کی پیدائش ماننے والوں کا جواب دیا جا چکا ہے اسی طرح پر بعض لوگ ویاس جی کو ویدوں کا بنانیوالا مانتے ہیں۔ واضح ہو کہ ویاس کسی خاص شخص کا نام نہیں تھا۔ بلکہ اکثر رشیوں نے یہ خطاب اپنی لیاقت کی وجہ سے حاصل کیا تھا۔ ویاس کے لفظی معنی قُطر کے ہیں۔ اور چونکہ قطر دایرہ کا ماپنے والا ہوتا ہے۔ اِس لیئے جو رشی کہ چاروں ویدوں کے اندر سے گزر جاتے تھے۔ اُنہیں ویدویاس کا خطاب دیا جایا کرتا تھا۔ اسی قسم کے رشیوں میں سے وہ ویدویاس بھی تھے۔ جنہوں نے کہ چاروں ویدوں کے منتروں کو ترتیب سے لکھکر اُن کے دیوتا اور رشیوں کے نام اُنکے اوپر لکھ دئیے تھے۔ پس ویاس جی ویدوں کے بنانیوالے نہیں ہوئے۔ بلکہ اُن سے لاکھوں برس پیشتر سے وید موجود تھے۔ اُنہوں نے صرف اُن کُل منتروں کو اکٹھا کر کے

ایک جگہہ کتاب کی شکل میں کر دیا۔ اور چونکہ اُن منتروں کے حروف
اُن کے تعلقات اور اُن کے معنی سب پرماتما سے ملے تھے۔ اسلئے وہ
گیان پھر بھی پرماتما کا ہی سمجھا جاتا ہے۔
اس قسم کی بہت سی کہانیاں تنتر اور پورانوں کی کتابوں میں درج
ہیں۔ وے بالکل اعتبار کے لائق نہیں ہیں۔ کیونکہ تاریخ کے پایہ سے
یہ کتابیں گری ہوئی ہیں۔

کیا منتروں کے رشیوں نے اُنہیں بنایا؟

سوال۔ ایسا کیوں نہ مانا جاوے۔ کہ سوکتوں اور منتروں کے جو رشی
لکھے جاتے ہیں اُنہوں نے ہی وید بنائے۔
جواب۔ ایسا مت کہو کیونکہ برھما وغیرہ نے بھی ویدوں کو پڑھا
اور سُنا ہے۔ چنانچہ شویتاشوَتر اپنشد میں صاف لکھا ہے۔ کہ برھما نے
بھی وید پرمیشور کی دیا سے رشیوں کے ذریعہ سے حاصل کئے۔ اسی
طرح پر جس وقت کہ (منتروں اور سوکتوں کے) رشی پیدا بھی نہیں
ہوئے تھے۔ اسوقت بھی برھما وغیرہ دیوتوں کے پاس وید موجود
تھے۔ چنانچہ منوسمرتی کے پہلے ادھیائے میں لکھا ہے۔
شلوک ۲۳

अग्नि वायु रविभ्यस्तु त्रयं ब्रह्म सनातनम् । दुदोह यज्ञसिद्ध्यर्थमृग्यजुःसामलक्षणम् ॥

(اگنی - وایو اور آدتیہ - تینوں سے برہما نے یگیہ کی سدھی کے لئے رگوید یجروید اور سام وید حاصل کئے۔)

अध्यापयामास पितृन शिशुराङ्गिरसः कविः॥

(دیکھو منوسمرتی ادھیاء ۲ شلوک ۱۵۱)

جبکہ برہما جی نے بھی ویدوں کو اگنی وغیرہ رشیوں سے پڑھا تھا تو دیگر ویاس وغیرہ کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

تفسیر

ہر ایک وید منتر کے اوپر اس منتر کا دیوتا اور رشی لکھا رہتا ہے۔ منتر کے دیوتا سے جو مراد ہے۔ وہ تو مناسب موقع پر جتلائی جائیگی۔ اس جگہہ صرف یہہ بتلانا ضروری ہے۔ کہ منتر کے رشی سے کیا مراد ہے۔ وید کو ایشوریہ گیان نہ ماننے والے اناریہ لوگوں نے ایک یہہ قیاس گھڑا ہے۔ کہ جس منتر کے ساتھ جس رشی کا نام لکھا جاتا ہے۔ وہی رشی اس منتر کا بنانیوالا سمجھا چاہئے۔ لیکن ویدانگ صاف الفاظ میں اس خیال کی تردید کرتے ہیں۔ چنانچہ رشی یاسک آچاریہ نے اپنی نروکت کے ادھیاء ۲ پاد اول کے کھنڈ ۳ کے خاتمہ پر وید منتر کے رشی کی حسب ذیل تعریف کی ہے۔

ऋषीणां मन्त्रदृष्टयो भवन्ति ॥

اسپر ٹیکا کرتے ہوئے پنڈت دیوراج نے فرمایا ہے۔ کہ جس جس رشی کا نام کسی وید منتر کے اوپر لکھا ہے۔ اس اس رشی کو

اُس منتر کا لطیف مطلب ظاہر کرنیوالا سمجھو نہ کہ بنانیوالا - پھر اُسی نروکت میں لکھا ہی -

ऋषयो मन्त्रदृष्टयः मन्त्रान्सम्प्रादुः ॥

اِسپر مہرشی دیانند اپنے ستیارتھ پرکاش طبع چہارم کے صفحہ ۲۰۶ پر فرماتے ہیں -

"جس جس منتر کے ارتھ کا درشن جس جس رشی کو ہوا - اور پہلے ہی جس کے پیشتر اُس منتر کا ارتھ کسی نے ظاہر بھی نہیں کیا تھا اور دوسرونکو پڑہایا بھی - اسلیئے ابتک اُس اُس منتر کے ساتھ رشی کا نام یادگار کے طور پر لکھا آتا ہے - جو کوئی رشیوں کو منتر کرتا بتلاویں اُنکو جہوٹھا سمجھو - وے تو منتروں کے ارتھ ظاہر کرنیوالے تھے -"

ویدکو شُرتی کئیوں کہتے ہیں؟

سوال - وید اور شُرتی یہہ دو نام رگوید وغیرہ سنگہتاؤں کے کئیوں ہوئے ہیں - ؟

جواب - معانی کے اختلاف کیوجہ سے (دو نام ہوئے ہیں)

(۱) विद (وِد) بمعنی (وجود) सत्ता (۲) विद (وِد) بمعنی گیان (۳) विद्लृ (وِدلرِی) بمعنی لابھہ - فائدہ - (۴) विद (وِد) بمعنی وِچار - اِن ہرچہار دہاتوؤں (مصدروں) سے کرتر اور ادہی کرن کارک میں घञ् پرتیئے کرنے سے لفظ وید (वेद) بنتا ہی - پھر श्रु (شرو) دہاتو سُننے کے معنوں میں مستعمل ہوتا ہے - اِس سے

کرنزٹر کارک ہیں [illegible] پرت تئے ہونے سے لفظ شرتی حاصل ہوتا ہے۔ پس

(الف) جنکو پڑھنے سے ٹھیک ٹھیک علم ظہور ہوتا ہے۔ جنکو پڑھکر عالم ہوتے ہیں۔ جن سے سب سکھ حاصل ہوتے اور جن سے کہ ٹھیک ٹھیک سچ جھوٹھ کی تمیز انسانوں کو ہوتی ہے۔ اُن رگ سہتا وغیرہ کا نام وید ہے۔ اسی طرح پر۔

(ب) چونکہ ۳ زمانہ آفرینش سے آج تک برھما وغیرہ سب انسان ستیہ ودیا (علمِ حق وید) کو سُنتے ہی چلے آئے ہیں۔ اِس لئے (وید) کا نام شُرتی رکھا گیا ہے۔ کیونکہ کسی جسم والے نے ویدوں کے بنانیوالے کو پرتکش نہیں دیکھا۔ اس لئے جانا گیا کہ ویدوں کا ظہور نراکار پرمیشور سے ہی ہوا ہے۔ یہہ جاننا چاہئے کہ اگنی۔ وایو۔ آدتیہ۔ اور انگرہ کو تو پرمیشور نے ویدوں کے ظہور کے لئے صرف ذریعہ بنایا تھا۔ کیونکہ بذات خود اُنسے وید پیدا نہیں ہوئے۔ ویدوں کے حروف اُن کے باہمی تعلق اور اُن کے مطالب کا اظہار پرمیشور کے مکمل علم سے ہی ہوا ہے۔

حاصل کلام یہہ کہ اگنی۔ وایو۔ آدتیہ۔ اور انگرا۔ اِن چار مجسم انسانوں کے ذریعہ سے پرمیشور نے شرتی یعنی وید کا اظہار کیا۔

تفسیر

ویدک الہام کی بزرگی کا ثبوت اُس کے نام کے اندر ہی موجود

ہے۔ جہاں دیگر الہاموں کو کتاب وغیرہ کا خطاب دیا گیا ہے اور جہاں اُن میں قصہ کہانی اور خاص انسانوں کی سوانحمریاں موجود ہیں۔ وہاں آریوں کے الہام کا نام ہی گیان یعنی علم ہے۔ لفظ وید سے بڑھکر ایشوریہ گیان کے لیئے کوئی لفظ نہیں ہوسکتا وید کا لفظ ہمیشہ ایشوریہ گیان کے لیئے ہی استعمال کیا جاتا ہے لیکن لفظ شُرتی جہاں ایک طرف ویدوں کے لیئے مستعمل ہے۔ وہاں دوسری طرف اُپنشدوں اور براہمن گرنتھوں کے لیئے بھی بعض اوقات شُرتی کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ گو وے گرنتھ انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں۔ تاہم ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اُن کے بنانیوالے خاص انسان کون تھے۔ پس یاد رکھنا چاہئیے کہ لفظ وید کا اطلاق صرف رگ[1]۔ یجُر[2]۔ سام[3] اور اتھروید[4] پر ہی ہوسکتا ہے۔ لیکن لفظ شُرتی جہاں ایک طرف ویدوں کے لیئے استعمال کیا جاتا ہے۔ وہاں دوسری طرف بعض اوقات اُپنشد وغیرہ کو بھی اُسی لفظ سے ظاہر کرتے ہیں۔

ویدوں کا ظہور کب ہوا؟

سوال۔ ویدوں کی پیدائش کو کسقدر برس گزر چکے ہیں۔؟

جواب۔ ایک ارب چھیانوے کروڑ آٹھ لاکھ باون ہزار نو سو چھہتر (۱۹۶۰۸۵۲۹۷۶) برس ویدوں کا ظہور ہوتے گزر چکے ہیں اور یہ ۷۷[1] واں سال گزر رہا ہے۔ موجودہ کلپ کی سرشٹی کو ہوتے بھی

[1] یہ مضمون مہرشی دیانند نے سمت ۱۹۳۳ بکرمی یعنی ۱۸۷۶ء میں لکھا تھا۔ مترجم

اسی قدر عرصہ گزر چکا ہے۔

سوال۔ یہہ کس طرح یقین ہو کہ اتنے ہی برس وید اور جہان کی پیدائش ہوئے گزر چکے ہیں۔؟

جواب۔ موجودہ سرشٹی کا یہہ ساتواں ویوسوت منوچل رہا ہے۔ اس سے پیشتر چھ منونتر گزر چکے ہیں۔ یعنی سوائمبھو۔ سوار وچش۔ اوتمی۔ تامس۔ ریوت۔ اور چاکھشوش۔ یہہ چھ تو گزر چکے ہیں۔ اور ساتواں ویوسوت بیت رہا ہے۔ اور ساوانی وغیرہ سات منونتر آئندہ آویں گے۔ یہہ سب ملکر چودہ منونتر ہوتے ہیں۔ ۷۱ چترگیوں کا نام منونتر رکھا گیا ہے۔ اس کے برسوں کا شمار حسب ذیل ہے۔

۱۷۲۸۰۰۰ برسوں کا ست یگ ۱۲۹۶۰۰۰ کا نام ترتیا یگ ۸۶۴۰۰۰ برسوں کا نام دواپر یگ اور ۴۳۲۰۰۰ برسوں کا نام کلی یگ رکھا گیا ہے۔ سچ تو یہہ ہے۔ کہ آریوں نے ایک پل اور نمیکھ سے لیکر ایک سال تک وقت کے بڑی اور چھوٹی تقسیم کی ہے۔

ان چاروں یگوں کے کل برس ۴۳۲۰۰۰۰ ہوتے ہیں جنکا نام چترگی رکھا گیا ہے۔

پھر ۷۱ × ۴۳۲۰۰۰۰ = ۳۰۶۷۲۰۰۰۰ برسوں کا ایک منونتر ٹھہرا ایسے چھ منونتر ذیل کا مجموعہ ۱۸۴۰۳۲۰۰۰۰ برس ہوتے اور ساتویں منونتر کی یہہ اٹھائیسویں چترگی ہے۔ اس چترگی میں کلی یگ کے ۴۹۷۶ برس تو گزر چکے ہیں۔ اور ۴۲۷۰۲۴ برس ابھی تک گزرنے باقی ہیں جاننا چاہیے کہ ۱۲۰۵۳۲۹۷۶ برس تو ویوسوت منو کے گزر چکے ہیں اور ۱۸۶۱۸۷۰۰۲۴ برس ابھی تک اور گزرنے باقی ہیں۔ انہیں سے

یہہ ۷۷ واں سال ہے - جسکو کہ آریہ لوگ بکرما دیتہ کا سمت ۱۹۳۳ کہتے ہیں - اب اِس دعوٰی کے ثبوت میں حوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں -

(دیکھو منوسمرتی ادھیا ۱ ول)

شلوک ۶۸

ब्राह्मस्य तु क्षपाहस्य यत्प्रमाणं समासतः ।
एकैकशो युगानां तु क्रमशस्तन्निबोधत ॥

ایک ہزار چترجگیوں کو براہمہ دن کہتے ہیں اور اُتنی ہی چترجگیوں کا نام براہمہ راتری رکھا گیا ہے - گویا جہان پیدائش کے بعد ایکہزار چترجگی تک قایم رہتا اور اس کے بعد لطیف حالت میں ہوکر علت مادی کی صورت میں ایکہزار چترجگی تک رہتا ہے - جسے پرلے کہتے ہیں - گویا جبتک ایک سرشٹی رہتی ہے - وہ پرمیشور کا ایک دن کہلاتا ہے - اور جتنے عرصہ تک کہ سرشٹی بگڑکر صرف علت مادی کی حالت میں رہتی ہے - اُسے پرمیشور کی ایک رات کہتے ہیں -

(شلوک نمبر ۶۹)

चत्वार्याहुः सहस्राणि वर्षाणां तु कृतं युगम् । तस्य तावच्छती सन्ध्या सन्ध्यांशश्च तथाविधः ॥

چار ہزار برس کا ایک جگ کہلاتا ہے - ایسا عالم لوگ مانتے ہیں - اُس جگ کی چارسو برس کی سندھیا اور چارسو برس کی سندھیانش ہوتی ہے - سندھیا جگ کی پہلی سندھیا کا نام ہے - اور سندھیانش جگ کی آخری سندھیا کو کہتے ہیں -

شلوک ۷۰

इतरेषु ससंध्येषु ससंध्यांशेषु च त्रिषु

एकापायेन वर्तन्ते सहस्राणि शतानि च ॥

باقی تین یگ معہ سندھی اور سندھیالشوں کے ایک ایک ہزار اور سو کی کمی سے گنے جاتے ہیں۔ یعنی ترتیا کا شمار تین ہزار برس اور تین تین سو سندھی اور سندھیالش یعنی ۳۶۰۰ برس ہوتا ہے۔ اور اسی طرح دواپر ۲۴۰۰ برس اور کل یگ ۱۲۰۰ برس ہوتا ہے۔

شلوک ۷۱

यदेतत् परिसंख्यातमादावेव चतुर्युगम् ।
एतद् द्वादशसाहस्रं देवानां युगमुच्यते ॥

مذکورہ بالا چار یگوں کی گنتی بارہ ہزار دفعہ گننے سے دیوتاؤں کا ایک یگ بنتا ہے

شلوک ۷۲۔

दैविकानां युगानां तु सहस्रं परिसंख्यया
ब्राह्ममेकमहर्ज्ञेयं तावती रात्रिरेव च ॥

دیوتاؤں کے ہزار یگوں کے برابر برہما کا ایک دن اور اتنی ہی ایک راتری ہوتی ہے۔

شلوک ۷۳

तद्वै युगसहस्रान्तं ब्राह्मं पुण्यमहर्विदुः
रात्रिं च तावतीमेव तेऽहोरात्रविदो जनाः ॥

وے دن اور رات کے جاننے والے ویسے ہزار یگ کو پوتر برہما کا ایک دن اور اتنے ہی سمے کو رات کہتے ہیں۔

شلوک ۷۴

यत्प्राग्द्वादश साहस्रमुदितं दैविकं युगम्
तदेकसप्तति गुणं मन्वन्तरमिहोच्यते ॥

جو پہلے بارہ ہزار گنا دیوتاؤں کا یگ کہا ہے وہ یگ اکہتر گنا کرنے سے ایک منونتر کال ہوتا ہے۔

شلوک ۸۰

मन्वन्तराण्यसंख्यानि सृष्टिः संहार एव च
क्रीडन्निवैतत्कुरुते परमेष्ठी पुनः पुनः ॥

منونتر اگنت ہیں اور اسی پرکار اتپتی اور پرلیہ بھی انت ہیں پرمیشٹی پرماتما کھیل کیطرح پھر پھر اسکو کرتا ہے۔ برھما کا دن رات وغیرہ نام اس لیئے رکھے گئے ہیں۔ کہ زمانہ کا اندازہ آسانی سے لگ سکے۔ جس سے آسانی سے جگت کی اتپتی اور پرلے کے برسوں کا اور وید کی اتپتی کی گنتی ہو سکے۔ چونکہ منونتر میں سرشٹی کی علت غائی میں کچھ کچھ تبدیلی آجاتی ہے۔ اسواسطے منونتر نام رکھے گئے ہیں یہاں اس طرح ... ی کریں۔

एकं दश शतं चैव सहस्रमयुतं तथा
लक्षं च नियुतं चैव कोटिरर्बुदमेव च ॥१॥
वृन्दः खर्वो निखर्वश्च शंखः पद्मं च सागरः
अन्त्यं मध्यं परार्द्धं च दशवृद्ध्या यथा
क्रमम् ॥२॥

سورج سدھانت میں اس طرح گنتی کی ہے۔ سلسلہ وار دس سی ضرب دینے سے ایک دس سینکڑا۔ ہزار۔ دس ہزار۔ لکھ۔ دس لکھ۔ کروڑ

اربد - برند - کہرب - نکہرب - سنکھ - پدم - ساگر - انت - مدھ پرارددھیہ ہوجاتے ہیں - اِس ترکیب سے برسوں کی گنتی کرلینی چاہیے -

सहस्रस्य प्रमासि सहस्रस्य प्रतिमासि ·
य० अ० १५ मं० ६५ ·

सर्वं वै सहस्रं सर्वस्य दातासि - श० कं० ७ अ० ५

سب جگت کا نام سرب ہے - اور کال کا بھی نام سرب ہے - اِس سے ہزار مہایگوں کی گنتی سے مانا گیا کہ جو دن اور رات ہیں اُنکا اور برہما کا ماپنے والا پرمیشور ہے - یہہ اِس منتر کا ارتھ اسواسطے ہے کہ یہہ منتر سادھارن معنوں میں لیا گیا ہے - اِسی طرح آگے بھی سمجھ لینا - جیوتش شاستر میں آریہ لوگوں نے ہرایک دن کا کام لکھا ہے ایک کھشن سے لیکر کلپ کے خاتمہ تک علم ہندسہ کے رو سے گنتی کی ہے - اور آج تک ہر روز اِسکا استعمال کیا جاتا ہے - اسواسطے ہرایک انسان کو یقیناً یہی بیوستھا ماننی چاہئے - نہ کہ اور - کیونکہ ہرایک آریہ پُرش ہرایک کام کے شروع میں یہ پڑھتا ہے - اور ہرایک بچہ سے لیکر بوڑھے تک اِسکو جانتا ہے - مثلاً اوم تت ست ان تینوں پرمیشور کے ناموں سے شروع کرکے

श्री ब्रह्मणो द्वितीय प्रहरार्द्धे वैवस्वते मन्वन्तरेऽष्टाविंशतितमे कलियुगे कलि प्रथमचरणेऽमुकसंवत्सरायन र्तु मास पक्ष दिन नक्षत्र लग्न मुहूर्ते इत्यादि

جسکو ارتھ یہہ ہیں کہ برہما کے دن کے دوسرے پہر کے آدھ ویوسوت کے منونتر میں جسمیں کہ یہہ اٹھائیسواں کلی یگ ہے - جسکا پہلا چرن

گزر رہا ہے - جسکی فلاں سال فلاں موسم - فلاں پکش - فلاں دن - فلاں نکھشتر - فلاں لگن اور فلاں مہورت میں یہ کام کرتا ہوں - اور تواریخ سے بھی ثابت ہے - کہ یہی طریقہ آریہ ورت دیش میں ہر جگہ پایا جاتا تھا - جس سے کوئی بھی اسمیں تبدیلی نہیں کرسکتا - یہہ سمجھ لینا چاہئے مفصل آگے یگوں کے بیان کے وقت لکھینگے وہاں دیکھ لینا -

تفسیر

منوسمرتی اور سوریہ سدھانت کے مختصر حوالہ جات سے اس جگہ ثابت کیا گیا ہے - کہ دُنیا کی عمر کی نسبت آریہ لوگ شروع سے ہی ایک خیال رکھتے تھے - اور اُس کے مطابق برابر حساب کرتے چلے آئے ہیں ساتھ ہی اس کے یجر وید کے ایک حوالہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ علم ہندسہ کی بنیاد ویدوں میں موجود ہے - آگے چلکر چونکہ رشی خود زیادہ واضح طور پر علم ہندسہ کو ویدوں سے برامد کریں گے - اس لئے اسجگہ اُسکی نسبت یہاں لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے -

یورپین محققوں نے اس بات کو تسلیم کرلیا ہے کہ علم ہندسہ اور جیوتش سب قوموں نے قدیم آریہ ورت کے آریوں سے حاصل کئے تھے پل - گھڑی - پہر - دن - مہینہ برس کے موجد آریہ لوگ ہی مانے گئے ہیں - اور چونکہ آریہ لوگوں کے کُل علوم کا منبع وید ہے - اسلئے ہم لوگ مانتے ہیں کہ دُنیا کے کُل علوم کی بنیاد ویدوں پر ہے -

آریہ لوگوں کے دُنیا کی عمر کی نسبت جو خیالات ہیں اُنپر ایک اعتراض ہوا کرتا ہے۔ گو اِس سلسلہ کو کوئی بھی آدمی رد نہیں کرسکتا ہے۔ تاہم یہہ کہا کرتے ہیں کہ اسکا کوئی پرتکیش ثبوت نہیں ہے۔ واضح رہے کہ اِس امر سے انکار نہیں ہوسکتا۔ کہ یہودیوں عیسائیوں اور مسلمانوں نے جو عمر دُنیا کی قایم کی تھی (یعنی چھ ہزار برس کے قریب) اُسے جیالوجی یا سائنس (بھوگربھ وِدیا) نے غلط ثابت کردیا ہے شاہدے اور الومان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہماری زمین کم از کم دو کروڑ برس کے ادہر کی بنی ہوئی نہیں ہے۔ پس یہاں تک تو صاف ہے کہ جہاں دیگر مذاہب کے خیالات دُنیا کی عمر کی نسبت غلط ثابت ہوچکے ہیں۔ وہاں علم جیالوجی کی تفتیش آریوں کے دعویٰ کے نزدیک ابتک نہیں پہونچی۔ لیکن اگر ہم علم تاریخ کی پیروی کریں تو آریوں کا حساب دُنیا کی عُمر کی نسبت ماننا پڑتا ہے۔ جب مصر کے میناروں اور دیگر پورانے مکانوں پر کھدی ہوئی تصویروں کے ذریعہ سے جو سنہ وسال برامد ہوتے اور جو واقعات کہ سمجھہ میں آتے ہیں اُنہیں کمال سنجیدگی سے تواریخ (اتہاس) میں شامل کیا جاتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہزاروں برسوں سے جس گنتی کا حساب موجود ہے۔ اور جسکا کہ ایک گھڑی یا پل بھی کبھی غلط ثابت نہیں ہوا۔ اُسپر اعتبار نہ کیا جاوے۔

بہت سے تعلیم یافتہ بھائی اِس شمار پر ہنس دیا کرتے ہیں اور آریوں پر گپ ہانکنے کا الزام لگایا کرتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ باوجود نت نئی تھیوری گھڑنے کے بھی موجودہ بعض ناممکمل علوم پر وے کبھی بھی معترض نہیں ہوتے۔ جبکہ ناممکمل شہادتوں پر قوموں کی تواریخ کی بنیادیں ڈالتے ہیں

دریغ نہیں کیا جاتا۔ تو آریہ لوگوں کے سلسلہ وار ایسے مکمل حساب کا
نزادر کرنا انسانیت نہیں ہے۔

ویدوں کی عمر کی نسبت یوروپین رایوں کی وقعت

اسلئے جو پروفیسر ولسن اور پروفیسر میکس مئولر وغیرہ یوروپ کے رہنے
والوں نے کہا ہے کہ وید انسان کا بنایا ہوا ہے۔ شرتی نہیں ہے۔ اور نیز یہہ
جو کہا ہے کہ وید کی پیدائیش کو ۲۴۰۰ یا ۲۹۰۰ یا ۳۰۰۰ یا ۳۱۰۰ برس
گزرے ہیں۔ یہ سب غلط سمجھنا چاہیئے۔ اسی طرح پر اور جن لوگوں نے
اپنی دیسی زبانوں میں ویدوں کی ویاکھیا لکھی ہیں۔ وے بھی درست نہیں ہیں

تفسیر

اس جگہہ گنجائیش نہیں ہے کہ پروفیسر میکس مئولر اور دیگر یوروپین سنسکرت
دانوں کی رایوں کی پڑتال کیجاوے۔ لیکن اتنا لکھنا ضروری ہے کہ یوروپین سنسکرت
دان لوگ ویدوں کی عمر قائیم کرنے میں خود ایکدوسرے سے متفق نہیں ہیں۔
ابھی تین سال ہی گزرے ہیں کہ پروفیسر بال گنگا دھر تلک نے ایک
کتاب[1] لکھی تھی۔ جسمیں کہ ویدوں کی عمر پر علم نجوم کی بنیاد پر بحث کی تھی
انہوں نے پراچین براہمن گرنتھوں کے پرمانوں سے سالانہ یگیہ کی تاریخ کی
پڑتال کرتے ہوئے ثابت کردیا تھا کہ ویدوں کے براہمنوں کو بنے ہوئے
چھ ہزار برس گزر چکے ہیں۔ پھر ویدوں کا زمانہ تین ہزار سالوں سے

---

[1] دی اوریٔن۔ آر دی انٹی کیوٹی آف دی ویداز۔ یعنی ویدوں کی قدامت۔ مترجم

کم و بیش بتلانا یوروپین سنسکرت والوں کی عملیت کا اظہار کیونکر سمجھا جاوے پروفیسر تلک کی کتاب تین سال سے پروفیسر میکس میولر کے روبرو ہے۔ انہوں نے کتاب کے شایع ہوتے ہی اُسکی تعریف بھی کی تھی اور گو عام طور پر لکھا تھا۔ کہ اُنہیں پروفیسر تلک کی ہر ایک دلیل سے اتفاق نہیں ہے۔ تاہم پروفیسر تلک کے دعویٰ کی تردید میں پروفیسر میکس میولر کے لیئے ہنوز روز اول ہے۔

ویدوں کی زبان کو دُنیا کی تمام زبانوںکی بڑی بہن تو یوروپین لوگ ابتک مانتے ہیں۔ اگر زیادہ تفتیش کیجاوے تو ویدک زبان روئے زمین کی کُل زبانوںکی ماں ثابت ہوتی ہے۔ لیکن خیالات کی نسبت یہہ امر مسلمہ ہے کہ روئے زمین مین مذہبی خیالات ویدوں سے گئے ہیں۔ سب سے پورانا مذہب پارسیوں کا ہے۔ اُسکی بُنیاد ژند اوستھا پر ہے۔ اور ژند اوستھا کی زبان اور اُس کے خیالات کُل اتھرو وید سے لیئے گئے ہیں۔

اس جگہہ زیادہ بحث کرنے اور حوالہ جات پیش کرنیکی گنجائش نہیں ہے حسب موقع بُرہان قاطع اور دلایل ساطع سے ثابت کیا جاویگا۔ کہ علم حقیقی کا مخزن وید ہی ہے۔

باب دوم

دربیان ازلیّت وابدیّت وید مُقدّس

چونکہ یہہ ظاہر ہے۔کہ وید ایشور سے پیدا ہوئے ہیں اور پرمیشور کی کُل طاقتیں ابدی (ہمیشہ رہنے والی) ہیں اس لیئے وید خواہ نخواہ ابدی ہوئے

ویدوں کے ظہور کا آغاز ہونیسے اُنکی ابدیّت میں فرق نہیں آتا

اِسمیں بہت سے لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حروف کا مجموعہ ہونے کی وجہ سے ویدوں میں ابدیّت کا امکان نہیں ہے۔کیونکہ حروف لائے جانیکی وجہ سے وید ابدی نہیں رہتے۔گھڑے کی طرح۔جسطرح کہ گھڑا بنانے سے ہی بنا ہے۔اِسی طرح پر حروف بھی۔اِس لیئے چونکہ (ویدوں کے) الفاظ ازلی نہیں ہیں۔پس وید بھی ازلی نہیں ٹھہرتے (لیکن) ایسا دعویٰ ٹھیک نہیں ہے۔کیونکہ شبد (حروف) دوطرح کے ہوتے ہیں (۱) نتیہ (ازلی) اور (۲) کاریہ (نتیجہ) اِنمیں سے جو حروف انکا باھمی تعلق اور اُنکا مطلب کہ پرمیشور کے علم میں ہیں وہ تو نتیہ ہی ہوتے ہیں۔اور جو ہملوگوں کے عمل سے پیدا ہوتے ہیں۔وہ

کاریہ ہی ہوتے ہیں۔ کیونکہ جسکی گیان (علم) اور کریا (حرکت) سُوبھاو سے سِدّھ اور ابدی ہیں۔ اُسکی کُل طاقتیں ابدی ہوتی ہیں۔ پس اُس (پرمیشور) کی وِدیا ہونیکی وجہ سے وید فانی نہیں ہو سکتے۔

تفسیر

وید ہمیشہ سے ایشور کے گیان میں موجود ہیں۔ جب سرشٹی پیدا ہوتی ہے۔ تو اُنکا ظہور انسانوں کے لئے ہوتا ہے۔ اِس ظہور کا آغاز ہونے کیوجہ سے ویدونکی ازلیت و ابدیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

کتاب کی شکل میں آنے پر بھی ویدونکی ابدیت قائم رہتی ہے

سوال۔ کیوں جی! جب سب جہان کے ذرّے علیحدہ علیحدہ ہوکر علت مادی کی شکل میں آجاتے ہیں۔ اُسوقت معلول یعنی بنا ہوا ظاہر جہان غائب ہوجاتا ہے۔ اسوقت ویدونکی کتابیں بھی نہیں رہتیں۔ پھر ویدوں کو ابدی کیوں مانتے ہو۔

جواب۔ یہہ اعتراض کتاب اوراق۔ سیاہی وغیرہ چیزوں پر عائد ہوتا ہے۔ نیز ہمارے فعلوں پر بھی عائد ہوتا ہے۔ لیکن ویدوں پر (یہہ اعتراض) عائد نہیں ہوسکتا۔ ہملوگ ویدوں کو پرمیشور کے گیان میں ہمیشہ موجود رہنے کیوجہ سے ابدی مانتے ہیں۔ وگرنہ پڑھنے پڑھانے اور کتاب کے فانی ہونے سے وید

فانی نہیں ہو سکتا - کیونکہ وہ ایشور کے گیان میں ہمیشہ یکرس موجود رہتا ہے - جس طرح کہ اس کلپ میں ویدوں کے حروف الفاظ اور اُن کے باہمی تعلق ہیں - اسی طرح گزشتہ کلپ میں تھے - اور آئیندہ بھی ہونگے - کیونکہ ایشور کی وِدیا غیر فانی اور درست ہوتی ہے - اسی لئے رگوید میں کہا ہے - کہ

सूर्याचन्द्रमसौ धाता यथा पूर्वमकल्पयत॥

اسکا مطلب یہہ ہے کہ ممتیش کے لئے سورج اور چاند کو لیکر کہتے ہیں کہ جس طرح گزشتہ کلپ میں سورج - چاند وغیرہ کی بناوٹ اُسکے علم میں موجود تھی - اُسی طرح پر اس کلپ میں (اُس پرمیشور نے) اُنکی رچنا کی ہے - کیونکہ ایشور کے علم کی نسبت ترقی - تنزلی یا اختلاف کا امکان نہیں ہے - اسی طرح ویدونکی نسبت بھی ماننا چاہئے - کہ اُسنے اپنے علم سے اُنہیں بنایا -

تفسیر

کتاب کی شکل میں لکھے جانے سے ویدونکی ابدیت میں کوئی فرق نہیں آتا - کون نہیں جانتا - کہ مہرشی دیانند کے پرچار سے پہلے بھارت ورش میں بہت کم لوگ ویدوں کے نام سے بھی آگاہ تھے - یہہ بھی ایک امر واقعہ ہے - کہ وید کھشتری براہمنونکی زبانوںپر ہی لکھے ہوئے تھے - لیکن باوجود اِن سب باتوں کے کیا یہہ کہا جاسکتا ہے - کہ اُسوقت ویدونکا ناش ہوگیا تھا ؟ پھر کتاب کی شکل

ہیں آسکتے۔ ویدوں کی ابدیت میں کیونکر فرق آسکتا ہے۔ فرق صرف ہیولونکی حالت میں آتا ہے۔

ویدوں کی ابدیت کا ویاکرن سے ثبوت

اب ویدوں کی ابدی ہونے کے ثبوت میں ویاکرن وغیرہ شاستروں کے حوالجات درج کئے جاتے ہیں۔ جیسا مہابھاشیہ[1] کار پتنجلی منی فرماتے ہیں

नित्याः शब्दा नित्येषु शब्देषु कूटस्थैरविचालिभिर्वर्णैर्भवितव्यमनपायोपजनविकारिभिः ॥

یعنی سب الفاظ نتیہ (ابدی) ہیں کیونکہ ان الفاظ میں جسقدر حروف کے اجزاء وغیرہ ہیں۔ وے سب کوٹستھ یعنی غیر فانی ہیں اور ماقبل اور مابعد یکساں رہتے ہیں۔ اور انکا نہ عدم اور نہ انکی آمد ہوتی ہے۔
اس قسم کے معنے مہابھاشیہ کے شروع سے ہی بہت جگہوں میں آتے ہیں۔ مثلاً کہا ہے۔ کہ
کان سے سنکر جو محسوس ہوتے ہیں۔ بدھی (عقل) سے جو جانے جاتے ہیں۔ جو زبان سے بولنے پر ظاہر ہوتے ہیں اور جنکی رہنے کی جگہ آکاش (خلا) ہے۔ انکو شبد کہتے ہیں۔ اس لئے ویدک شبد[1] (یعنی جن الفاظ کا کہ ویدوں کی زبان میں استعمال ہوتا ہے۔) اور لوکک شبد[2] (یعنی جو ویدوں کی زبان

[1] سنسکرت صرف نحو کی مستند کتاب مہرشی پانترینی کی اشٹادھیائی ہے۔ اسپر پتنجلی منی نے تفسیر لکھی ہے۔ جسکا نام کہ مہابھاشیہ ہے۔ مترجم۔

سے بول چال کی سنسکرت میں لائے گئے ہیں) سب نتیہ ہی ہیں۔ کیونکہ انکے اندر کے سب حروف غیر فانی اور قائم رہنے والے ہیں۔ اور انہیں لوپ (غائب ہونا) اگم (آمد) اور وکار (تبدیلی) نہیں ہو سکتی۔ اس لیے شبد نتیہ ہی ہیں۔

اِسپر یہہ اعتراض ہوا کرتا ہے۔ کہ جب گنہ پاٹھ[1]۔ اشٹا دھیائی اور مہا بھاشیہ میں حروف کا غائب ہونا۔ انکی آمد اور تبدیلی وغیرہ کہی ہیں۔ تو شبد غیر فانی کیونکر ہو سکتے ہیں ؟ اسکا جواب مہا بھاشیہ کے مصنف پتنجلی منی یوں دیتے ہیں۔ کہ حروف کے ایک مجموعہ کی جگہ میں صرف حروف کا دوسرا مجموعہ لایا جاتا ہے۔ اسمیں اگر کسی انسان کا یہ خیال ہو کہ حروف کی اول مجموعہ کا بالکل ناش ہو گیا ہے۔ تو اسکو وہم سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ حروف کے ایک مجموعہ کی جگہ میں حروف کے دوسرے مجموعہ کا استعمال ودیارتھی کے لڑکے پاننی منی کی ہدایات کے مطابق کیا جاتا ہے۔ سو انکی رائے یہہ ہے کہ جملہ الفاظ (شبد) غیر فانی ہیں۔ کیونکہ جو ہماری بولنے اور سننے کی حرکات ہیں۔ وے فانی سمجھی جاتی ہیں۔ اس سے شبد فانی نہیں ہو سکتے کیونکہ ہماری زبان ہی ہر ایک نئے حرف کے بولنے میں بدلتی جاتی ہے لیکن شبد تو ہمیشہ اکھنڈ ایکرس ہی بنے رہتے ہیں۔

سوال۔ شبد بھی بولے جانے کے بعد ضائع ہو جاتا ہے اور بولے جانے کے پیشتر سنا نہیں جاتا۔ جس طرح بولنے کا فعل فانی ہے۔ اسی طرح ہر شبد بھی فانی ہو سکتا ہے۔ پھر شبدوں کی ابدیت کس طرح قائم رہ سکتی ہے۔؟

جواب۔ شبد تو آکاش کیطرح سب جگہ بھرپور ہیں۔ لیکن جبتک کہ بولنے

---

[1] سنسکرت صرف و نحو کا ایک حصہ ہے ۱۲ مترجم

کا فعل نہیں ہوتا۔ تب تک ظاہرا سننے میں نہیں آتے۔ جب سانس اور زبان
کے فعل سے بولے جاتے ہیں۔ تب شبد ظاہر ہوتے ہیں۔ مثلاً : गो گئو
شبد کو لیجئے۔ اس کے بولنے میں جبتک کہ بولنے کا فعل حرف ग (گ)
میں رہتا ہے۔ اسوقت آؤ (औ) میں نہیں۔ اور اسی طرح ہر جب اؤ
میں بولنے کا فعل جاتا ہے۔ تو گ میں نہیں رہتا۔ اسی طرح پر زبان
کے فعل کی پیدائش اور موت ہوتی ہے۔ شبد کی ہرگز نہیں۔ آکاش (خلا)
میں شبد کی موجودگی کے باعث شبد تو اکھنڈ۔ ایکرس سب جگہ بھر رہے ہیں
لیکن جب تک کہ سانس اور زبان کا فعل نہیں ہوتا۔ تب تک شبدوں کا
بولنا اور سننا بھی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے شبد بھی آکاش کیطرح ابدی
ہی ہیں۔ جب ویاکرن شاستر کی رائے کے مطابق سب شبد ابدی ہوتے
ہیں تو ویدوں کے شبدوں کا تو کہنا ہی کیا ہے۔

تفسیر

ویاکرن کے حوالجات سے یہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ شبد کا ناش کبھی
نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی اسکا آغاز کبھی ہوتا ہے۔ البتہ فعل کے ذریعہ سے
انسانوں کے لئے شبد کا ظہور ہوتا ہے۔ اور اسی فعل کے دور ہوجانے پر
انسانوں کی قوت سامعہ سے وہی شبد دور معلوم ہوتا ہے۔ لیکن درحقیقت
شبد کا نہ آغاز ہے اور نہ خاتمہ۔
اب یہ ثابت کر چکے ہیں کہ شبد۔ شبدوں کا باہمی تعلق اور انکا
مطلب۔ انہیں تینوں کے سینوگ کو وید کہتے ہیں۔ پس جب شبد ابدی

ہے۔ اور اُن شبدوں کے مجموعہ اور اُن کے مطلب کا ظہور ابدی پرمیشور سے ہوتا ہے۔ تو ابدی پرمیشور کا گیان ہونیکی وجہ سے وید بھی ابدی ٹھہرتے ہیں۔

وید کی ابدیّت کا پورب میمانسا شاستر سے ثبوت

اسی طرح پر جیمنی رشی نے بھی اپنے میمانسا شاستر میں شبد کو ابدی مانا ہے

नित्यस्तु स्याद्दर्शनस्य परार्थत्वात् ॥

(ادھیاء اول - پاد اول - سوتر ۱۸)

شبد پر جو فانی ہونیکا اعتراض پیدا ہوتا ہے۔ اُسے تُو شبد سے دور کیا ہے۔ غیر فانی ہونیکی وجہ سے شبد نتیہ ہی ہے۔ کیونکہ زبان کے فعل سے جو شبد سُنا جاتا ہے۔ وہ معنی کے جتلانے کے لئے ہوتا ہے۔ اُس سے شبد فانی نہیں ہوسکتا۔ جس شبد کو بولتے ہیں اُسی کا علم ہوتا ہے۔ کہ قوت سامعہ کے ذریعہ وہی عقل میں قائم رہتا ہے۔ پھر اُسی شبد کے معنی معلوم ہوتے ہیں۔ اگر شبد فانی ہوتا تو معنی کا علم کون کراتا ؟ کیونکہ جب وہ شبد ہی نہ رہا۔ تو پھر معنی کو جتلانے والا کون ٹھہرا۔ اِس کے علاوہ ایک ہی وقت مختلف مقامات میں مختلف انسان ایک ہی شبد کو بولتے ہیں۔ اور اس طرح پر بار بار ایک ہی شبد بولا جاتا ہے۔ اِس طرحکی بہت سی دلیلوں سے مہرشی جیمنی نے پورو میمانسا میں شبد کو ابدی ثابت کیا ہے۔

وید کی ابدیت کا ویشیشک شاستر سے ثبوت

اسی بارے میں ویشیشک سوتروں کے بنانیوالے کنٹراد منی فرماتے ہیں۔

तद्वचनादाम्नायस्य प्रामाण्यम् ॥

(ادھیاے اول سوتر ۳)

وید ایشورو کت ہیں۔ انہیں سچے علم اور سچے دہرم کا بیان ہی۔ اسلئے چاروں وید ابدی مانے جانے چاہیئے۔

نیاو شاستر نے بھی وید کو ابدی مانا ہے

اسی طرح پر اپنے مصنفہ نیائشاستر میں گوتم منی بھی فرماتے ہیں۔

मंत्रायुर्वेदप्रामाण्यवच्च तत्प्रामाण्यमाप्त

(ادھیاے ۲ پاد پہلا۔سوتر ۶۷)

प्रामाण्यात् ॥

اسکا مطلب یہہ ہے کہ ان (چاروں) غیر فانی اور ایشورو کت ویدوں کا پرمان سب انسانوں کو قبول کرنا چاہیے۔ کیونکہ آپت لوگ یعنی دہرم آتما۔ کپٹ چھل وغیرہ برائیوں سے بری۔ رحیم۔ سچائی کا وعظ کرنیوالے۔ عالم فاضل۔ بڑے بڑے یوگی سب برہما سے لیکر آجتک ویدوں کا پرمان اس طرح پر قبول کرتے آئے ہیں۔ جسطرح کہ منتر اور آیور وید (کتب طبابت) کا پرمان مانا جاتا ہے۔ جسطرح کہ سچی پدارتھ ودیا (یعنی سائینس) کے ظاہر کرنیوالے منتروں یعنی ویدوں کا سچائی کیوجہ سے پرمان مانا جاتا ہے۔ جس طرح پر کہ آیور وید کی ایک

مقام پر لکھی ہوئی دوائی کے استعمال سے بیمار کو صحت ہوتی ہوئی دیکھ کر اُس کے علاوہ دوسرے حصّوں کا اُسی طرح پر پرمان مانا جاتا ہے۔ اُسی طرح پر وید کے ایک مقام پر لکھے ہوئے مطلب کی سچائی معلوم ہونے پر دوسرے حصّوں کا بھی پرمان ماننا چاہیئے اس سوتر کی تفسیر لکھتے ہوئے واتسیاین منی نے بھی یہی مانا ہے اور فرماتے ہیں) کہ جو آپت لوگ ہیں وے ویدوں کے معنی کو دیکھنے دکھانے اور جتانیوالے ہیں۔ جو جو اُس اُس منتر کے ارتھہ کے دیکھنے اور بیان کرنیوالے ہوتے ہیں۔ وے ہی آیور وید (کتب حکمت) وغیرہ کے بنانیوالے ہیں۔ جیسی اُنکا قول آیوروید میں سچا ہے۔ ویسی ویدوں کو ابدی ماننے کا جو اُنکا عمل ہے۔ وہ بھی سچا ہی ماننا چاہیئے۔ کیونکہ جیسے آپت لوگوں کے قول کا پرمان ضرور ہوتا ہے۔ ویسے ہی سب آپت لوگوں کا بھی جو پرم آپت سب کا گورو پرمیشور ہے۔ اُس کے بنائے ہوئے ویدوں کے ابدی ہونیکا پرمان ضرور ہی کرنا چاہیئے۔

مہرشی پتنجلی بھی ویدوں کو نتیہ مانتے ہیں

اِس بارے میں پتنجلی منی یوگ شاستر میں فرماتے ہیں۔

स एष पूर्वेषामपि गुरुः कालेनानवच्छेदात् ॥

(ادھیاے اول - پاد اول - سوتر ۲۶)

جبکہ قدیم اگنی - وایو - آدتیہ - انگرہ - اور برھما وغیرہ (اعلیٰ) انسان آغازِ آفرینش میں پیدا ہوئے تھے۔ اُن سے لیکر ہلوگوں تک اور ہم سے

بھی آئندہ جو ہونیوالے ہیں۔ اُن سبکا گرو (اُستاد) پرمیشور ہی ہے کیونکہ وید کے ذریعہ سے سچے مطلب کو ظاہر کرنیکی وجہ سے پرمیشور کا نام گورو ہے۔ وہ پرمیشور ابدی ہے۔کیونکہ اُس تک زمانہ کی رفتار کی پہونچ نہیں ہے۔ اور وہ (پرمیشور) جہالت وغیرہ دُکھوں اور پاپ کرموں نیز اُنکی خواہشوں کی تکمیل سے علیحدہ ہے۔جیسیں کہ بیحد علم ہمیشہ ایکرس بنا رہتا ہے۔ اُسکے بنائے ہوئے ویدوں کی سچائی اور ابدیت کا بھی انسانوں کو یقین رکھنا چاہئے۔

سانکھیہ شاستر بھی ویدوں کی ابدیت کا قائل ہے

اِسی طرح پر اپنے سانکھیہ شاستر کے پانچوں ادھیاء میں کپل آچاریہ جی بھی فرماتے ہیں۔

निजशक्त्यभिव्यक्तेः स्वतः प्रामाण्यम् ॥

(سوتر ۵۱)

یعنی قدرتی جو علم حق کا اصول ہے۔اُس سے ظاہر ہونیکی وجہ سے ویدوں کی ابدیت اور ازلیت انسانوں کو قبول کرنا چاہئے۔

ویاس جی بھی ویدوں کو ابدی مانتے ہیں

اِس بارے میں کرشن دویپاین ویاس ویدانت شاستر مُصنّفہ خود میں فرماتے ہیں۔

शास्त्रयोनित्वात् ॥

(ادھیائے اول - پاد اول - سوتر ۳)

اس سوتر کے معنی بتلاتے ہوئے شنکر آچاریہ جی نے اپنی ویاکھیان میں فرمایا ہے۔ کہ رگوید وغیرہ جو شاستر ہیں - وے بیشمار علوم کے مخزن ہیں - اور سورج کی طرح سب سچے مطالب پر روشنی ڈالنے والے ہیں - ان کا بنانیوالا عالم کُل برہم (یعنی پرمیشور) ہے - کیونکہ یہہ ممکن نہیں ہے - کہ ہمہ دان پرمیشور کے بغیر کوئی دوسرا (یعنی انسان) ہمہ دانی کے وصف سے موصوف رگوید وغیرہ سے اوصاف رکھنے والے شاستروں کو بنا سکے - (البتہ ویدونکی) تشریح یا تفصیل کے لیئے انسانوں سے کُتب کا تصنیف ہونا ممکن ہے جیسے کہ پانڑینی وغیرہ نے ویاکرن وغیرہ کُتب تصنیف کر کے ایک ایک حصۂ علم کو ظاہر کیا ہے - سو بھی پرمیشور کے گیان کے سہارے سے ہی بنا سکے ہیں - اس سے یہہ نتیجہ نکلا کہ عالم کُل پرماتما کے بنائے ہوئے وید بھی اُنادی اور جملہ علوم کے مخزن ہونے چاہئیں -

اُسی ادھیائے میں پھر کہا ہے - (دیکھو سوتر نمبر ۲۹)

अतएव च नित्यत्वम् ।

اسکا مطلب یہہ ہے - کہ سب انسانونکو ایسا ماننا چاہئے کہ ایشور کے بنائے ہوئے اور ابدی صفت رکھنے والے وید ہر ایک وقت میں بذاتہٖ سوَتہ پرمان (اپنا خود ثبوت) جملہ علوم کا خزانہ اور ابدی ہیں - وید کے ثبوت کے لیئے کسی دیگر پرمان کی ضرورت نہیں ہے - بلکہ (دوسری انسانی تصانیف کو) محض شہادت کی طرح جاننا چاہئے - کیونکہ وید سورج

کی طرح سُوتہ پرمان (یعنی اپنے لئے خود ہی ثبوت) ہیں۔ جس طرح کہ سورج خود روشن ہے۔ اور جھان کے بڑے سے لیکر چھوٹے تک پہاڑ وغیرہ سے لیکر ذرّے تک سب چیزوں کو روشن کرتا ہے۔ اسی طرح پر جاننا چاہئے کہ وید بھی خود روشن ہوتے ہوئے جملہ علوم کو روشن کرنیوالے ہیں۔

خود وید اپنی اور پرماتما کی ازلیّت و ابدیّت کا اقرار کرتے ہیں

اسی طرح پر پرمیشور نے اپنے ظاہر کئے ہوئے ویدوں اور خود اپنی ابدیّت کا اظہار کیا ہے۔

स पर्य्यगाच्छुक्रम कायम व्रणमस्नाविरंशु
द्धम पापविद्धम्। कविर्मनीषी परिभूः स्वयं
भूर्याथातथ्यतोऽर्थान व्यदधाच्छाश्वतीभ्यः
समाभ्यः॥ (دیکھو یجروید۔ ادھیائے ۴۰۔ منتر ۸)

اِسکا مطلب یہہ ہے۔ کہ جو پہلے بیان کیا ہوا حاضر ناظر ایشور ہے وہ سب جگہ موجود ہے۔ ایک ذرّہ بھی اُسکی موجودگی سے خالی نہیں ہے۔ وہ برہم سارے جہان کے بنانے کے لیئے بیج کی طرح بیحد طاقت رکھتا ہے۔ وہ ستھول[الف] ۔ سوکشم ۔ اور کارن ۔ تینوں اقسام کے جسمو

(الف ۔ نوٹ) (۱) ستھول شریر ۔ بیرونی جسم کو کہتے ہیں۔ جنہیں حواسوں کے بیرونی ذریعہ اظہار دکھائی دیتے ہیں۔ (۲) سوکشم شریر ان حواسوں کی اندرونی طاقتوں یعنی قوت سامعہ ۔ قوت باصرہ وغیرہ کے مجموعہ کا نام ہے۔ (۳) کارن شریر جیوآتما (روح) کے ازلی اوصاف کے مجموعہ کا نام ہے مفصل ذکر آگے آویگا ۔ مترجم۔

کے تعلق سے بری ہے ۔ اُسمیں ایک ذرہ بھی چھید نہیں کر سکتا ۔ اِس لئے اُسمیں چھید وغیرہ نہیں ہوسکتا ۔ وہ ناڑیوں کے تعلق سے بری ہے ۔ اور اس لئے اُسکی قید سے آزاد ہے ۔ وہ پاک یعنی جہالت وغیرہ بُرائیوں سے ہمیشہ علیحدہ رہتا ہے ۔ وہ پاپ کرنیوالا یا پاپ سے تعلق رکھنے والا کبھی نہیں ہوتا ۔ جو سبکا جاننے والا اور سب کے دلوںکی باتوں کا بھی جاننے والا ہے ۔ جسکا درجہ کہ سبسے اعلیٰ ہے ۔ جوکہ علتِ فاعلی ۔ علتِ مادی یا علتِ معمولی تینوں سے بری ہے ۔ وہی سب کا پتا (باپ) ہے ۔ اُس کا کوئی بھی پیدا کرنیوالا نہیں ہے ۔ جوکہ اپنی ہی طاقت سے ہمیشہ قایم ہے ایسے ست چت ۔ آنند سوروپ پرماتما نے آغازِ آفرینش میں اپنی مخلوق کو اُسکی بہتری کے لئے سچے علم کا اُپدیش دیا ہے ۔ جوکہ اُسکی طاقت میں ہمیشہ سے قایم ہے ۔ اسیطرح ہر پرمیشور جب جب خلقت کو بناتا ہے ۔ تب تب مخلوق کی بہتری کے لئے سرشٹی کے شروع میں جملہ علوم کے مجموعہ ویدُ کا بھی اُپدیش کرتا ہے ۔ اس لئے ویدوں کو کبھی بھی فانی نہیں ماننا چاہئے کیونکہ پرماتما کا علم ہمیشہ ایکرس رہتا ہے ۔

تفسیر

برخلاف کُل دنیا کے مذاہب کے ویدک دہرم کی بنیاد مذہبی یعنی عقلِ سلیم پر رکھی گئی ہے ۔ آریوں کی روزانہ پرارتھنا گائتری منتر ہے ۔ اور اُسمیں عقل کُل کی درگاہ میں عقل کی درستی کے لئے پرارتھنا کیگئی ہے ۔ اِسی لئے گو دیاکرن (صرف ونحو) اور دیگر علوم منطق ۔ فلسفہ اور سائنس وغیرہ کے حوالہ حیات

سے ویدوں کا ابدی اور ازلی ہونا آریہ لوگ مانتے ہیں۔ تاہم اُن شاستروں میں بھی صرف دعویٰ کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ اُن کے فاضل مُصنفوں نے ویدوں کی ابدیت اور ازلیت کے لیے بڑی زبردست دلیلیں دی ہیں۔ جنھیں کہ پڑھنے والونکو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ گو ان سب پرمانوں کے بعد مہرشی دیانند نے زائد دلایل لوگوں کو سمجھانے کے لیے پیش کی ہیں۔ تاہم اِن نئی دلایل سے تب ہی کام چل سکتا ہے۔ جبکہ علوم کے ماہر پُرانے رشیوں کی زبردست دلایل کا اُن کے ساتھ میل کرایا جاوے۔ لیکن قطع نظر اور سب دلیلوں کے گوتم۔ کنٹر۔ کپل۔ پتنجلی۔ جیمنی۔ ویاس اور یاگیولکیہ جیسے محققوں اور فاضلوں کا سلسلہ وار ویدونکو پرمیشور کا گیان ماننا ہی اُنکی ابدیت اور ازلیت کا بڑا زبردست ثبوت ہے۔ یورپین سنسکرت دان جہاں اِن سب رشیوں کی بزرگی کے قایل ہیں۔ اور اِن سبکو آزاد ہتھکرز (سوچنے والے) مانتے ہیں۔ وہاں اِن سب رشیوں کا وید پر پکا اعتقاد اُنکی سمجھ میں نہیں آتا۔ اور اِسی لیے کہدیا کرتے ہیں۔ کہ رواج سے ڈر کر رشی صرف ویدوں پر وشواس رکھنے کا اظہار کردیا کرتے تھے لیکن اگر رشیوں کی زبردست دلایل پر وچار کیا جاوے۔ تو اُنکا اعتقاد ہماری سمجھ میں آجاتا ہے۔ وے فرماتے ہیں۔ کہ جس طرح کتاب حکمت کے ایک حصے کا بیماریوں پر تجربہ کرکے اُسکی سچائی کھوج سے دوسرے حصوں کی سچائی مانی جاتی ہے۔ اُسی طرح پر ویدوں کے ایک حصہ کو دستورالعمل بناکر نجات کا راستہ حاصل کرنے پر ہم سب ویدوں کو سچا اور الہامی گیان مانتے ہیں۔ اس لئے ہر ایک انسان کا فرض ہے کہ قبل اس کے کہ ویدوں پر رائے زنی کرے۔ اُنکے کسی حصہ کے مطلب کو سمجھ کر اُسپر

عمل کرنے کی پہلے کوشش کرے۔

ویدوں کی ابدیت کے ثبوت میں ایک زبردست دلیل

جس طرحپر کہ شاستروں کے حوالہ جات سے ویدوں کی ابدیت کا یقین ہوتا ہے۔ اسی طرح پر دلایل سے بھی (یہ امر ثابت ہے) کیونکہ است یعنی عدم سے وجود کا حصول نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی (کوئی ہستی معدوم ہوتی ہے۔ جو ہے وہی آئندہ ہوسکتا ہے۔ اس اصول کے مطابق بھی ویدوں کو ابدی ہی ماننا پڑتا ہے۔ جسکی جڑ نہیں ہے۔ اسکی شاخ وغیرہ بھی نہیں ممکن ہوسکتیں۔ جسطرحپر کہ بانجھ کے بیٹے کا بیاہ نہیں ہوسکتا۔ جسکے بیٹا ہووے۔ وہ بانجھ نہیں کہلا سکتی۔ اور جو بانجھ ہے اس کے بیٹا ہی نہیں ہوسکتا۔ پھر اس کے بیاہ کو کیونکر دیکھ سکتے ہیں۔ اسی طرح پر یہاں بھی سوچنا چاہیئے۔ اگر ایشور کا علم بیحد نہوتا۔ تو انسانوں کے لیئے اسکی تلقین کیونکر کرتا۔ اور اگر وہ تلقین نہ کرتا۔ تو کسی انسان کا بھی علم کے ساتھ تعلق نہ ہوتا۔ اور نہ ہی انہیں ٹھیک گیان ہوتا۔ کیونکہ بلاجڑ کے بڑھنا ناممکن ہے۔ اس جہان میں ہم بغیر بیج کے کسی چیز کو بھی پیدا ہوتے ہوئے نہیں دیکھتے ہیں۔ جسکو کہ ہرایک انسان ظاہر دیکھتا اور محسوس کرتا ہے۔ اسی کی تمثیل پیش کرتا ہے۔ جوکہ ظاہرا محسوس ہوتا ہے۔ اسی کا (دل پر) سنسکار (نقش) ہوتا ہے۔ جسکا سنسکار ہوتا ہے۔ اسی کا حافظہ اور علم بھی ہوتا ہے۔ جس سے کہ (مرغوب چیزمیں) رغبت اور (غیر مرغوب چیز سے) نفرت ہوتی

ہے نہ کہ اور طرح۔
مثلاً جو شخص کہ زبان سنسکرت کو پڑھتا ہے۔ اُسپر اُسی کا سنسکار ہوتا ہے۔ نہ کہ اُس سے غیر کا۔ اور جو کوئی کسی مُلک کی زبان کو پڑھتا ہے۔ اُسپر اُسی کا سنسکار ہوتا ہے۔ اسی طرحپر آغازِ آفرینش میں ایشور کی تلقین اور اُسکی تعلیم کے بغیر کسی علم کا بھی ہونا ممکن نہیں ہوسکتا۔ پھر اُسکے بغیر علم کا سنسکار کہاں اور سنسکار کے بِنا حافظہ کہاں! اور بِنا حافظے کے ذرا بھی علم حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔

سوابھاوِک گیان کی اصلیت پر نظر ثانی

سوال۔ سنو جی! انسانوں کی جو جبلی رغبت ہوتی ہے۔ اُس سے سُکھ اور دُکھ کی حس سے سلسلہ دار یکے بعد دیگرے علم کی ترقی ہوتی ہے۔ پھر کس لیے ایشور سے ویدوں کی پیدائش مانیں۔؟

جواب۔ اسکا جواب ویدوں کی پیدائش کے بیان میں دیچکے ہیں وہاں پر اسکا فیصلہ کردیا ہے۔ جس طرح اسوقت بھی دوسرے سے تعلیم حاصل کئے بغیر کوئی بھی عالم نہیں ہوتا ہے۔ اور نہ ہی علم کی ترقی ہوتی ہے اسی طرح پر ایشور کے ظہور کے بغیر کسی میں بھی علم کی ترقی نہیں ہوسکتی۔ جاہل بچے اور وحشی کیطرح۔ جسطرحپر بغیر تعلیم کے بچوں اور وحشیوں کو انسانی زبانوں تک کا علم نہیں ہوتا۔ تو پھر علمِ حق کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ اِس لیے یہ جاننا چاہئے کہ جو وید وِدیا پرمیشور سے آئی ہے۔ وہ ابدی ہی ہے۔ کیونکہ علم (گیان) اُس پرماتما کا ہی سچا وصف ہے۔ جو

ہستی کہ غیر فانی (ابدی) ہوتی ہے۔ اُسکی نام۔ اوصاف۔ اور کام بھی سب
ابدی ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہی اُنکا ابدی سہارا ہے۔ اور بغیر سہارے کے
نام۔ اوصاف اور کام وغیرہ کو استقلال نہیں ہوتا۔ کیونکہ وے ہمیشہ
وجودوں کے سہارے سے ہی رہتے ہیں۔ جو چیز ابدی نہیں ہے یعنی فانی
ہے۔ اُسکے یہہ نام۔ اوصاف اور کام بھی فانی ہی ہونگے۔
ابدی اُسکو کہا جاتا ہے۔ جوکہ پیدائش اور موت سے علیحدہ ہو۔ پیدائش
اُسے کہتے ہیں کہ علیحدہ علیحدہ ہوئی چیزوں کا باہمیں خاص میل ہوجاوے
اُن پیدا ہوئی کاریہ (یعنی دوسری چیزوں کے میل کا نتیجہ) چیزوں کی
علیحدگی ہوکر اپنے سبب کی حالت میں جب وے ہوجاتی ہیں۔ تو اُس
حالت کو موت کہتے ہیں۔ وناش یعنی موت غائب ہونیکو ہی کہتے ہیں
پرمیشور ایکرس ہے۔ اسلئے اُسمیں پیدائش (میل) یا موت (علیحدگی) کا
خیال تک نہیں ہوسکتا۔ اسمیں کنڑاد منی کا بنایا ہوا سوتر بطور حوالہ
کے درج کیا جاتا ہے۔

सदकारणवन्नित्यम् ॥

(دیکھو ویشیشک شاستر۔ ادھیاء ۴ سوتر اول)

اسکا مطلب یہ ہے کہ جو کاریہ (یعنی نتیجہ) کارن (یعنی سبب)
سے پیدا ہوکر ظاہر ہوتا ہے۔ اُسے انتیہ یعنی فانی کہتے ہیں۔ کیونکہ
اُس (کارن) کی پہلے پیدائش[۱] نہیں ہوئی۔ جوکہ کسی کا بھی کاریہ
(نتیجہ) نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ کارن روپ ہی رہتا ہے۔ اُسے نتیہ

---

[۱] مطلب یہ ہے کہ کارن چیز کی اصلی حالت کو کہتے ہیں۔ اُس سے پیشتر اور کوئی حالت
نہیں ہوتی یعنی کارن یا سبب کسی کا نتیجہ نہیں ہوا کرتا۔ مترجم

(ابدی) کہتے ہیں - کیونکہ جو جو میل سے پیدا ہوتا ہے - وہ وہ بنانیوالے کا ضرور محتاج ہوتا ہے - (جسطرحپر کہ فعل - قوانین - اور نتیجے - یہہ سب اپنے فاعل - واضع قانون - اور سبب - کو ہی ہمیشہ ظاہر کرتے ہیں) اِسپر اگر یہہ کہا جاوے - کہ فاعل کو بھی کسی نے بنایا - تو اُس سے پوچھو کہ اُس فاعل کو کسنے بنایا - تب اسطرحپر بحث میں بیقاعدگی واقع ہوتی ہے -

اور جو خود سنیوگ[ل] سے ظاہر ہوا ہے - وہ علت مادی اور ذرّوں کا باہمی میل کرانیکی کبھی بھی طاقت نہیں رکھہ سکتا - کیونکہ وے (علت مادی اور ذرے) اُس (جسم والے انسان) سے زیادہ سوکشم یعنی لطیف ہیں - جو جس سے زیادہ لطیف ہے - وہی اُسکا آتما (روح) ہوا کرتا ہے - کیونکہ کثیف کے اندر لطیف ہمیشہ داخل ہوسکتا ہے - لوہے اور آگ کی طرح جسطرحپر کہ لطیف آگ سخت کثیف لوہے میں داخل ہوکر اجزاء کو علیحدہ علیحدہ کردیتی ہے - نیز جس طرح پر پانی بھی مٹی کی نسبت لطیف ہونیکی وجہ سے اُسکے ریزوں میں داخل ہوکر اُسکا ایک گولا بنانے میں سبب ہوتا ہے - اور اُسے چھید بھی جاتا ہے - اِسی طرح پر پرمیشور پیدائش اور موت سے علیحدہ ہوکر سب میں دیاپک ہے اور اِسی لیئے وہ اپنے قانون کے مطابق دُنیا کی پیدائش اور موت کا باعث ہوتا ہے - اگر یہہ نہ مانا جاوے تو جس طرح پر کہ پیدائش اور موت کے دائرے کے اندر ہونیکی وجہ سے ہم لوگ علت مادی اور

[ل] یہاں انسان سے مراد ہے کہ چونکہ وہ خود جسم کے ساتھ میل کرنے سے ظاہر ہوا ہے - اِس لیئے اُنہیں طاقت نہیں ہے - کہ ذرّوں کو جمع کرکے دُنیا کو پیدا کرسکیں پس پرمیشور کی ہستی پر اعتقاد کرنا لازمی ہوا - مترجم ۔

ذروں کا باہمی میل اور علیحدگی نہیں کرسکتے۔ اسی طرح پر ایشور بھی ہے جاویگا جس سے کہ سنیوگ اور ویوگ (پیدائش اور موت) کا آغاز ہوتا ہے۔ وہ ان ہردو سے علیحدہ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ پیدائش اور موت کے ابتدائی قواعد کا بنانیوالا۔ اور ابتدائی سبب ہوتا ہے۔ اور ابتدائی سبب کے نہ ہونے سے پیدائش اور موت کا ہونا ہی ناممکن ہے۔ اس لئے یہہ جاننا چاہیئے کہ جو ہمیشہ پاک موت سے بری۔ ازلی۔ ابدی سچی طاقتوں کا خزانہ اور بیحد علم والا پرمیشور ہے۔ اُس سے ویدوں کا ظہور ہونے اور اُسکے علم میں ہمیشہ ویدوں کے بنے رہنے سے ویدوں کو سچے علوم کا خزانہ اور ابدی سب انسانوں کو ماننا چاہیئے۔

باب سوم

دربیان مضامین وید مقدس

سب ویدوں کا نشانہ محض پرماتما ہی ہے

ویدوں کے چار (خاص) مضامین ہیں۔ اُنکی تفصیل حسب ذیل ہے:-
(۱) گیان کانڈ (۲) کرم کانڈ (۳) اُپاسنا کانڈ اور (۴) وگیان کانڈ۔
اِن سب میں سے گیان کا مضمون ہی سب سے افضل ہے۔ کیونکہ اُس سے پرمیشور سے لیکر تنکے تک ہر ایک چیز کا صاف علم ہوتا ہے۔ اسمیں بھی پرمیشور کا انوبھو سب سے زیادہ افضل ہے۔ کیونکہ اُسی (پرمیشور) میں ہی ویدوں کا کُل مطلب آن ٹھہرتا ہے۔ اِس لیئے کہ سب ہستیوں کا سرتاج وہی (پرم آتما) ہے۔ اِسمیں حوالجات پیش کیئے جاتے ہیں۔

(۱) सर्वे वेदा यत्पदमामनन्ति तपांसि सर्वाणि च यद्वदन्ति यदिच्छन्तो ब्रह्मचर्यं चरन्ति तत्ते पदं संग्रहेण ब्रवीम्योमित्येतत् ॥
(دیکھو کٹھ اُپنشد بلی دوم - واکیہ ۱۵)

(۲) तस्य वाचकः प्रणवः ॥
(دیکھو یوگ شاستر ادھیاے اول پاد اول - سوتر ۲۷)

(۳) ओ३म् खं ब्रह्म ॥ (یجروید ادہیائے ۴۰)

(۴) ओमिति ब्रह्म । (تیتریہ آرنیک پرپاٹھک ۷۔ انوواک ۸)

(۵) तत्रापरा ऋग्वेदो यजुर्वेदः सामवेदोऽथर्ववेदः शिक्षा कल्पो व्याकरणं निरुक्तं छन्दो ज्योतिषमिति। अथ परा यया तदक्षरमधिगम्यते ॥

(۶) यत्तदद्रेश्यमग्राह्यमगोत्रमवर्णमचक्षुः श्रोत्रं तदपाणिपादं नित्यं विभुं सर्वगतं सुसूक्ष्मं तदव्ययं यद्भूतयोनिं परिपश्यन्ति धीराः ॥

(دیکھو منڈک اُپنشد۔ منڈک اول۔ کہنڈ اول منتر ۵ و ۶)

اِن سب (حوالجات) کا مطلب یہ ہے۔ کہ جو پرم پد (یعنی سب سے افضل درجہ) سراپا نجات ہے۔ جسکا نشان کہ پر برمھ (اللہ اکبر) کا حاصل ہونا ہے۔ جو سب سُکھوں کا بھنڈار اور سب دُکھوں سے علیحدہ ہے اُسکا جتلانیوالا لفظ اومکار ہے۔ اُس پرمیشور کے جتلانیوالے پرنو اور اوکار وغیرہ اسم ہیں اور وہ (خود) اُنکا موسوم ہے۔

اوم یہہ پرمیشور کا نام ہے اُسی پر برمھ کو سب وید حاصل کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یعنی اُسیکا خاص کر بیان کرتے ہیں۔ جملہ تپ یعنی تیجے دہرم کے کام بھی اُسی کو بتلا رہے ہیں۔ یہاں (یعنی کٹھ اُپنشد کے بچن میں) برمھ چریہ کا ذکر بطور جملہ اشاریہ کے آیا ہے۔ یعنی جسکی خواہش سے کہ برمھچریہ۔ گرھستیہ۔ بان پرستھ۔ اور سنیاس۔ چاروں آشرموں کے عمل اختیار کیے جاتے ہیں۔ یعنی برمھ کے حصول میں یہہ چاروں آشرم بھی صرف ذریعہ ہیں۔ جس برمھ کی تلاش میں عالم لوگ

کوشش کرتے۔ اور جسکا اُپدیش بھی کرتے ہیں۔ ہے جیگیاسو! جو ایسا پد (یعنی افضل درجہ) ہے۔ اُسکا میں یم (یعنی پیدائیش اور موت کا قانون) تیرے لئے اختصار کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔

ویدوں میں دو قسم کے علوم ہیں۔ جنکو پرا۔ اور اپرا کہتے ہیں۔ اُنمیں سے جو دُنیا کے تنکے سے لیکر علت مادی تک چیزوں کا ٹھیک ٹھیک علم اور اُنسے ٹھیک ٹھیک کام لینا ہے۔ اُسے اپرا کہتے ہیں۔ اور جس سے کہ حواس سے نہ محسوس ہونے کے قابل۔ قادرمطلق برہم کا گیان ہوتا ہے۔ اُسے پرا کہتے ہیں۔ پس پرا ودیا بہ نسبت اپرا کے نہایت افضل ہے۔ کیونکہ وہ اپرا کا اعلیٰ ثمرہ ہے۔

تفسیر

(۱) ویدوں کے مضامین چار بیان کئے گئے ہیں۔ وید بھی چار ہی ہیں ایک ایک وید ایک ایک مضمون کو خصوصیت کے ساتھ ادا کرتا ہے۔ چنانچہ رگوید گیان کانڈ کا وکیل ہے۔ یجروید۔ کرم کانڈ۔ سام وید اُپاسنا کانڈ اور اتھروید۔ وگیان کانڈ۔ کو ظاہر کرنیوالا ہے۔ یوں تو ویدوں میں بیشمار مضامین بھرے پڑے ہیں۔ کیونکہ جب جملہ علوم کا مخزن وید ہے تو جہان میں جسقدر علوم دکھائی دیتے ہیں۔ اُسی قدر مضامین ویدوں میں ہونے لازمی ہیں۔ لیکن خاص مضامین یہہ چار ہی ہیں۔ جنمیں کہ کُل مضامین شامل سمجھنے چاہئیں۔

(۲) اِن چار مضامین میں سے گیان کانڈ یعنی رگوید کا کام صرف وجودوں

کے اوصاف بیان کردیا ہے۔ چنانچہ رِک کے معنی ہی ستتی یعنی تعریف (definition) ہے۔ جس چیز کے جو اوصاف ہوں اُنکو ٹھیک ویسا ہی بیان کرنا اُس چیز کی ستتی کہلاتی ہے۔ لیکن چونکہ اِن سب علوم میں سے علمِ حق (برہم وِدیا) ہی سب سے افضل ہے۔ اِس لئے گیان کانڈ کا سارا زور پرم آتما کے اوصاف کی دریافت میں لگنا چاہئے۔ گویا ویدوں کے مضامین کا گو تعلق دنیا اور اُسکی چیزوں کے ساتھ ہے۔ لیکن رِشی فرماتے ہیں کہ یہہ کُل تعلق محض ذریعہ ہے ایک اعلیٰ نتیجہ کے لئے یعنی پرمیشور کے دربار تک پہونچنے کے لئے۔ گویا چاروں ویدوں کا اصل نشانہ پرمیشور ہے۔

(۳) چنانچہ اِس دعویٰ کے ثبوت میں رشی نے دیگر پورانے رشیوں کی رائیں پیش کی ہیں۔ پہلا پرمان کٹھ اُپنشد کا ہے۔ اُسمیں استعارہ کی طور پر یم (یعنی اصول موت و پیدائش) اور نچیکیتا یعنی طالبِ حق کے درمیان گفتگو و معرفت لکھکر دکھلایا گیا ہے۔ کہ جسقدر نیک کام دُنیا میں کئے جاتے ہیں۔ اُن سبکا اصل نشانہ پرمیشور ہی ہے۔ یہاں جملہ معترضہ کے طور پر یہہ جتلانا ضروری ہے۔ کہ اُپنشدوں اور دیگر پورانی تصانیف میں جو قصہ کہانیاں دکھلائی دیتی ہیں۔ وے صرف استعارہ کی طور پر وہاں درج ہوئی ہیں۔ جبتک کہ مُصنف کے اصلی اغراض کو مدنظر نہ رکھا جاوے اُنکی اصلیت سمجھ میں نہیں آسکتی۔ کٹھ اُپنشد کے مقولے میں موت (یعنی ملاپ اور علیحدگی کا اصول) طالبِ حق کو بتلاتا ہے کہ اُس پرمیشور کی طرف رجوع ہونا چاہئے۔ جسکا کہ آدم اسم اعظم (یعنی سچ نام) ہے اور کُل وید۔ سب دہرم کے کام اور چاروں آشرم جسکی

حصول کے لئے ذرائعہ ہیں۔ چاروں آشرموں کا مفصل بیان اور انکے
فرائض کا ذکر آگے جگہہ بہ جگہہ آویگا۔ یہاں صرف اِسقدر ظاہر کر دینا
ضروری ہے۔ کہ آریوں میں انسانی زندگی کو چار حصّوں میں تقسیم کیا
گیا ہے۔ اول ۲۵ برس اپنے حواسوں کو قابو رکھتے ہوئے علمِ حق کی تحصیل
میں صرف کرنا چاہئے۔ اِسے زمانہ طالب علمی کہتے ہیں۔ دوسرا گرہستہ
یعنی عالم باعمل ہونا۔ بیاہ کر کے گھر باری بن زمانہ طالب علمی کو حاصل
کئے ہوئے علم کو آئندہ پچیس برسوں میں یعنی پچاس سالہ عمر تک عمل
میں لانا۔ تیسرا زمانہ گوشہ نشینی یعنی عبادتِ حق میں مصروف رہکر زندگی کا
اصلی مقصد دریافت کرنا ۷۵ برس کی عمر تک۔ اور آخری پچیس سال سنیاس
آشرم کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں۔ جبکہ جملہ نفسانی خواہشوں سے بری
ہوکر عالم لوگ گمراہ دنیا کو راہِ راست پر لایا کرتے ہیں۔ اِن سب کا
اصلی مقصد محض پرماتما تک پہونچنا ہے۔

(۴) یوگ شاستر۔ یجر وید اور تیتریہ آرنیک کے حوالہ جات سے ثابت
کیا گیا ہے۔ کہ اوم جس پرماتما کا اسم اعظم ہے۔ جوکہ سارے جہان
میں بھرپور ہو رہا ہے۔ اُس پرمیشور کا پانا ہی زندگی کا اعلیٰ مقصد ہے
اوم کو پرماتما کا نج نام یعنی اسم حقیقی کہا ہے۔ باب اول میں ظاہر کیا
جاچکا ہے۔ کہ جن حروف کا مجموعہ لفظ اوم ہے۔ وہی حروف سدہ دا
پرماتما تک پہونچنے کے لئے منزلیں ہیں۔ اسی لئے اِن حروف کے مجموعہ
کو پرمیشور کا اسم حقیقی کہا جاتا ہے۔ (مفصل دیکھو صفحہ ۳۳ کتاب ہذا)

(۵) ویدک دھرم کے علاوہ جسقدر مذاہب دنیا میں پھیل رہے
ہیں۔ اُنکا عموماً خیال یہ ہے۔ کہ دنیاوی کاموں کو مذہب سے کوئی

تعلق نہیں ہے۔ لیکن ویدک دہرم بتلاتا ہے۔ کہ جس وید پر موکش یعنی نجات کا مدار ہے۔ اور جو کہ پرمیشور تک پہونچانے والا ہے۔ اُسی کے اندر دُنیاداری کے فرائض ادا کرنیکی پوری ہدایتیں موجود ہیں۔ چنانچہ دنیاوی علوم کا نام اپرآودیا اور علمِ حق کا نام پرآودیا رشیوں نے رکھا تھا۔

مُنڈک اُپنشد کے دو قول اِسجگہہ مہرشی دیانند نے لکھے ہیں۔ اُنکا لفظی ترجمہ اِسجگہ درج کرکے اُنپر کچھہ اپنے خیالات ظاہر کرونگا۔

(الف) اُنہیں سے (یعنی پہلے جن پرآ اور اپرآ کا ذکر آچکا ہے) رگوید یجروید۔ سام وید۔ اتھروید۔ شِکھشا۔ کلپ۔ ویاکرن۔ نِروکت۔ چھند۔ اور جیوتش۔ اِن سب کو اپرآ ودیا کہتے ہیں۔ اور جس سے کہ اُس غیرفانی پرمیشور کو حاصل کیا جاتا ہے۔ وہ پرآ ودیا کہلاتی ہے۔

(ب) وہ۔ جو کہ دیکھنے میں نہیں آتا۔ نہ پکڑنے میں آتا۔ جسکا کہ خاندان کوئی نہیں۔ رنگوں کے اختلاف سے بری۔ آنکھ کان وغیرہ اندریوں سے علیحدہ۔ ابدی قائم بالذات اور دوسروں کا سہارا۔ سب کے اندر موجود لطیف اشیاء سے بھی زیادہ تر لطیف اور مستقل ہے۔ وہی سب کی علت فاعلی ہے۔ اُسکو عابد لوگ اپنے اندر تصور میں دیکھتے ہیں۔

اُپنشد کے اول قول کو ٹھیک طور پر نہ سمجھ کر بعض لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ چاروں ویدوں کا چونکہ اپرا ودیا میں شمار ہو اس لیے اُنکی تعمیل سے پرمیشور کی پراپتی نہیں ہوتی۔ اُپنشد کے مصنف رِشی کا یہہ مطلب نہیں ہے۔ وے فرماتے ہیں۔ کہ رگ وغیرہ چاروں وید اور شِکھشا وغیرہ چھہوں ویدانگ (ویدوں کے اعضاء یعنی ویدوں کا ترجمہ کرنے کے ذرایع) صرف ظاہری علوم کر دکھلاتے ہیں

ہیں۔ لیکن ان کے اندر جو برہم تک لیجانیوالی پوشیدہ طاقت ہے
اُسی کو پرا ودیا کہتے ہیں۔ پس ویدوں میں پرا اور اپرا دونو اقسام
کے علوم شامل ہیں۔
دوسرے قول میں یہ معاملہ صاف ہوجاتا ہے۔ رشی کہتے ہیں کہ
جب تک ویدمنتروں کے ذریعہ سے صرف پرمیشور کے بیرونی اظہار کو
جوکہ دُنیا میں ہو رہا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں اُسوقت تک اپرا ودیا کے
اردگرد گھوم رہے ہیں۔ لیکن جبوقت کہ بیرونی دُنیا سے ہٹ کر اندر
دھیان کرکے اپنے سچے باپ کے درشن کرنے میں محو ہوتے ہیں۔ اُسی
وقت پرا ودیا کا ظہور ہوتا ہے۔

علم حق ہی باقی کُل علوم کا مرکز ہے

اور بھی لکھا ہے:-

तद्विष्णोः परमं पदं सदा पश्यन्ति सूरयः ।
दिवीव चक्षुराततम् ॥

(رگوید اشٹک اول ادھیاء ۲۔ ورگ ۷ منتر ۵)

اسکا مطلب یہہ ہے۔ کہ اُس ہمہ جا موجود پرمیشور کا نہایت
ہی افضل جو رحمت بخش پد یعنی حاصل کرنے کے لائق نجات ہے
اُسکو عالم لوگ ہمیشہ ہر ایک زمانہ (یعنی ماضی۔ حال مستقبل) میں
دیکھتے ہیں۔ وہ پد کیسا ہے۔؟ (یہہ سوال ہے) جو سب کے اندر
پھیل رہا ہے۔ اور جو جگہہ۔ زمانہ۔ اور اشیاء۔ کے قیود سے آزاد

ہے (یعنی ہر جگہ زمانہ اور شئے میں ہمیشہ موجود ہے) اس لئے وہ ہر ایک انسان کو ہر جگہ حاصل ہے۔ کیونکہ وہ برہم ہر جگہہ موجود ہے (یہاں سوال ہوتا ہے کہ) کس طرح پر (ہر جگہ پھیلا ہوا ہے؟ اسکا جواب یہہ ہے کہ) جیسے سورج کی روشنی بغیر پردہ حائل ہونے کے خلا میں پھیلجاتی ہے۔ اور (اُس روشنی میں) نظر پھیلجاتی ہے۔ اسی طرح پر برہم کی منزل بھی (روشن ہوکر سارے پھیل رہی ہے۔ اور ہر جگہ حاصل ہے) اس لئے اُس موکش پد کے حصول سے اور کوئی اعلیٰ حصول نہیں ہے۔ اسلئے اس کے حصول کی سب لوگ خواہش کرتے ہیں اور وید بھی خصوصیت کے ساتھ اُسی کا زیادہ تر بیان کرتے ہیں۔ اس بارے میں دیاس جی فرماتے ہیں۔

तत्तु समन्वयात् ॥

(ویدانت شاستر ادھیاء اول پاد اول سوتر ۴)

ویدوں کے مقولوں میں ہر جگہ خصوصیت کے ساتھ اُسی برہم کا بیان کیا گیا ہے۔ کہیں کہیں صاف طور پر اور کہیں کہیں سلسلہ کے لحاظ سے اسی لئے ویدوں کا اصلی مدعا برہم (کا راستہ دکھانا) ہی ہے۔

اسی بارے میں یجروید کا بھی حوالہ دیا جاتا ہے۔

यस्मान्नजातः परो अन्यो अस्ति य आविवेश भुवनानि विश्वा प्रजापतिः प्रजया संरराणस्त्रीणि ज्योतींषि सचते स षोडशी ॥ (ادھیاء ۸ منتر ۳۶)

اس کے معنی یہہ ہیں کہ جس برہم کی نسبت کوئی بھی اعلیٰ تر چیز ظاہر نہیں ہے۔ پرجاپتی یہہ بھی برہم کا ہی نام ہے۔ کیونکہ وہی پرجا (مخلوق) کی پرورش کرتا ہے۔ جو (مخلوق کی پرورش کرنیوالا) پرمیشور

کہ سارے جہان اور سب گروں میں پھیل رہا ہے - اُس نے سب جانداروں
کی اعلیٰ خوشی کے لیے آگ - سورج - اور بجلی - اِن سارے جہان کو روشن
کرنیوالی تین روشنیوں کو دیگر مخلوق کو روشنی دینے کے لیے بنا کر اُن کے
کام میں اُنہیں لگایا ہے - وہی ایشور شوڑشی (سولہہ والا) کہلاتا ہے -
جبکہ سولہہ کلا - (یعنی اصولوں) والے جہان کو بنایا ہے - اور جسمیں کہ
یہ سولہہ کلا موجود رہتی ہیں - اُسے شوڑشی کہتے ہیں - اِس لیے پرمیشور
کو ہی (انسانی زندگی کا) اعلیٰ مقصد سمجھنا چاہیئے -

ओमित्येतदक्षरमिदं सर्वं तस्योपव्याख्यानम् ॥
(مانڈوک اُپنشد - پہلا بچن)

اوم جسکا نام ہے وہ پرمیشور اکشر (غیر فانی) ہے - جو کبھی بھی معدوم
نہیں ہوتا - اور سارے ساکن اور متحرک جہان میں جو برہم پھیل رہا ہے
اُسکو جاننا چاہیئے -

اِسی طرح پر گو سب وید وغیرہ شاستروں میں نزدیک ہونیکی وجہ سے
دُنیاوی مضامین کا خصوصیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے - تاہم اُنہیں
سے اصل مضمون (یعنی پرمیشور کے پرم پد) کو ہی حاصل کرنا چاہیئے -
پردہان یعنی اصل کے روبرو اپردہان یعنی ذریعہ کو کبھی بھی فوقیت نہیں
ہو سکتی - چنانچہ اسمیں دیاکرن مہابھاشیہ کے قول کا بھی حوالہ ہے -

प्रधानाप्रधानयोः प्रधाने कार्यसंप्रत्ययः ॥
"جہاں اصل اور نتیجہ دو قسم کے قول ہوں تو کام اصل میں ہی کیا
جاوے گا"

اِسی طرح پر سب ویدوں میں اصل مطلب خصوصیت کے ساتھ پرمیشور

کا ہی ہے۔ اُسی کے حصول کے مطلب سے کُل اُپدیش ہیں۔ اِس لیے اُس پرمیشور کے اُپدیش روپ ویدوں سے کرم اُپاسنا اور گیان۔ اِن تینوں کانڈوں کا دُنیا اور عقبیٰ کے سُدھارنے اور اُن سے ٹھیک فائدہ حاصل کرنے کے لیے سب لوگوں کو ٹھیک آغاز کرنا چاہیے۔

تفسیر

تین جیوتی (روشنی) اور سولہ کلاؤں کا بیان آخری منتر میں آیا ہے یہ تین روشن طاقتیں اسوقت کے سائنس دان بھی مانتے ہیں۔ اگنی یعنی (heat) اصول گرمی۔ سورج یعنی (light) اور (ودیوت) بجلی یعنی (electricity) اصول تقناطیسی انہیں تینوں پر ساکن اور متحرک ہر قسم کے جانداروں کی زندگیوں کا مدار ہے۔ اِن تین روشن طاقتوں کا ذکر ہی ویدوں کو علوم کا خزانہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ کیا یہہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ جس زمانہ میں کہ اِن تین روشن طاقتوں کے اصول سے عام لوگ تک واقف تھے وہ جہالت یا وحشی پن کا زمانہ تھا۔ پھر سولہ کلاؤں کا ویدمیں ذکر صاف طور پر ثابت کررہا ہے۔ کہ علم فلسفہ اور علم ہیئت کی موجودہ معلومات ویدک رشیوں کے زمانہ میں عام تھیں۔

وہ سولہ کلائیں حسب ذیل ہیں جنپر کہ جہان کا بڑا بھاری کارخانہ چل رہا ہے۔

(۱) اِکھشنر یعنی ٹھیک وچار۔ ہم انسانوں میں اچھا یعنی

خواہش پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ ہم محدود ہیں۔ چنانچہ خواہش اُس چیز کے لئے پیدا ہوتی ہے۔ جو چیز کہ اپنے سے علیحدہ دور ہو۔ لیکن جس کہ ہرایک چیز حاصل ہو۔ اُسکو وچار کو اچھا نہیں کہتے۔ اُسے इच्छा (ایچھشٹ) کہتے ہیں۔ پرماتما اپنی اِسی ایکھشٹ شکتی سے سارے جہان کو بناتے۔ اور پھر بےشکل کر دیتے ہیں۔

(۲) پران۔ یعنی ہوا کا اصول جو کہ سارے جہان کی زندگی کا مدار ہے۔ انسانوں کے سانسوں اور دُنیاوی ہوا سے یہہ پران کا اصول بالکل مختلف اور اِن سبکا سبب ہے۔

(۳) شردھا۔ یعنی سچائی پر اعتقاد۔ اگر یہہ اعتقاد نہ ہو کہ آج کی کھیتی کی گندم سے کل بھوکھ دور ہوگی۔ یا کہ ندی کے پاس جانے سے پیاس دور ہوگی۔ تو اِن کاموں میں انسان کبھی مشغول ہی نہ ہوسکے اور اگر یہہ اعتقاد نہ ہو کہ نیک کاموں کے کرنے سے پرمیشور کی حضوری ہوتی ہے۔ اور پرمیشور کی حضوری سے راحت اصلی حاصل ہوتی ہے تو کوئی شخص بھی نیک کاموں کی طرف رجوع نہ ہو۔

(۴) آکاش۔ (خلا) اکاش یعنی خلا کے بغیر کسی چیز کا بنا بھی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جگہ کے بغیر کوئی مادی چیز ظہور نہیں پکڑسکتی۔

(۵) وایو (ہوا) چیزوں کو ایکدوسرے سے ملانا اسی کا کام ہے۔

(۶) اگنی۔ یعنی تیج کا اصول۔ جس سے شکل ممکن ہوسکتی ہے۔

(۷) جل۔ جل یعنی پانی کا اصول جسکا گُن کہ رس ہے۔

(۸) پرتھوی۔ یعنی مٹی۔ جسکا گُن کہ گندھ یعنی بو ہے۔

(۹) اندریہ۔ یعنی حواس خمسہ۔

(۱۰) مَن یعنی۔ علم حاصل کرنیکا آلہ۔
(۱۱) اَنّ - یعنی نباتات۔ کیونکہ یہہ بھی جانداروں کے زندہ رہنے کے لئے ضروری ہیں۔
(۱۲) ویرج۔ یعنی طاقت اور توانائی کا اصول۔
(۱۳) تپ۔ یعنی سچے کاموں کا عمل۔
(۱۴) منتر۔ یعنی ویدوں کا علم۔
(۱۵) کرم۔ یعنی اعمال جنکی وجہ سے اچھے اور بُرے قالب ملتے ہیں اور جنپر کہ انسان کی ترقی یا تنزلی کا مدار ہے۔ اور
(۱۶) نام یعنی ظاہر اور پوشیدہ اشیاء کی شناخت کے لئے اُنکے نام رکھنا۔
انہیں سولہ کلاؤں پر جہان کا سارا انتظام پیدائش اور موت کا چل رہا ہے۔ لطیف سے لطیف موجودہ خیالات کی دوڑ اس سے آگے نہیں بڑھی۔ حتے کہ اِس وید منتر کی سچائی تک بھی نہیں پہونچی۔ اِس حصہ میں مہرشی دیانند نے زیادہ واضح طور پر دکھلا دیا کہ گو ظاہرا طور پر ویدوں میں ہرایک دُنیاوی علم کا ذکر ہے۔ لیکن یہہ سارا بیان صرف انسانوں کو پرمیشور تک پہونچانے کے لئے ہے۔ اِس بار بار کی تاکید سے شری کا مطلب یہہ ہے۔ کہ جہان کا ہرقسم کا علم حاصل کرتے ہوئے بھی اپنا نشانہ پرمیشور پر ہی لگاتے رہو۔ کیونکہ اِن دُنیاوی علوم کی بھی آگے بڑھ کر تک پہونچنے کے لئے ضرورت ہے۔ ورنہ بذاتِ خود اِن سے زندگی کا اصلی مقصد پورا نہیں ہوسکتا۔
پس نتیجہ اِس کل تحریر کا یہہ نکلا کہ گیان کانڈ میں گو تیکے سے

لیکر بڑی سے بڑی چیزوں تک کا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ تاہم چونکہ یہہ تمام علم کسی بڑے مقصد (یعنی برمھ کی پراپتی) کے حصول کے لیئے حاصل کیئے جاتے ہیں۔ اِس لیئے اِنہیں نہ پہنچکر آگے چلکر برمھہ دیام کی طرف رُخ کرنا چاہیئے۔

کرم کانڈ ہی نجات کی بنیاد ہے

(ویدوں میں) دوسرا مضمون کرم کانڈ ہے۔ سو وہ سراپا عمل ہی ہے اُس (عمل) کے بغیر تعلیم کی مشق اور علم بھی پورے نہیں ہوتے کیونکہ من کا بیرونی عمل بیرونی (فعل) اور اندرونی (تصوّر) پر مشتمل ہے۔ وہ بیشمار اقسام کا ہے۔ لیکن اسکی بھی دو تفریق مقدم ہیں۔

پرم پرشارتھ (یعنی انسانی زندگی کے اعلیٰ مقصد) کے حصول کے لیئے پرمیشور کی اُستتی۔ پرارتھنا اور اُپاسنا۔ اُس کے احکام کی پیروی نیکی کے عمل اور گیان سے نجات کے حاصل کرنے میں لگنا ایک ہے اور دوسرا وہ ہے کہ دُنیاوی مرادوں کے حصول کے لیئے دھرم سے دولت اور ثروت کا اکٹھا کرنا۔ سو اگر محض پرماتما کو پانے کی غرض سے کیا جاوے۔ تو اُس فضل فعل کو نشکام (یعنی بلا خواہش نتیجہ) کہتے ہیں۔ اِس سے تحقیقاً بیحد راحت حاصل ہوتی ہے۔ اور اگر دولت اور ثروت کے حصول سے دُنیاوی سُکھ کی خواہش کیجاوے۔ تو وہ فعل سکام (یعنی بخواہش نتیجہ) کہلاتا ہے۔ اِس (سکام) میں انسان پیدائش اور موت کے

سلسلہ میں پہنسا رہتا ہے۔
وہ جو اگنی ہوتر (ہوم) سے لیکر اشومیدہ تک یگیہ ہیں۔ اُنمیں خوشبودار میٹھی۔ طاقت بخشنے والی۔ اور مرضوں کو دور کرنیوالی۔ اوصاف سے موصوف ٹھیک طور پر صاف کی ہوئی چیزوں کا ہوا۔ بارش اور پانی کے پاک صاف کرنے کے لیئے ہوم کرتے ہیں۔ اور اسکے ذریعہ سے سارے جہان میں سُکھ ہوتا ہے۔ اور جو (یگیہ) کہ کہانے پینے۔ اعلیٰ سواریوں کے بنانے اور کلا وغیرہ کے کارخانوں کو چلانے اور مجلسی انتظام کے لیئے کیئے جاتے ہیں۔ وے زیادہ تر صرف یگیہ کرنیوالے کو ہی سُکھ دینے والے ہوتے ہیں۔

تفسیر

گیان کانڈ تیاری ہے کرم کانڈ کے لیئے۔ علم بلا عمل بالکل ناکارہ ہے بلکہ بلا عمل کے حصول علم بھی ناممکن ہے۔ اِس کرم کانڈ (اعمال) کو دانائوں نے دو حصوں میں منقسم کیا ہے۔ اول نشکام افعال ہیں جوکہ بلا خواہش نتیجہ یا پھل کے کیئے جاتے ہیں۔ اُن کاموں کا مقصود صرف پرماتما کی حضوری کا حصول ہی ہوا کرتا ہے۔ اُسکو رشی نے چھ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) پرمیشور کی سُتتی یعنی خداوند تعالے کے اوصاف کو زبان سے بیان کرنا۔ دلمیں انہیں کا تصور کرنا اور اپنے افعال سے یہ ثابت کرنا کہ ہم پرمیشور کے صفات کے قایل ہیں۔ یہہ تمن بچن اور کرم سے پرمیشور کی

شتتی کہلاتی ہے۔ اِس عمل سے پرمیشور کے اقبال کا علم ہوکر اُسپر یقین ہوتا ہے۔ اور اپنی کمزوری پر نگاہ ڈالکر پرمیشور کے دربار میں جانے کی زبردست خواہش دلمیں پیدا ہوتی ہے۔

(۲) پرمیشور کی پرارتہنا۔ یعنی اپنی کمزوریوں کو محسوس کرکے پرم پتا سے مستقل مزاجی اور طاقت کے لئے دعا کرنا۔ یہہ بھی تن بچن۔ اور کرم سے ہی ہونی چاہئے۔ پرارتہنا سے کمزور آتما کو طاقت ملتی ہے۔

(۳) پرمیشور کی اپاسنا۔ یعنی اُس قادر مطلق عقل کُل کی حضوری جب پرماتما سے بل ملتا ہے۔ تو اُسی کے تصور میں انسان محو ہوجاتا ہے۔

(۴) پرماتما کے احکام کی پیروی۔ یعنی ویدوں کو پڑہ سمجھ کر اُنکے مطابق اپنا عمل کرنا۔

(۵) دہرم کا انوشٹھان یعنی نیکی کا عمل۔ اور

(۶) گیان یعنی اِن سب عملوں سے علم حق کا حصول۔

یہہ سب فعل نشکام کہلاتے ہیں۔ کیونکہ یہہ کسی نتیجہ کی خواہش سے نہیں کیئے جاتے۔

دوسرے قسم کے فعل سکام کہلاتے ہیں۔ وے بھی نیک افعال ہی ہونے چاہئیں۔ جس جس خواہش سے وے کام کیئے جاتے ہیں وہی پھل انسان کو ملتا ہے۔ نجات اُسی وقت ہوتی ہے۔ جبکہ نشکام کرم کیئے جاویں۔

اگنی ہوتر معمولی ہوم کو کہتے ہیں جو روزمرہ کرنیکی بھی ہدایت ہے اشومیدہ وغیرہ اور بڑے بڑے یگیہ بھی کرنے ضروری ہیں۔ یہہ یگیہ راجے مہاراجے خاص بیماریوں وغیرہ کو دور کرنے اور بارش وغیرہ کے

لئے کرایا کرتے تھے۔ یہہ سب کے سب سکام کرم ہیں۔

ہون یگیہ بڑا بھاری پروپکار ہے

اسمیں پوروہ میمانسا شاستر کا بھی حوالہ دیا جاتا ہے۔

द्रव्य संस्कार कर्मसु परार्थत्वात्फल श्रुतिरर्थवादः स्यात ॥ (دیکھو ادھیاے ۴ - پاد ۳ سوتر اول)

द्रव्याणां तु क्रियार्थानां संस्कारः क्रतुधर्मः स्यात ॥ (دیکھو ادھیاے ۴ - پاد ۳ سوتر ۸)

ان ہردو سوتروں کا مطلب یہہ ہے۔ کہ یگیہ کے کرنیوالے کے لئے درویہ (یعنی اشیاء ہوم) سنسکار اور کرم۔ یہہ تینوں کرنے کے لائق ہیں۔ اشیاء ہوم وہی چار (اقسام کی) خوشبو وغیرہ اوصاف والی لیکر انکا سنسکار (یعنی صفائی) باہمی اعلیٰ سے اعلیٰ فایدہ حاصل کرنے کے لئے کرنا چاہئے۔ جس طرح پر کہ دال وغیرہ کے سنسکار کے لئے خوشبودار گھی کڑچھی میں رکھکر آگ میں گرم کرکے جب اسمیں سے دہواں نکلنے لگے تو دال کے برتن میں اسے ڈالکر اس (برتن) کا منہ باندھ کر چھونکا لگاتے ہیں تو جو پہلے دہوئیں کی طرح بھاپ پیدا ہوئی تھی وہ کُل خوشبودار پانی ہوکر دال میں ملکر کُل دال کو خوشبودار کردیتی اور ذائقہ دار بنا دیتی ہے۔ اسی طرح پر یگیہ میں جو دہواں پیدا ہوتا ہے۔ وہ ہوا پانی اور بارش کو آلودگی سے بری کرکے سارے جہان کے لئے سکھ دینے والا ہوتا ہے۔ خ خ کہا ہے۔

यज्ञोपि तस्यै जनतायै कल्पते यत्रैवंविद्वान्
होता भवति ॥ (دیکھو ایتریہ براہمن - پنچکا اول - ادھیاء ۲)

انسانوں کا جو مجمع ہے - اُسی کے سُکھ کے لئے یگیہ ہوتا ہے - اور اُس یگیہ میں صاف کی ہوئیں اشیاء کا جو عالِم ہوم کرتا ہے - اُسکو بھی سُکھ ملتا ہے - یگیہ پرُوپکار کے لئے ہوتا ہے - اِس لئے یگیہ کی تشریح یہہ ہے کہ بُرے نقصوں کو ہٹا کے جہان میں سُکھہ کو بڑہاتا ہے - اِسی طرح ہوم کی اشیاء کی عمدہ صفائی اور ہوم کرنیوالے انسانوں کو ہوم کا فائدہ مند علم ضرور ہونا چاہئے - کیونکہ اِسی طرح پر یگیہ کرنے سے دہرم حاصل ہوتا ہے - اور طرح پر ہرگز نہیں ہوسکتا -

اِسمیں شت پتھ براہمن کا بھی حوالہ موجود ہے -

अग्नेर्वै धूमो जायते धूमादभ्रमभ्राद्वृष्टि
रग्नेर्वा एता जायन्ते तस्मादाह तपोजा इति ॥
(دیکھو کانڈ ۵ - ادھیاء ۳)

اِسکا مطلب یہہ ہے - کہ آگ سے ہی دہواں اور بھاپ پیدا ہوتے ہیں - کیونکہ آگ کی یہی خاصیت ہے - کہ درخت - ادویات - نباتات اور پانی وغیرہ میں داخل ہو - اُنہیں بھیدہ کر اُن کے رس کو علیحدہ علیحدہ کرتا ہے - پھر وے ہلکے ہوکر ہوا کے ساتھ اوپر آکاش میں چڑھ جاتے ہیں اُنہیں جسقدر پانی کا حصہ ہے - وہ بھاپ کہلاتا ہے - اور جو خشک ہے وہ مٹی کا حصہ ہے - اِن دونوں کے میل کا نام دہواں ہے - پھر دہوئیں کے آکاش میں جانے کے بعد پانی کا حصہ اکٹھا ہوتا ہے - اُس سے بادل پیدا ہوتے ہیں - اُنپر ہوا کے عمل سے بارش ہوتی ہے

اِس لئے آگ سے ہی سلسلہ وار یہاں تک پہونچکر (بارش سے) اودیات پیدا ہوتی ہیں - اُن سے غلّہ - غلّہ سے منی - اور منی سے جسم ہوتے ہیں - اِس بارے میں تیتریہ اُپنشد کا بھی حسب ذیل قول ہے -

तस्माद्वा एतस्मादात्मन आकाशः संभूतः आकाशाद्वायुः वायोरग्निः अग्नेरापः अद्भ्यः पृथिवी पृथिव्या ओषधयः ओषधिभ्योऽन्नं अन्नाद्रेतः रेतसः पुरुषः स वा एष पुरुषोऽन्नरसमयः ॥

(دیکھو برہم آنند ولی - الونواک پہلا)

" اُسی پرم آتما سے آکاش پیدا ہوا - آکاش سے ہوائی حالت ہوئی ہوا سے آگ - آگ سے پانی - پانی سے پرتھوی (سخت مٹی) مٹی سے نباتات - اُن سے غلہ - غلہ سے منی - منی سے انسانی جسم - وہی انسانی جسم غلہ کے رس یعنی جوہر کا بنا ہوا ہے "

پھر اُسی تیتریہ اُپنشد کی بھرگو ولی میں کہا ہے -

स तपोऽतप्यत स तपस्तप्त्वा अन्नं ब्रह्मेति व्यजानात् अन्नाद्ध्येव खल्विमानि भूतानि जायन्ते अन्नेन जातानि जीवन्ति अन्नं प्रयन्त्यभिसंविशन्तीति ॥

" اُس (بھرگو) نے (برمھ کے جاننے کے لئے) بڑی غور کی - اور اُس کمال غور سے اناج کو برمھ جانا - کیونکہ اناج سے ہی سب جانداروں کے جسم پیدا ہوتے ہیں - پھر اناج سے ہی جاندار زندہ

رہتے ہیں۔ اور مرنے کے وقت اناج ہی میں ہی جسم ملجاتے ہیں"
غلّہ (اناج) کو برمھ اس لئے کہتے ہیں۔ کہ یہی زندگی کا بڑا ذریعہ ہے۔ صاف غلہ۔ پانی اور ہوا کے ذریعہ سے ہی جانداروں کو سکھ پہنچتا ہے۔ نہ اور طرح۔

ہون یگیہ ایک ضروری انسانی فرض ہے

ان (غلہ۔ ہوا اور پانی) کے پاک کرنے کے دو عمل ہیں۔ ایک ایشور کا کیا ہوا اور دوسرا انسان کا کیا ہوا۔ پرمیشور نے تو آگ مجسم سورج اور خوشبودار پھول وغیرہ بنائے ہیں۔ وہ (سورج) ہمیشہ اس جہان کے تمام رسوں کو اوپر کی طرف کھینچتا ہے۔ اور جو پھولوں وغیرہ کی خوشبو ہے وہ بھی بدبو کو دور کرتی رہتی ہے۔ لیکن وے ذرے خوشبو اور بدبو دونوں کی آمیزش کیوجہ سے آب و ہوا کو بھی خراب کر دیتے ہیں۔ اُس (خراب) پانی کی بارش سے نباتات۔ غلہ۔ ویرج اور جسم وغیرہ بھی خراب اوصاف والے ہی ہوجاتے ہیں۔ اِن کے خراب ہونیکی وجہ سے طاقت عقل۔ دماغ۔ حوصلہ۔ اوسان۔ اور بہادری وغیرہ اوصاف بھی مدھم پڑجاتے ہیں۔ کیونکہ یہہ دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ جسکا جیسا سبب ہوتا ہے۔ اسکا ویسا ہی نتیجہ بھی ہوتا ہے۔ یہہ پرمیشور کی سرشٹی کا قصور نہیں ہے۔ کیونکہ بدبو وغیرہ خرابیاں سب انسانی اعمال سے پیدا ہوتی ہیں۔ پس چونکہ بدبو وغیرہ خرابیوں کی پیدائش انسانوں سے ہی ہوتی ہے۔ اس لیئے انکا دور کرنا بھی انسانوں کا ہی فرض ہونا چاہئے

جس طرح کہ ایشور کا فرمان ہے۔ کہ سچ ہی بولنا چاہئے۔ جھوٹھ ہرگز نہیں سو جو اِس فرمان کو توڑتا ہے۔ وہ گناہگار ہوکر پرمیشور کے انتظام میں دُکھ پاتا ہے۔ اِسی طرح پر یگیہ کرنے کا فرمان بھی اُسی (پرمیشور) نے دیا ہے۔ اُسکو بھی جو (انسان) توڑتا ہے۔ وہ بھی گناہگار اور دُکھی ہوتا ہے۔ کیونکہ سبکا بھلا کرنیوالے (یگیہ) کو نہ کرنیکی وجہ سے گناہ ہوتا ہے۔ جس جگہ جسقدر انسان وغیرہ جانداروں کا مجمع ہوتا ہے۔ وہاں اُسی قدر بدبو کا اجتماع بھی ہوجاتا ہے۔ وہ (بدبو) پرمیشور کے بنائے ہوئے جہان سے نہیں ہوتا۔ بلکہ انسان وغیرہ جانداروں کے اکٹھے ہونے کا ہی وہ نتیجہ ہے۔ کیونکہ ہاتھی وغیرہ کے جُھنڈ بھی عموماً انسان اپنے ہی آرام کے لئے اکٹھے کرتے ہیں۔ پس اُن جانوروں سے بھی جو زیادہ بدبو پھیلتی ہے۔ وہ بھی انسانوں کے سُکھ کی خواہش سے ہی ہوتی ہے۔ حاصل کلام یہہ کہ جب ہوا۔ پانی اور بارش کو بگاڑنیوالی کُل بدبو انسانوں کے ہی ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے۔ تو اُسکا دور کرنا بھی اُنہیں پر لازم آتا ہے۔

جسقدر مجسم جاندار دُنیا میں ہیں اُنمیں سے مُنشیہ (انسان) ہی مفید اور مضر کی پہچان رکھنے والا ہے۔ منن سوچنے کو کہتے ہیں۔ پس سوچنے کے مادے کی موجودگی سے ہی مُنشیہ نام ہوتا ہے۔ پرمیشور نے انسان کے جسم میں مختلف ذرّونکا ملاپ اِس قسم کا بنایا ہے۔ کہ اُس کے علم میں ترقی ہوتی رہتی ہے۔ اسی لئے دھرم کے کام کرنے اور ادھرم کے چھوڑنے کے لائق بھی وے (انسان) ہی ہوتے ہیں۔ دیگر (جاندار) نہیں۔ اِس لئے سب کے بھلے کے لئے یگیہ بھی اُنہیں

(انسانوں) کو کرنا چاہیے۔

آگ میں ہوم کی ہوئی چیزیں ضایع نہیں جاتیں

سوال۔ کتوں جی! کستوری وغیرہ خوشبودار چیزوں کو آگ میں ڈال کر ضایع کرنے سے یگیہ میں کیا فایدہ ہوسکتا ہے؟ بلکہ ایسی ایسی عمدہ چیزیں انسانوں کو کھانے کے لیے دینے سے ہوم سے بھی بڑھکر فایدہ پہونچ سکتا ہے۔ پھر یگیہ کس لیے کرنا چاہیے؟

جواب۔ کسی چیز کا بھی بالکل ناش (عدم) ممکن نہیں ہے۔ جو ایک دفعہ نظر آکر پھر نظر سے غایب ہوجاوے۔ وہ ناش معلوم ہوتا ہے۔ لیکن یہہ تو کہیے کہ آپ مشاہدہ کتنے اقسام کا مانتے ہیں۔؟

جواب۔ آٹھ اقسام کا۔ (سوال) وے کون کون ہیں! (جواب) پرتیکش۔ انومان۔ اپمان۔ شبد۔ ایتہیہ۔ ارتھاپتی۔ سمبھو۔ ابھاؤ۔ اِس تفریق سے آٹھ قسم کا مشاہدہ ہم مانتے ہیں۔

اِسپر گوتم آچاریہ جی. اپنے مصنفہ نیایشاستر میں فرماتے ہیں۔

इन्द्रियार्थ सन्निकर्षोत्पन्नं ज्ञानमव्यपदेश्यमव्यभिचारि व्यवसायात्मकं प्रत्यक्षम् ॥

(دیکھو ادھیاے اول - آہنک اول سوتر ۴)

حواس خمسہ یعنی قوت سامعہ - قوت لامسہ - قوت باصرہ - قوت ذائقہ اور قوت شامہ - کا اپنے مفعول یعنی آواز - مس - شکل - ذائقہ - اور بو کے ساتھ تعلق پیدا ہونے سے جو علم کہ من میں پیدا ہوکر جیو آتما

(یعنی روحِ انسانی) کے اندر جاتا ہے۔ اُسے پرتیکش کہتے ہیں بشرطیکہ وہ علم صرف اسم کا نہ ہو۔ بلکہ موسوم[1] کا منتقل ہو۔ اور شُبہہ سے بری ہو۔ مثلاً ایک انسان کو دیکھا نزدیک جانے پر یقین ہوگیا۔ کہ فلاں آدمی ہے۔ یہہ پرتیکش گیان کہلاتا ہے۔

अथ तत्पूर्वकं त्रिविधमनुमानं पूर्ववच्छेषवत् सामान्यतो दृष्टंच ॥ (دیکھو ادھیائے اول۔ آہنک اول سوتر ٥)

جس چیز کے کسی حصہ یا کُل کا کسی زمانہ میں پرتیکش ہو چکا ہو۔ اُس کے کسی نشان دیکھنے سے جو اُس نشان والی چیز کا علم ہوتا ہے۔ اُسی انومان کہتے ہیں۔ جیسے کہ کسی کے بیٹے کو دیکھنے سے یہہ علم ہوتا ہے۔ کہ اُس کے ماں باپ ہیں۔ یا کسی زمانہ میں تھے۔ (اِسکی تین اقسام ہیں۔ (۱) پوروَوت یعنی پہلے کی طرح۔ مثلاً بیاہ کو دیکھ کے اولاد کا انومان یعنی چونکہ پہلے بھی بیاہ کے بعد اولاد ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ اِسلئے اب بھی دکھائی دیگی۔ (۲) شیش وَت یعنی جہاں نتیجہ کو دیکھہ کر سبب کا علم ہوتا ہے۔ مثلاً بیٹے کو دیکھہ کر باپ کا علم ہونا۔ (۳) سامانیہ تو درشٹے یعنی معمولی مشاہدہ کا نتیجہ۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ بغیر چلے ہوئے کوئی شخص بھی ایک جگہہ سے دوسری جگہہ پر نہیں پہونچتا ہے۔ پس اگر ایک شخص جو کلکتہ میں دیکھا گیا تھا دو ماہ بعد لاہور میں دکھائی دے۔ تو انومان یہی ہوگا۔ کہ وہ چلکر

[1] مثلاً کسی نے کہا گھڑا لاؤ۔ گھڑا لاکر لانیوالا بولا۔ "گھڑا لایا ہوں" گھڑا جو بولا ہوا لفظ ہے۔ اُس سے جو علم حاصل ہوا وہ پرتیکش نہیں ہے۔ بلکہ وہ جو گھڑا دیکھنے سے پیدا ہوا۔ پرتیکش ہے۔ (مترجم)

وہاں آیا ہے۔

प्रसिद्ध साधर्म्यात्साध्यसाधनमुपमानम् ॥

(دیکھو ادھیائے اول - آہنک اول - سوتر ۶)

اُپمان اُسے کہتے ہیں۔ جہانکہ ایک خصلت والی چیز کو دیکھکر دوسری اُسی کے مطابق خصلت والی چیز کا علم ہو۔ مثلاً کہا جاوے۔ کہ یہہ جو دیودت تیرے پاس کھڑا ہے۔ اِسی کا ہمشکل یگیہ دت ہے۔ اُس کے پاس جاکر کام کر لا۔ پس دیودت کو دکہاکر یگیہ دت کی شکل کا علم کرا دینا اُپمان کہلاتا ہے۔

आप्तोपदेशः शब्दः ॥ (دیکھو ادھیائے اول - آہنک اول سوتر ۷)

شبد پرمان عالمانِ باعمل کے منقولوں کا نام ہے۔ جو کہ حاضر اور غائب امور واقعہ کی تحقیق کرانیوالے ہوتے ہیں۔ مثلاً عالموں کا قول ہے کہ بلا علمِ حق کے نجات نہیں ہوتی۔

न चतुष्ट्वमैतिह्यार्थापत्तिसंभवाभावप्रामाण्यात् ॥

शब्द ऐतिह्यानर्थान्तरभावादनुमानेऽर्थापत्तिसंभवाभावानर्थान्तरभावाच्चाप्रतिषेधः ॥

(دیکھو ادھیائے ۲ - آہنک ۲ سوتر ۱ و ۲)

اِنکا مختصر مطلب یہہ ہے کہ سچے عالموں کی تقریروں اور تحریروں کا نام ایتہیہ (اتہیاس) یعنی تواریخ ہے۔ جیسے دیوتاؤں اور اسروں کا جنگ۔ سو اِس کے بارے میں شت پتھ اور ایتریہ برہمن وغیرہ سچی تصانیف میں جو کچھ لکھا ہے۔ وہی جاننے کے لائق ہے۔

یہہ پانچواں پرمان ہے- چھٹا پرمان ارتھاپتی کہاتا ہے - یعنی جو ایک بات کسی
نے کہی ہو- اُس کے برخلاف دوسری بات سمجھی جاوے -مثلاً کسی نے
کہا کہ بادلوں کے ہونے سے بارش ہوتی ہے -دوسرے نے اتنی کہنے
سے ہی جان لیا کہ بادلوں کے بغیر بارش کبھی نہیں ہوسکتی- اس طرح
کے پرمان سے جو علم ہو اُسے ارتھاپتی کہتے ہیں-
ساتواں سمبھو- جیسے کسی نے کسی سے کہا کہ ماں باپ سے اولاد کی
پیدائش ہوتی ہے- تو دوسرا مان لیوے کہ اس بات کا تو امکان ہے
لیکن اگر کوئی ایسا کہے کہ کمبھہ کرن کی مونچھ چار کوس تک آسمان
میں اوپر کھڑی رہتی تھی - اور اُسکا ناک سولہ کوس تک لمبا چوڑا
تھا تو اُسکی یہہ بات غلط ہی سمجھی جائیگی- کیونکہ ایسی بات کا
امکان کبھی نہیں ہوسکتا-
آٹھواں ابھاؤ-جیسے کسی نے کسی سے کہا کہ" گھوڑا لے آؤ" لیکن
جب اُسے اُسجگہہ گھوڑا نہ ملا- تب جہاںپر گھوڑا تھا وہاں سے وہ
شخص گھوڑا لے آیا- (اُسجگہہ گھوڑے کی عدم موجودگی ابھاؤ
کہلاتی ہے-) یہہ مختصراً آٹھوں پرمانوں کی تشریح کیگئی-
ان آٹھہ قسم کے پرمانوں (یعنی شہادتوں) کو ہم سب لوگ
مانتے ہیں-یہہ ٹھیک ہے- کیونکہ ان (آٹھوں) کو مانے بغیر دنیا
اور عقبیٰ کی کوئی بھی مراد حاصل نہیں ہوسکتی -
اب جس طرحپر کہ ایک مٹی کے ڈھیلے کو باریک پیس کر بازو کے زور
سے تیزی کے ساتھ ہوا میں آسمان کی طرف پھینک دیں تو اُس کا
(یعنی اُس کے ذروں کا) ناش ہی معلوم ہوگا- کیونکہ اُسکا نظر آنا

بند ہو جائیگا۔ नाश (نشؔ) دہاتو کے معنی غایب ہونے کے ہی ہیں۔ انہیں घञ् پرتیہ لئے کرنے (یعنی جوڑنے) سے ناشؔ (नाश) لفظ بنتا ہے۔ پس بیرونی حواس سے نہ محسوس ہونے کے قابل ہو جانا ہی ناش ہے۔

جب پرمانو (ذرے) علیحدہ علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ تو وے آنکھوں سے دکھلائی نہیں دیتے۔ اسوقت اندرونی لطیف حواس (یعنی من) سے ہی معلوم کرنے کے قابل رہتے ہیں۔ اور جب ملکر ستھول (ذری) کثیف حالت میں آتے ہیں۔ تب وے نظر میں آنے کے لائق چیزیں بنکر بیرونی حواسوں سے معلوم کیئے جاسکتے ہیں۔ جب چیزوں کے ٹکڑے کرتے کرتے آخری ٹکڑا کیا جاتا ہے۔ اُسے پرمانو کہتے ہیں۔ اُن کے بھی بہت باریک ٹکڑے ہوکر آسمان میں گھومتے ہیں۔ جو چیزیں کہ آگ میں ڈالی جاتی ہیں۔ اُن کے ٹکڑے ہوکر دوسری جگہوں میں جاکر موجود رہتے ہیں۔ اُنکا ابھاؤ ہرگز نہیں ہوتا۔

ایسی طرح جو بدبو وغیرہ خرابیوں کو دور کرنیوالی خوشبودار اشیاء ہیں اُن کے آگ میں جلانے سے آب وہوا اور بارش کی صفائی ہوتی ہے۔ اور اُن (آب وہوا وغیرہ) کے پاک ہونے سے جہان کا بڑا بھلا ہوتا ہے اور سُکھ ملتا ہے۔ اس لیئے یگیہ ضرور کرنے چاہئے۔

(سوال) اگر ہوا۔ پانی اور بارش کی صفائی ہی یگیہ کا مقصد ہے تو گھروں کے اندر خوشبودار چیزیں رکھنے سے یہہ مطلب حاصل ہوسکتا ہے پھر یہہ ڈھونگ کس لیئے کرنا۔

(جواب) یہہ مطلب (خوشبودار چیزوں کے صرف رکھنے سے) نہیں

حاصل ہوسکتا۔ اُن سے خراب ہوا لطیف ہوکر آسمان کی طرف نہیں
جاسکتی۔ کیونکہ اُنہیں اشیاء کو لطیف کرنے اور اُن کے حصے کرنے
کی طاقت نہیں ہے۔ اور اُس (خراب ہوا) کی اُسجگہ موجودگی
کی وجہ سے باہر کی (پاک) ہوا اندر نہیں آسکتی۔ کیونکہ اُس کے لئے
جگہہ نہیں ہوتی۔ پھر بدبودار اور خوشبودار دونوں قسم کی ہواؤں
کے (لتھ پتھ ہوکر) وہیں رہنے سے وبا وغیرہ امراض بھی دور
نہیں ہوسکتے۔

لیکن اگر اُسی گھر میں خوشبودار وغیرہ اشیاء کا ہوم کیا جاوے
تو آگ سے پہلی (خراب) ہوا ٹکڑے ہوکر لطیف ہوتی ہوئی آسمان
کی طرف چلی جاتی ہے۔ اور اُس کے چلے جانے پر جگہ خالی ہوجانے
کی وجہ سے دیگر اطراف کی ہوا اُس گھر کے اندر پہیل کر (جانداروں
کی) تندرستی کا باعث ہوتی ہے۔

جو ہوا خوشبودار چیزوں کے ذرّوں کو لئے ہوئے ہوم کے ذریعہ
سے اوپر کو جاتی ہے۔ وہ بارش کے پانی کو پاک کرتی اور اُسکی
وجہ سے بارش بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اُس بارش کی وجہ سے نباتات
بھی پاک صاف ہوکر یقیناً دُنیا میں روز بروز بڑے بھاری سُکھ
کی ترقی ہوتی ہے۔ یہہ فائدہ ہوم کرنے کے بغیر دوسری طرح پر
حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔ اس لئے ہوم کرنا نہایت ہی افضل کام ہے۔

علاوہ بریں اگر کوئی شخص کسی اور جگہہ میں (بیٹھ کر) آگ میں
خوشبودار چیزوں کا ہوم کرتا ہے۔ تو اُس (خوشبو) سے پُر ہوا دوسری
فاصلہ کی جگہوں میں بیٹھے ہوئے انسانوں کی قوت شامہ کے ساتھ تعلق

پیدا کرنے سے وے انسان وہیں خوشبودار ہوا کو محسوس کرتے ہیں۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہوا کے ساتھ ساتھ خوشبو اور بدبو دار چیزیں بھی جاتی ہیں۔ اور جب وے جاتی ہیں اور انسان کے ناک کے ساتھہ اُنکا تعلق نہیں رہتا۔ تو کم عقل لوگوں کو دہوکہہ ہو جاتا ہے۔ کہ وہ خوشبو ہی نہیں رہی۔ اور وے یہہ نہیں جانتے کہ وے علیحدہ ہوئیں خوشبودار چیزیں ہوا کے ساتھ دوسری جگہوں میں موجود رہتی ہیں۔ اِن کے علاوہ اور بہت سے عُمدہ نتائج ہوم کرنے سے پیدا ہوتے ہیں جنہیں کہ عقلمند لوگ سوچنے سے خود سمجھہ لیں گے۔

یگیہ میں وید پاٹھ کی وجہ

سوال۔ ہوم کرنے کا جو پھل ہے۔ وہ تو صرف ہوم کرنے سے ہی حاصل ہو جاتا ہے۔ پھر اُسمیں وید کے منتروں کو کس مطلب کے لیے پڑہا جاتا ہے؟

جواب۔ اُسکا (یعنی وید پاٹھہ کا) اور ہی مطلب ہے۔

سوال۔ وہ کیا ہے؟

جواب۔ جس طرح کہ ہاتھ سے ہوم کرتے۔ آنکھ سے دیکھتے۔ قوت لامسہ سے مس کرتے ہیں۔ اُسی طرح زبان سے وید منتر بھی پڑہتے ہیں۔ اُن (وید منتروں) کے پاٹھہ سے پرمیشور کی سُتتی پرارتھنا اور اُپاسنا کرتے ہیں۔ نیز اُن کے پڑہنے سے اِس بات کا بھی علم ہوتا ہے۔ کہ ہوم کرنے سے کیا کیا فوائد ہوتے ہیں۔ وید منتروں کی حفاظت[1] بھی ہوتی ہے۔ اور پرمیشور کی ہستی بھی معلوم

[1] حفاظت سے مطلب یہہ ہے کہ وید منتر حافظہ میں رہکر زبانیہ مند ہوتے ہیں۔ مترجم

ہوتی ہے۔ علاوہ بریں ہر ایک کام پرمیشور سے دعا مانگ کر شروع کرنا چاہئے اور یگیہ میں ویدمنتروں کے پڑھنے سے سب جگہ پرماتما کی پرارتھنا ہوتی ہے اسپر کئی لوگ یہہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ ویدمنتروں کو چھوڑ کر اگر اور کسی (کتاب) کا پاٹھ کریں تب کیا برائی ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اور کسی کے پاٹھ کرنے سے یہہ مطلب حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ سوائے پرمیشور کے اور کسی کا قول صحیح اور سچا نہیں ہوسکتا۔ اور دنیا میں اور جسقدر سچائی پھیلی ہوئی ہے وہ تب ویدوں سے ہی پھیلی جاننا چاہیئے۔ اور جسقدر جھوٹھ ہے۔ وہ سب وید کے برخلاف اور دہریہ پن کا نتیجہ ہے۔ اِسپر منوجی مہاراج فرماتے ہیں۔

त्वमेको ह्यस्य सर्वस्य विधानस्य स्वयम्भुवः।
अचिन्त्यस्याप्रमेयस्य कार्यतत्त्वार्थवित् प्रभो॥

(دیکھو منوسمرتی ادھیائے اول۔ شلوک ۳)

"رشی لوگ منوجی سے کہتے ہیں۔ کہ اِس سب نہ سوچے جانے کے لائق الشان کے نہ بنائے ہوئے۔ اپنے میں آپ پرمان پرمیشور کے بنائے ہوئے وید کے جاننے والے آپ ہی ہو۔"

चातुर्वर्ण्यं त्रयो लोकाश्चत्वारश्चाश्रमाः पृथक्।
भूतं भव्यं भविष्यच्च सर्वं वेदात्प्रसिध्यति॥

(دیکھو منوسمرتی ادھیائے ۱۲ شلوک ۹۷)

"چاروں ورن (یعنی براہمن۔ کھشتری۔ ویشیہ۔ اور شودر) تینوں لوک (یعنی روشن کرے۔ غیر روشن کرے اور خلا) چاروں آشرم (برہمچریہ۔ گرہستھ۔ بانپرستھ اور سنیاس) اور زمانہ ماضی مستقبل اور حال کا کل حال ویدوں میں ظاہر کیا گیا ہے"

विभर्ति सर्व भूतानि वेदशास्त्रं सनातनम् ।
तस्मादेतत्परं मन्ये यज्जन्तोरस्य साधनम् ॥

(دیکھو منوسمرتی ادھیاء ۱۲ اشلوک ۹۹)

"یہہ جو قدیم وید شاستر ہے وہ کُل علوم کی بخشش سے جملہ جانداروں کا سہارا اور سب سُکھوں کے حاصل کرانیوالا ہے۔ اسوجہ سے ہملوگ اُسکو ہمیشہ اعلیٰ مانتے ہیں۔ اور اِسی طرح ماننا بھی چاہیے۔ کیونکہ سب جانداروں کے لیے سب سکھوں کا دینے والا وہی ہے۔

تفسیر

(۱) سُتتی۔ پرارتھنا۔ اور اُپاسنا۔ اِن تینوں لفظوں کو سمجھنا ضروری ہے۔ تاکہ ویدک دھرم کی بزرگی بخوبی سمجھ میں آجاوے۔ جب تک کہ کسی چیز کی ماہیت اور اُس کے وصف معلوم نہیں ہوتے۔ تب تک اُس کے حاصل کرنے کی طرف رغبت نہیں ہوتی۔ اور بلا رغبت ہوئے انسان کسی چیز کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اور جب کوشش ہی نہ کرے۔ تو اسکو حاصل کیونکر کرسکتا ہے۔؟ پس پرمیشور کے حصول کے لیے پہلی منزل یہہ ہے۔ کہ اُسکی سُتتی کیجاوے۔ سُتتی کے معنی ہی ٹھیک ٹھیک بیان کرنے کے ہیں۔ سُتتی سے پرمیشور کی بزرگی معلوم ہوکر اپنی کمزوری کا علم ہوتا ہے۔ اُسکو دور کرنے کے لیے سچی پرارتھنا دل سے نکلتی ہے۔ جب تک کہ ضرورت محسوس نہ ہو۔ تب تک انسان کوئی چیز بھی مانگنے کے لیے طیار نہیں ہوتا۔ سُتتی کے بغیر پرارتھنا ایک

بے معنی عمل ہو جاتا ہے۔ جب اپنی کمزوریاں محسوس کر کے جیوآتما پرارتھنا کرتا ہے تب وہ پرماتما کی طرف بڑے شوق سے چلتا ہے۔ اسکو اُپاسنا کہتے ہیں۔ دُنیا کے دیگر مذاہب کے پیشواؤں نے اِن تینوں کی سلسلہ وار ضرورت کہیں نہیں جتلائی۔ البتہ تقریبًا اسی کا عمل ہرایک مذہب کے خداپرست آدمیوں میں دیکھا جاتا ہے۔ جسکی وجہ سے کہ اُنکے مذہبی ہمعصر اُنہیں کافر کہا کرتے ہیں۔ لیکن وہ عمل اُنہوں نے عموماً ویدوں کے پیروؤں سے سیکھا ہے۔

وید پاٹھ پر مہرشی دیانند نے بڑا زور دیا ہے۔ منو مہاراج کے مقولوں سے ثابت کیا ہے۔ کہ وید تمام علوم کا خزانہ ہے۔ اور اِس لیئے تاکید کی ہے۔ کہ ہوم میں اُسی کے منتروں کا پاٹھ ہونا چاہیئے۔

کیا یگیہ کے لیئے دیگر بیرونی سامان ضروری ہیں

سوال۔ کیا یگیہ کرنے کے لیئے زمین کھود کے ویدی[۱] بنانا۔ پروکھشنی[۲] پرنیتا[۳] اور چمسہ[۴] وغیرہ برتنوں کا رکھنا دوب کی گھاس[۵] یگیہ شالا اور رتوِک[۶] وغیرہ سب لازمی ہیں۔

نوٹ۔ [۱] زمین کھود کر ایک کنڈ بنایا جاتا ہے۔ جسمیں لکڑی چن کر آگ لگا دینے کے بعد خوشبودار چیزیں ڈالی جاتی ہیں۔ اِس کُنڈ کے اردگرد رنگ برنگ کے نقش بنائے جاتے ہیں اور اِس کُل کا نام ویدی ہے۔ [۲] یہہ ایک کٹوری پانی رکھنے کے لیئے ہوتی ہے جسمیں ہون کا بچا ہوا گھی پڑا رہتا ہے۔ [۳] یہہ بھی ایک پانی کے لیئے برتن ہوتا ہے جسمیں سے پانی اچمن وغیرہ کے لیئے استعمال کیا جاتا ہے۔ [۴] یہہ گھی ڈالنے کی کڑچھی ہوتی ہے۔ [۵] پورانوں کے ماننے والے گھاس ہی خاص ہوتے ہیں۔ بت پرستی کے کاموں کے لیئے کہتے ہیں [۶] یہہ ہون کرانیوالوں میں سے ایک براہمن کا نام ہے۔

جواب۔ جو جو ضروری اور معقول ہیں۔ وے سب کام کرنے چاہئیں باقی نہیں۔ مثلاً زمین کھود ویدی بنا کر اُنہیں ہوم کرنے سے (ڈالی ہوئی) چیزیں بہت جلد علیحدہ علیحدہ ذرّوں میں منقسم ہوکر آسمان کی طرف چڑھ جاتی ہیں اور اِدہر اُدہر بھی نہیں بکھرتیں۔ اور ترکونی۔ چوکونی اور گول وغیرہ ویدی باقاعدہ بناتے وقت علم اُقلیدس کی بھی مشق ہوتی ہے۔ اُسکی (یعنی ویدی کی) اینٹوں کے شمار سے علم حساب میں مہارت ہوتی ہے۔ اِسی طرحپر دیگر اشیاء کے بھی کچھہ نہ کچھہ مطلب ہیں۔ لیکن اِس طرح کے وہم کہ پرنیتا کو ایک طرحپر رکھنے سے پُن اور دوسری طرحپر رکھنے سے پاپ ہوتا ہے۔ بالکل غلط ہیں۔ بلکہ جو جو کام کہ یگیہ کی تکمیل کے لیئے ضروری اور معقول ہوں اُن سب کو کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اُن کے بغیر یگیہ کا پورا ہونا ناممکن ہے۔

یگیہ کے دیوتا سے کیا مُراد ہے؟

یگیہ میں لفظ دیوتا سے وہی مراد لی جاتی ہے۔ جو ویدوں کے مطابق ہے۔ مثلاً۔

अग्निर्देवता वातो देवता सूर्यो देवता चन्द्रमा देवता वसवो देवता रुद्रो देवताऽऽदित्या देवता मरुतो देवता विश्वेदेवा देवता बृहस्पतिर्देवता वरुणो देवता ॥ (دیکھو یجروید۔ ادھیاے ۱۴ منتر ۲۰)

یہاں کرم کانڈ میں لفظ دیوتا سے مراد ویدوں کے منتروں سے ہی ہے

اگنی وغیرہ دیوتوں کا بیان چونکہ اُنہیں ہے۔ اِس لیئے گایتری وغیرہ جو چھند ہیں۔ اُنہیں کو دیوتا کہتے ہیں۔ کیونکہ کرم کانڈ کے قواعد کو وے (یعنی گایتری وغیرہ چھند) روشن یعنی وضح کرنیوالے ہیں۔ جِس منتر میں کہ لفظ اگنی (یعنی آگ) کے معنوں کا اظہار ہے۔ اُس منتر کا دیوتا اگنی سمجھا جاتا ہے
اسی طرح پر ہوا۔ سورج۔ چندرما۔ وسو۔ رُدر۔ آدتیہ۔ مُرت۔ وشوی دیوا برہسپتی۔ اِندر۔ اور ورن وغیرہ الفاظ جِن جِن منتروں میں آئے ہیں اُن اُن منتروں کا اظہار اُنہیں اُنہیں دیوتاؤں سے ہوتا ہے اور اُن الفاظ کے بھی روشن کرنیوالے وے خود ہی ہوتے ہیں۔ ویدمنتروں کو دیوتا اِس لیئے کہتے ہیں۔ کہ اُن سے ہی علم کی روشنی پھیلتی ہے۔ اور وے (یعنی وید منتر) سب نیکوں کے سرتاج پرمیشور کے بنائی ہوئے اصطلاح ہیں۔

اِسپر اپنی تصنیف نروکت میں یاسک آچاریہ رشی فرماتے ہیں۔

कर्म संपन्नि मंत्रो वेदे ॥

(دیکھو نروکت ادھیاے اول۔ کھنڈ ۲)

اگنی ہوتر سے لیکر اشومیدھ یگیہ تک جو کرم ہیں۔ اور فنِ صنعت و حرفت کا انصرام ہو۔ جس سے۔ وید کی اصطلاح میں اُس منتر کو دیوتا کہتے ہیں۔ نیز اعمال سے نجات اور پرمیشور کا حصول بھی منتروں سے ہی ہوتا ہے۔

اب یاسک آچاریہ بتلاتے ہیں کہ دَیوت दैवत کس کو کہتے ہیں۔

अथातो दैवतं तद्यानि नामानि प्राधान्यस्तु
तीनां देवतानां तद्दैवतमित्याचक्षते सैषा देव-

तोपपरीक्षा यत्काम ऋषिर्यस्यां देवतायामा
र्थपत्यमिच्छन् स्तुतिं प्रयुङ्क्ते तद्दैवतः स मन्त्रो
भवति तास्त्रिविधा ऋचः परोक्षकृताः प्रत्यक्ष-
कृता आध्यात्मिकाश्च ॥

(نرکت ادھیائے ٧ - کھنڈ اول)

دیوت اُنکو کہتے ہیں - کہ جنکی تعریف (یعنی جنکے اوصاف کا بیان) خصوصاً کیجاوے - جن جن منتروں میں جس جس معنی کا جو جو خاص اسم ہوتا ہے - اُن اُن منتروں کا نام وہی دیوتا ہوتا ہے - مثلاً

अग्निं दूतं पुरो दधे हव्यवाहमुप ब्रुवे।
देवाँ२ ॥ आ सादयादिह ॥

(دیکھو یجروید ادھیائے ٢٢ منتر ١٧)

ترجمہ " ہے انسانو! اِس جہان میں جو حواسِ خمسہ کو اُنکی بھوگ حاصل کراتا ہے - اُس کھانے کے لائق چیزوں کو مُہیا کرانے اور ہرکارہ کی طرح کام کرنے والے آگ کو آگے دھرتا ہوں اور تملوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم بھی ایسا ہی کیا کرو۔"

اِس جگہ لفظ اگنی (معنی آگ) نشان ہے (یعنی منتر میں خاص لفظ اگنی ہے - جسکی کہ باقی کا منتر تشریح کرتا ہے) اِس سے یہ جانا گیا - کہ جہاں جہاں جو جو دیوتا بولا جاتا ہے - وہاں وہاں وہی نشان منتر کا سمجھنا چاہئے - پس جس جس چیز کے نام کی تشریح کرنیوالا جو منتر ہے - وہی دیوت جاننا چاہئے - اِس سے آگے لفظ دیوتا کی اِس تشریح سے علاوہ جو حالت ہے - اُسکا بیان کرتے ہیں -

رِشی یعنی وید منتروں کے مطلب کا ظاہر کرنیوالا پرمیشور ہے۔ اُس سب کو دیکھنے والے پرمیشور نے جس جس معنی کے اظہار کے لیے خواہش کرکے جس جس چیز کی تعریف جس جس شتر میں کی وہی وہی منتر اُسکا دیوتت ٹھہرا۔ جس معنی کا اظہار جس سے ہوتا ہے۔ وہی منتر دیوتا شبد سے کہا جاتا ہے۔ چونکہ ऋच: (رچہ) کے مصدری معنی ستتی یعنی تعریف کے ہیں۔ اِس لیے جس سے کہ عالم لوگ ہر ایک سچے علم کا اظہار کریں۔ اُسے رچہ یا وید منتر کہتے ہیں۔

سو وہ شرتی یعنی رچا تین اقسام کی ہیں (۱) پروکھش کرت۔ (۲) پرتیکھش کرت اور (۳) آدھیاتمک۔ سو

(۱) جن رچاؤں کے معنی کہ غائب چیزوں کی طرف جھکتے ہیں۔ اُنہیں پروکھش کرت کہتے ہیں۔

(۲) جن رچاؤں کے معنی کہ ظاہر معلوم ہوتے ہیں۔ وے پرتیکش کرت کہلاتی ہیں۔ اور (۳) جو جیو آتما اور پرم آتما کے متعلق معانی کا اظہار کرتی ہیں۔ وے رچائیں ادھیاتمک کہلاتی ہیں۔

तद्येनादिष्ट देवता मन्त्रास्तेषु देवतोपपरी-क्षा यद्देवतः स यज्ञो वा यज्ञाङ्गं वा तद्देवता भन्त्यथान्यत्र यज्ञात्प्राजापत्या इति याज्ञिका नाराशंसा इति नैरुक्ता अपि वा सा कामदेव-ता स्यात्प्रायो देवता वास्ति ह्याचारो बहुलं लोके देव देवत्यमतिथिदेवत्यं पितृदेवत्यं यज्ञ दैवतो मन्त्र इति ॥

(دیکھو نروکت ادھیاء ۷ - کھنڈ ۴)

جن جن منتروں میں معمولی معنی دکھائی دیتے ہیں - یعنی جہاں جہاں کسی خاص معنی کا نام صاف طور پر نہیں دکھائی دیتا وہاں وہاں یگیہ اور یگیہ کے انگوں وغیرہ کو دیوتا جاننا چاہئے - اور جو ان کے علاوہ اپنے علیحدہ (معنی رکھنے والے) منتر ہیں اُنکا پرمیشور ہی دیوتا ہے - اور جن منتروں میں کہ انسانوں کا بیان ہے - اُن کے انسان دیوتا ہیں انہیں بہت طرح کے قیاس جہاں میں موجود ہیں - کہیں اوپر کہے ہوئے دیوتا کہلاتے ہیں - کہیں یگیہ کا فعل - کہیں ماں - کہیں عالم کہیں درویش کہیں باپ دیوتا کہلاتے - اور عزت کے لایق کہے جاتے ہیں - سو انہیں صرف قابلِ عزت ہونا ہی دیوتا پن ہے - منتروں کا چونکہ یگیہ کی تکمیل صرف مقصد ہوتا ہے - اس لیئے یگیہ کے دیوتا وے ہی یقیناً ہوتے ہیں - جو جو گائتری وغیرہ چھندوں میں کہے ہوئے وید منتروں میں پرمیشور کے فرمان - یگیہ اور اُن کے انگ یعنی اُنکے متعلق افعال - جہان کا پالنے والا پرمیشور - انسان - خواہشات - عالم - درویش - ماں - باپ اور اُستاد ہیں - وے ہی اپنے اوصاف کے لحاظ سے کرم کانڈ کے دیوتا کہلاتے ہیں - لیکن یگیہ میں تو ویدوں کے منتر اور پرمیشور کو ہی دیوتا مانا ہے

لفظ دیوتا اور کن کن معنوں میں مستعمل ہوتا ہے؟

لفظ دیوتا کے اِن معنوں کے علاوہ نروکت کے مصنف نے اور بھی معنی بتلائے ہیں -

رگوید آدی بھاش بھومکا۔ از دیانند سرسوتی

देवो दानाद्वा दीपनाद्वा द्योतनाद्वा द्युस्थानो भवतीति वा ॥ (دیکھو ادھیاے ۷ کھنڈ ۱۵)

मन्त्रा मननाच्छन्दांसि छादनात् ॥

(دیکھو ادھیاے ۷ کھنڈ ۱۲)

اسکا مطلب یہہ ہے کہ (دیوتا کے حسب ذیل معنی بھی ہیں)

दानात् یعنی دان (خیرات) اسکو کہتے ہیں۔ کہ اپنی ملکیت کو دور کرکے ایک چیز کو دوسرے کی ملکیت بنا دینا۔ اسجگہہ دان کے موجب سے پرمیشور عالموں اور معمولی انسانوں کے نام دیوتا کہے جاتے ہیں۔

दीपनात् یعنی روشن کرنا۔ جیسے سورج وغیرہ کرتے ہیں۔ اور

द्योतनात् یعنی اوپدیش وغیرہ کرنا۔ جس طرح کہ ماں باپ اُستاد اور ودوان کرتے ہیں۔ (اسلئے وے بھی دیوتا کہاتے ہیں) اور جس طرح کہ سورج کی کرنیں اور پران وغیرہ روشنی میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ تو وے بھی دیوتا کہاوینگے۔ اور سب روشن چیزوں کا بھی روشن کرنے والا پرمیشور ہم سب کا اشٹ دیو ہے۔ چنانچہ کٹھ اپنشد کی ولی ۵ کے پندرھویں منتر میں کہا ہے۔

न तत्र सूर्यो भाति न चन्द्रतारकं नेमा विद्युतो भान्ति कुतोऽयमग्निः ॥ तमेव भान्तमनुभाति सर्वं तस्य भासा सर्वमिदं विभाति ॥

سورج۔ چندرماں۔ تارے اور بجلی بھی اُسمیں روشنی نہیں ڈال سکتے آگ بیچاری تو کس لیکھے میں ہے۔ اُسی کی دی ہوئی روشنی سے سب روشن ہو رہے ہیں۔ اور اُسی کے پرتو کا سب میں ظہور ہے

اِس لئے کُھبہ ایک پرمیشور ہی عبادت کے قابل ہے۔

حواسِ خمسہ کو بھی دیوتا کہتے ہیں

नैनद्देवा आप्नुवन्पूर्वमर्शत् ॥

(یہہ یجروید کے چالیسویں ادھیاء کے منتر ۴ کا ایک ٹکڑہ ہے)

یہاں پر لفظ دیوتا سے کان وغیرہ اُن (پانچ) حواسوں سے مراد ہے۔ جنکا چھٹا[1] کرمن ہے۔ اُنکو دیو اِس لئے کہتے ہیں کہ آواز۔ مس۔ شکل۔ ذائقہ۔ بو۔ سچ اور جھوٹھ کا ان کے ذریعہ سے اظہار ہوتا ہے۔

لفظ دیو کے اپنے ارتھ میں अत پرت ئے کرنے سے لفظ دیوتا حاصل ہوتا (بنتا) ہے۔ ستتی سے ہی نیک اور بد اوصاف کا بیان ہوتا ہے۔ جس چیز میں جس قسم کی خوبیاں یا بُرائیاں ہیں ٹھیک اُسی طرح پر اُنکا بیان کرنا اُس چیز کی ستتی کہلاتی ہے۔ مثلاً یہہ تلوار کاٹ کرنے میں بہت اچھی ہے۔ اسکی دھار بہت تیز ہے اور کمان کی طرح دوہری کرنے پر بھی نہیں ٹوٹتی۔ اور (اگر یہہ اوصاف تلوار میں نہ ہوں تو) یہہ کہنا کہ اِن سب کاموں میں یہہ تلوار ٹھیک نہیں ہے۔ یہہ سب ستتی جاننا چاہیے۔

اسی طرح سب جگہہ جان لینا چاہئے۔ لیکن یہہ سلسلہ صرف کرم کانڈ کے متعلق ہے۔

[1] چھٹا من کہنے سے صاف معلوم ہوگیا۔ کہ اندریاں پانچ ہیں۔

دیوتوں کا بھی دیو مہا دیو پرماتما ہے

اُپاسنا کانڈ اور گیان کانڈ میں اور نیز کرم کانڈ کے نشکام حصہ میں صرف پرمیشور ہی اشٹ دیو ہے - اِس لیئے کہ وہاں اُسی کے حصول کے لیئے پرارتھنا کیجاتی ہے - اور جو اُس (کرم کانڈ) کا سکام حصہ ہے ۔ اُس میں دُنیاوی چیزوں کے لیئے پرمیشور سے دعا مانگی جاتی ہے - پس وہاں مطلب دیگر ہو جاتا ہے - لیکن وید کا خلاصہ یہہ ہے - کہ پرمیشور کا تیاگ ہرگز نہیں ہونا چاہیئے - ایسا ہی نرکت کار فرماتے ہیں -

माहाभाग्याद्देवताया एक आत्मा बहुधा स्तूयते एकस्यात्मनोऽन्ये देवाः प्रत्यङ्गानि भवन्ति। कर्मजन्मान आत्मजन्मान आत्मैवैषां रथो भवत्यात्माऽश्वा आत्मायुधमात्मेषव आत्मा सर्वं देवस्य देवस्य ॥

(ادھیاے ۷ کھنڈ ۴)

اِسکا مطلب یہہ ہے - کہ اِن سب (یعنی ماقبل بیان کیئے ہوئے) دُنیاوی کاروبار حاصل کرانے والے دیوتاؤں کے درمیان آتما میں ہی مقدم دیوتاپن ہے - کیونکہ آتما (یعنی روحِ کُل) ہی قادرِ مطلق وغیرہ اوصاف سے موصوف ہے - اِس لیئے اُسکے سوا دیگر کوئی دیوتا بھی ہرگز کسی شمار و قطار میں نہیں ہے - کیونکہ تمام ویدوں میں ایسی لاثانی - دوسرے سے نہ مدد لینے والے ہمہ جا موجود پرمیشور کی ہی مختلف اقسام کی عبادت افضل لکھی ہے آتما (یعنی پرمیشور) کے علاوہ جن دیوتاؤں کا ذکر آیا ہے - وے سب پرمیشور کے اوزار در اوزار ہیں - کیونکہ ہر ایک اُسی کی قدرت سے

روشن ہو رہے ہیں - اب جو کرم سے نتائج پیدا ہوتے ہیں - اُنکا کرم دیوتا اور جو پرمیشور کی قدرت سے نتائج پیدا ہوتے ہیں - اُنکا دیوتا پرمیشور ہے - سو ان سب دیوتاؤں میں پرمیشور ہی ان سب کا سہارا - یہ اُنہیں جملہ سکھ دینے والا اور تیر کی طرح جملہ بداطواریوں کو چھیدنے والا ہے پس پرمیشور کی قدرت سے ہی دیوتاؤں میں جسقدر دیوتا پن ہے وہ دکھائی دیتا ہے - یعنی سب دیوتاؤں کا پیدا کرنے - ٹھہرانے والا اور سب کا مالک راحت دینے والا ہے - اُس سے افضل اور کوئی بھی چیز نہیں ہے -

تفسیر

لفظ دیوتا ویدک اصطلاح میں جن جن معنوں میں آتا ہے - اُنکی تشریح کرنے میں مہرشی دیانند نے بڑا زور لگایا ہے - اور یہہ زور ضروری بھی تھا - کیونکہ محض لفظ دیوتا کے اُلٹے معنی پورانوں سے اخذ کرکے اول سائین آچاریہ نے اور اُسکی اندھی پیروی کرتے ہوئے یورپین سنسکرت دانوں نے ویدوں کا مطلب ہی اُلٹ دیا ہے - اِسی لفظ کے معنوں میں غلطی کا نتیجہ ہے - کہ میکس میولر وغیرہ ویدوں پر عناصر پرستی کی تعلیم کا الزام لگاتے ہیں - میں نے اپنی مصنّفہ کتاب "ویدوں کے بھاشیہ کار اور مہرشی سوامی دیانند" میں مفصل بحث کرکے حتی الوسع ثابت کر دیا ہے کہ میکس میولر نے ویدانگوں سے ناواقفی کے باعث ویدمنتروں کے ترجموں میں ٹھوکریں کھائی ہیں

ناظرین کتاب نے دیکھ لیا ہوگا۔ کہ سوامی دیانند نے کوئی بھی دعویٰ
بلا حوالہ اور دلیل کے نہیں کیا۔ لفظ دیوتا کے معنی دان اور روشنی
وغیرہ کے کرکے پھر جتلا دیا ہے۔ کہ چونکہ وید منتر ہر ایک علم کو روشن
کرنیوالے ہیں۔ اس لیئے انہیں دیوتا کا خطاب دیا گیا ہے۔ پھر
جسقدر مادی اشیاء بھی روشن ہیں۔ یا عمدہ روشن اوصاف رکھنے والی
ہیں۔ انکو بھی دیوتا مانا ہے۔ لیکن سوائے پرماتما کے اس ویدوں کی
پورانی لغات میں کوئی بھی دیوتا قابل پرستش و عبادت قرار نہیں
دیا گیا۔ آگے چلکر لفظ دیوتا کے دیگر استعمال سے صاف ظاھر
ہوجائیگا۔ کہ سوائے پرمیشور کے اور کوئی دیوتا بھی پرستش کے
لائق نہیں ہے۔ پس عناصر یا دیگر مادی چیزوں کو دیوتا ماننے کا
مطلب یہہ نہیں ہے۔ کہ عناصر پرستی یا مادہ پرستی کی خدانخواستہ
ہدائیت ہو۔ بلکہ صاف ظاھر ہے کہ انکے روشن اوصاف کیوجہ سے
انہیں دیوتا کہا جاتا ہے۔
یاسک آچاریہ کا بنایا ہوا نروکت بھی ویدانگوں میں سے ایک
ہے۔ اور ویدوں کا ترجمہ کرنے اور انکے معنی سمجھنے کے لیئے اسکی
مدد نہائیت ضروری ہے۔ پس جو کچھ کہ اسمیں لفظ دیوتا کی تشریح
کیگئی ہے۔ اسکے برخلاف دیگر نئی پوران وغیرہ تصانیف کی تحریر
ذرا بھی وقعت کے قابل نہیں ہے۔

دُنیادی معاملات کے تینتیس ۳۳ دیوتا ہیں

اسمیں اور بھی حوالہ دیا جاتا ہے۔

(१) ये त्रिंशति त्रयस्परो देवासो बर्हिरासदन्।
विदन्नह द्वितासनन् ॥
(دیکھو رگوید اشٹک ۸ - ادھیاء ۲ ورگ ۳۵ منتر ۱)

(२) त्रयस्त्रिंशता स्तुवत भूतान्यशाम्यन्प्रजापतिः परमेष्ठ्यधिपतिरासीत् ॥
(دیکھو یجروید ادھیائے ۱۴ منتر ۳۱)

(३) यस्य त्रयस्त्रिंशद्देवा निधिं रक्षन्ति सर्वदा। निधिं तमद्य को वेद यं देवा अभिरक्षथ ॥

(४) यस्य त्रयस्त्रिंशद्देवा अङ्गे गात्रा विभेजिरे। तान्वै त्रयस्त्रिंशद्देवानेके ब्रह्मविदो विदुः ॥ (دیکھو اتھروید کانڈ ۱۰ - پرپاٹھک ۲۳ - انوواک ۴ منتر ۲۳ و ۲۷)

(پہلے ان ہر چہار ویدمنتروں کا ترجمہ دیا جاتا ہے)

(۱) تینتیس (بیوہار کے) دیوتا ہوم کی اشیاء کو جذب کرنے کے لئے (یگیہ میں) آویں - اور یہہ جان کر کہ ہم نے ہوم کیا ہے - ہماری مادی چیزوں میں ترقی دیں (گویا جسقدر ہم ہوم کے ذریعہ سے ہوا - پانی وغیرہ کو صاف کرینگے - اُسقدر ہی ہماری مادی زندگی اچھی طرح سے گذریگی)

(۲) جو پرمیشور کہ دُنیادی آفتوں کو ہٹانیوالا مخلوق کا محافظ سب سے افضل حاصل کرنے کے لائق سبکا مالک ہے - اُسکو ۳۳ سنساری اصولوں کے لیے تعریف کرو -

(۳) جس خزانہ کی کہ ۳۳ دیوتا ہمیشہ حفاظت کرتے ہیں۔ اُس دیوتوں سے حفاظت کیئے گئے خزانہ کو کون جانتا ہے؟
وہ خزانۂ جسکی کہ ۳۳ دیوتا۔ جنکا کہ ذکر مفصل آگے آئیگا۔ حفاظت کرتے ہیں کونسا ہے۔ سوچنے سے معلوم ہوگا۔ کہ قدرتی اصولوں سے جس خزانہ کی حفاظت ہوتی ہے۔ وہ عِلم حق کا ہی خزانہ ہے چنانچہ اِس سے اگلے منتر میں کہا ہے۔

यत्र देवा ब्रह्मविदो ब्रह्म ज्येष्ठमुपासते।
यो वै तान्विद्यात्प्रत्यक्षं स ब्रह्मा वेदिता स्यात्॥

جس منزل پر کہ برمھ جاننے والے عام لوگ سب سے افضل برمھ کی اُپاسنا کرتے ہیں۔ جو اُس منزل کو جانتا ہے۔ وہی تیکھش برمھ کو جانتا ہے۔
(۴) ۳۳ دیوتا جسکی جسم کے اجزاء کی طرح عبادت کرتے ہیں اُن ۳۳ دیوتاؤں کو صرف برمھ کا جاننے والا ہی جانتا ہے۔
اِن سب منتروںکا مطلب ٹھیک طور پر براھمن نامی کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ اُسجگہ سے بھی دیکھنا چاہیے۔
اب شت پتھ براھمن میں (اِسی کے متعلق) یاگیہ ولک رشی۔ شاکلیہ کو فرماتے ہیں۔

स होवाच महिमान एवैषामेते त्रयस्त्रिंशत्त्वेव देवा इति। कतमे ते त्रयस्त्रिंशदित्यष्टौ वसव एकादश रुद्रा द्वादशादित्यास्त एकत्रिंशदिन्द्रश्चैव प्रजापतिश्च त्रयस्त्रिंशाविति ॥३॥ कतमे वसव इति।

अग्निश्च पृथिवी च वायुश्चान्तरिक्षं चादित्यश्च
द्यौश्च चन्द्रमाश्च नक्षत्राणि चैते वसव एतेषु
हीदꣳ सर्वं वसुहितमेते हीदꣳ सर्वं वासयन्ते तद्य-
दिदꣳ सर्वं वासयन्ते तस्माद्वसव इति ॥४॥ कतमे
रुद्रा इति । दशेमे पुरुषे प्राणा आत्मैकादशस्ते यदा
स्मान्मर्त्याच्छरीरादुत्क्रामन्त्यथ रोदयन्ति तद्रोदय-
न्ति तस्माद्रुद्रा इति ॥५॥ कतम आदित्या इति
द्वादश मासाः संवत्सरस्यैत आदित्या एते हीदꣳ सर्वमा-
ददाना यन्ति ते यदिदꣳ सर्वमाददाना यन्ति तस्मादादि-
त्या इति ॥६॥ कतम इन्द्रः कतमः प्रजापतिरिति
स्तनयित्नुरेवेन्द्रो यज्ञः प्रजापतिरिति कतमः स्तनयित्नु-
रित्यशनिरिति कतमो यज्ञ इति पशव इति ॥७॥
कतमे ते त्रयो देवा इतीम एव त्रयो लोका एषु हीमे
सर्वे देवा इति कतमौ तौ द्वौ देवावित्यन्नं चैव प्राण
श्चेति कतमोऽध्यर्ध इति योऽयं पवत इति ॥८॥
तदाहुः । यदयमेक इवैव पवतेऽथ कथमध्यर्ध इति
यदस्मिन्निदꣳ सर्वमध्यार्ध्नोत्तेनाध्यर्ध इति । कतम ए-
को देव इति स ब्रह्म त्यदित्याचक्षते ॥

(دیکھو شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴ پرپاٹھک ۰)

دُنیا دی ۳۳ دیوتا ہیں - آٹھ وسو - گیارہ رُدر - بارہ آدتیہ - اِندر

اور پرجاپتی - انہیں سے
(الف) آگ - مٹی (خاک) ہوا - آسمان - آدیتہ یعنی سورج - دیو یعنی دیگر روشن کرنے
چاند - اور ستارے - ان آٹھوں کو وسو کہتے ہیں - آدیتہ سورج کو کہتے
ہیں - اسکی روشنی جنپر پڑتی ہے - وے پرتھوی وغیرہ دیو کہلاتے ہیں
چونکہ انہیں آٹھوں کے اندر کل آفرینش رہتی ہے - یعنی انہیں اصولوں پر
کل کائنات ٹھہری ہوئی ہے - پس چونکہ کل کائنات کا نواس استھان
یعنی رہنے کی جگہ یہی آٹھوں ہیں - اسلئے انکا نام وسو رکھا گیا
ہے -
(ب) انسانی جسم کے اندر پران - اپان - ویان - سمان - اودان
ناگ - کورم - کرکل - دیودت - دھننجے - جو دس اقسام کے
سانس ہیں - انکے ساتھ گیارھواں جیو آتما (روح انسانی) ملایا
جاوے - تو گیارہ رودر ہوتے ہیں - انکا نام رودر اس لئے ہے
کہ جسوقت اس مرنے والے جسم کو وے (رودر) چھوڑتے
ہیں - اسوقت اس مرے ہوئے جسم والے انسان کے رشتہ
داروں کو رلاتے ہیں - (رودر بمعنی رلانے والا)
(ج) چیت - بیساکھ - جیٹھ - اساڑھ - ساون - بھادوں - کنوار - کاتک

(الف) انہیں سے پران وہ سانس ہے جسکے اندر لیجانے سے زندگی ہوتی ہے - اپان وہ ہے جو فضلہ نکالنے والے سوراخوں کے ذریعہ سے باہر نکالا جاتا ہے - سمان - وہ ہے جو ناف میں مستقل ہے - اودان - وہ ہے جو گلے میں رہتا ہے - اور ویان وہ ہے - جو کل جسم میں چکر لگاتا ہے - انہیں پانچ سانسوں کے اصولوں کے بالمقابل ناگ وغیرہ پانچ اصول اور ہیں - جنکا مفصل بیان لوگ کی کتابوں میں ملتا ہے - اس جگہہ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے - (مترجم)

کاتک - اگھن (مگھر) پوس - ماگھ - پھاگن - ان بارہ مہینوں کو بارہ آدتیہ سمجھو - انکا نام آدتیہ اسلئے ہے - کہ یہہ جہان کی کُل چیزوں اور ہرایک کی عمر کو لیتے چلے جاتے ہیں-
(۲) اندر کو بجلی اسلئے کہتے ہیں- کہ وہ کُل ثروت حاصل کرنے کے علوم کا اعلیٰ ذریعہ ہے - اور
(۳) یگیہ کو پرجاپتی اسلئے کہتے ہیں - کہ اُس سے ہوا اور پانی صاف ہوکر مخلوق کی پرورش ہوتی ہے- اور حیوانوں کو دیوتا اسلئے کہتے ہیں کہ اُنسے بھی پرورش ہوتی ہے- یہہ سب ملکر ۳۳ دیوتا ہوتے ہیں- جب نروکت کے بتلائے لفظ دیوتا کے دان روشنی وغیرہ معنوںپر غور کیجائے- تو معلوم ہوتا ہے - کہ ہرایک کام کے درست کرنے کے بھی ۳۳ ذرائع ہیں-
اب تینوں لوکوں کے تین دیوتا کو منے ہیں- اُن کے بارے میں نروکت کے مُصنّف فرماتے ہیں-

धामानि त्रयाणि भवन्ति स्थानानि नामानि जन्मानीति ॥ (دیکھو نروکت ادھیائے ۹ کھنڈ ۲۸)

یعنی ستھان (جگہہ) نام- اور جنم یہہ بھی دیوتا ہیں-

वाग्वायुलोको मनोऽन्तरिक्षलोकः प्राणोऽसौ लोकः ॥ (دیکھو شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴ - ادھیائے ۴)

کُرۂ باد کا دیوتا زبان - آسمان کا دیوتا من اور کُرہ زمین کا دیوتا پران - یہہ بھی تینوں دیوتا ہیں-
اور غلہ اور سانس یہہ ہردو بھی دیوتا ہیں- اور جس پرس کا

استقلال ہے اور جس سے سب چیزیں اپنی جگھ قایم رہتی ہیں۔ وہ ہوا کا اصل اصول بھی (अध्यय) ادہینریہ نامی دیوتا ہے۔

کیا اِن سب دیوتونکی پرستش کرنی چاہئے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ جو سارے جہان کا بنانیوالا۔ قادرِ مطلق۔ سبکا مالک۔ سب کی عبادت کے لایق سبکا سہارا۔ ہمہ جا موجود۔ مسبب الاسباب۔ ابدی۔ ہستی کُل عقل کُل اور راحتِ کُل۔ اجنما۔ منصف وغیرہ صفتوں والا برمہ ہے۔ وہی ایک چونتیسواں دیوتا ویدوں کے عقیدے کے مطابق سب انسانوں کی عبادت کے لایق ہے۔ جو ویدوں کے راستے پر چلنے والے آریہ (افضل) انسان ہیں۔ وے کُل اُسی پرمیشور کی اُپاسنا کرتے ہیں پس یقیناً اُس پرمیشور کے علاوہ دوسروں کو معبد ٹھہراتا اناریہ پن (یعنی جہالت) ہے۔ اِس میں شت پتھ براہمن کا حوالہ ہے۔

आत्मे त्येवो पासीत सयोन्यमात्मनः प्रियं ब्रुवाणं ब्रूयात प्रियं रोत्स्यतीतीश्वरोह तथैव स्यादात्मानमेव प्रियमुपासीत सय आत्मानमेव प्रियमुपास्ते न हास्य प्रियं प्रमायकं भवति। योन्यां देवतामुपास्ते नसवेद यथा पशुरेवं सदेवानाम् ॥

(دیکھو ست پتھ براہمن۔ کانڈ ۱۴۔ ادہیا ۴)

پرمیشور جو سبکا آتما ہے۔ سب انسانوں کو اُسی کی عبادت کرنی چاہئے۔ اگر کوئی یہہ کہے کہ پرمیشور کو چھوڑ کے دوسرے میں بھی پرمیشور پن فرض کرکے اُسکی محبت سے عبادت کرنی چاہئے تو اُس سے یہہ کہو کہ وہ دُکھی ہوکر ہمیشہ روئیگا۔ کیونکہ جو پرمیشور

کی [illegible] میں محو رہتا ہے۔ وہ ہمیشہ سکھی رہتا ہے۔ اور جو دوسرے میں ایشور بدھی کرکے اپاسنا کرتا ہے۔ وہ کچھ بھی نہیں جانتا۔ بس بیشک وہ عالموں کے درمیان محض جانور کی مثال ہے۔ اس سے تحقیق ہوتا ہے۔ کہ آریہ لوگ ہمیشہ سے ایک ہی پرمیشور کی عبادت کرتے رہے ہیں۔

تفسیر

۳۳۔ مادی دیوتاؤں کا ٹھیک ٹھیک شمار پرانی تصانیف میں درج ہے۔ اسوقت جو ہندوؤں میں ۳۳ کروڑ دیوتا مشہور ہیں۔ وے بھی انہیں پورانی تحریروں کی بگڑی ہوئی حالت معلوم ہوتی ہے۔ کروڑ کے لیے سنسکرت کا لفظ : कोटि (کوٹی) مستعمل ہوتا ہے۔ اس لفظ کوٹی کے معنی جنس بھی ہیں۔ مثلاً منشیہ کوٹی یعنی جنس انسانی ایتھ شتپتھ براہمن کے قول کے مطابق کل کائنات کے اصول ۳۳ اجناس یعنی ۳۳ کوٹیوں میں تقسیم ہو سکتے ہیں۔ پس صاف ظاہر ہے۔ کہ دیوتونکی ۳۳ کوٹیاں یعنی ۳۳ اقسام مانی جاتی تھیں۔ اور لفظ کوٹی کے معنی کروڑ کے بھی ہیں۔ اسلئے جبکہ پورانک جہالت کے زمانہ میں آریہ سے ہندو کا خطاب ملا۔ اسوقت آریوں کی اولاد نے ۳۳ کروڑ دیوتوں کی کہانی گھڑلی۔ ورنہ پورانوں میں نہ تو ۳۳ کروڑ دیوتوں کے کہیں نام دئے ہیں۔ اور نہ انکی پرستش کا علیحدہ علیحدہ طریقہ بتلایا ہے۔ ماحصل کلام یہہ کہ پرانی کتب

کے محاوروں کو بھولکر آریوںکی اولاد نے بُت پرستی اور عناصر پرستی کے گڑھوں میں ٹھوکریں کھانی شروع کردی تھیں۔اُن گڑھوں سے ہم کو مہرشی دیانند نے نکالا۔

لفظ دیو کے اصلی معنوں کا اظہار

اِس کُل تحریر کا نتیجہ یہہ نکلا کہ لفظ دیو (देव) پر دِو (दिव) دہاتو کے جو دس معنی ہیں۔وے سب صادق آتے ہیں۔

یعنی (۱) کریڑا (۲) وجگیشا (۳) وئیوہار (۴) دیوتی (۵) ستتی (۶) مود (۷) مد (۸) سوپن (۹) کانتی اور (۱۰) گتی۔یہہ سب دونوں یعنی دُنیا اور عقبیٰ کے معنوں میں یکساں مستعمل ہوتے ہیں لیکن فرق صرف اتنا ہے۔کہ دیگر کُل دیوتا محض پرماتما سے روشنی پاکر روشن ہیں۔اور پرماتما شفقی کُل ہے (۱) کریڑا بمعنی کھیلنا (۲) دشمنوں پر فتح پانیکی خواہش وجگیشا کہلاتی ہے۔(۳) اندرونی اور بیرونی عمل (۸) سوپن یعنی نیند اور (۷) مد یہہ معنی خاصکر دُنیا دی کاروبار میں مستعمل ہوتے ہیں۔اور اِنکی تکمیل کے لئے آگ وغیرہ ہی دیوتا ہیں لیکن پریشور سے بالکل علیحدگی۔اِس (دنیادی کاروبار) میں بھی نہیں ہوتی۔کیونکہ وے سب دیوتا اُسی پرماتما کی صناعی کرکے اصلی اوصاف سے موصوف ہوئے ہیں۔

نیز (۴) دیوتی یعنی روشن کرنا (۵) ستتی یعنی اوصاف کا ٹھیک بیان کرنا (تعریف) definition (۶) مود یعنی راحت

(۹) کانتی یعنی جلال اور (۱۰) گتی یعنی علم۔حرکت اور حصول۔ یہہ پانچوں خصوصًا پرماتما سے تعلق رکھتے ہیں۔کیونکہ اِن سے علیحدہ معنوں میں جتنے جتنے جن جن میں اوصاف ہیں۔ اُتنا اُتنا ھی اُنہیں دیوتاپن سمجھا جاتا ہے۔ اور پرمیشور میں کُل اوصاف بےحد ہیں۔ اسلیئے پرستش کے قابل وہی ایک دیوتا ہے۔

ویدمیں مادہ پرستی کی اجازت نہیں ھے

اِس بارے میں بعض لوگ یہہ اعتراض کرتے ہیں کہ ویدوں میں غیرذی رُوح اور ذی رُوح دونوں کی پوجا کا بیان ہے۔ اِس لیئے (پرمیشور کی پوجا کے بارے میں) ویدوں کا بیان مشتبہ سا معلوم ھوتا ہے۔

اسکے جواب میں ہم کہتے ہیں۔کہ ایسے وہم میں مت پڑو۔پرمیشور نے ہرایک چیز کے اندر آزاد خاصیت رکھی ہے۔مثلاً آنکھ میں شکل کو جذب کرنے (یعنی دیکھنے) کی خاصیت رکھی ہے اِسلیئے آنکھوں والا دیکھ سکتا ہے۔ نہ کہ اندھا۔ اِسمیں اگر کوئی یہہ کہے کہ بغیر آنکھ اور سورج کے پرمیشور شکل کو کیوں نہیں دکھلاتا۔تو یہ اعتراض اُسکا فضول ہی ہوگا۔ ویسا پوجا (پوجا) کے بارے میں بھی جاننا چاہیئے۔ کیونکہ جو دوسرے کی عزت یعنی اُس سے محبت کرنا (اُسکے موافق کام کرنا) ہے۔ اِسی کا نام پوجا ہے سو سب انسانوں کو کرنی چاہیئے۔ اِسی طرح پر آگ وغیرہ

چیزوں میں جسقدر اعلیٰ اوصاف حصولِ مطلب اور فائدہ حاصل کرنے کا امکان ہے۔ اُسی قدر دیوتاپن اُنہیں ماننے سے کچھ بھی ہرج نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ویدوں میں جہاں جہاں عبادت کا ذکر ہے وہاں وہاں ایک۔ لاثانی پرمیشور دیو سے ہی مراد ہے۔

دیوتا مُجسّم اور غیر مُجسّم دونوں قسموں کے ہیں

اِنہیں بھی مجسّم اور غیر مجسم تفریق سے دو قسم کے دیوتا ہوتے ہیں۔ اِن دونوں قسموں کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

मातृदेवो भव पितृदेवो भव आचार्य्यदेवो भव अतिथिदेवो भव ॥

(پرپاٹھک ۷ انوواک ۱۱۔ تیتریہ اُپنشد)

(یہاں ماں۔باپ۔ اُستاد اور درویش یہہ مجسم دیوتا مانے گئے ہیں۔ یعنی اِن چار جسم والے بزرگوں کی پوجا یعنی اُنکی عزت کرنی چاہئے۔)

त्वमेव प्रत्यक्षं ब्रह्मासि त्वामेव प्रत्यक्षं ब्रह्म वदिष्यामि ॥ (دیکھو تیتریہ اُپنشد۔پرپاٹھک ۷۔ انوواک اول)

(یعنی ہے پرمیشور! توہی پرتیکش برمہ ہے۔ تجھکو ہی میں پرتیکش برمہ بیان کروں)

یہہ پانچ دیوتا ہرایک الشان کی اُپاسنا کرنے کے لائق ہیں (یعنی اُنکی عزت کرنا لازمی ہے) اِنہیں سے پرمیشور جسم سے

بڑی ہے

تفسیر

(بہیہ) پانچ چیتن دیوتوںکی پوجا تیچے شاستروں میں بیان کیگئی ہے- لیکن پورانوں کے جال کے اندر پہنکر مہوبان- دیوی سورج وغیرہ کا نام پنچایتن رکھ کر انکے بت بناکر انپر چاول وغیرہ چڑھانے اور پھول چڑہانے شروع ہوگئے- یہہ فعل ویدوں کے برخلاف ہونیکی وجہ سے معیوب اور انسانونکو جہالت میں ڈبونے والا ہے- اس لئے بجائے پتھروں پر چڑہاکر چیزوں کا نقصان کرنے کے ماں- باپ- اُستاد اور درویش کی خدمت اور تواضع کرنی چاہئے- اور ہرروز صُبح وشام اپنے مالک پرمیشور کا دہیان کرنا چاہئے- پھر کوئی بھی دُکھ نزدیک پھٹکنے نہیں پاتا-

دونوں قسموں کے دیوتا پہلے بھی کہے گئے ہیں

اِسی طرح پر اوپر کہے ہوئے آٹھ وسوؤنمیں سے آگ- زمین- سورج چاند- اور ستارے مجسّم دیوتا ہیں- اور گیارہ رُدر- بارہ آدیتہ مَن- آسمان- ہوا- روشن کرنے- اور منتر سب غیر مجسم دیوتا ہیں اور پانچوں حواس عقلی- بجلی- اور ہدھی گیہ- یہہ سب مجسم (الف) اور غیر مجسم

(نوٹ) (الف) حواس کے اصول یعنی قوت سامعہ وغیرہ تو غیر مجسم ہیں- اور اُن کے ظہار...

دونوں ہیں۔ اِس لیئے شکل والے اور شکل سے بری ہونے کے لحاظ سے دو طرح کی تفریق دیوتاؤں میں جاننی چاہیئے۔ انہیں سے پرتھوی وغیرہ کا دیوتاپن صرف دُنیاوی کاروبار میں۔ اور ماں۔ باپ۔ اُستاد اور درویش کا دُنیاوی کاروبار اور نجات کا راستہ دکھلانے دونو میں ہی دیوتاپن ہے۔ اور اسی طرح پر من اور حواس خمسہ کا بھی دونوں میں دیوتاپن ہے۔ لیکن انسانوں کے لیئے معبود صرف ایک پرمیشور ہی ہے۔

وید میں اعلیٰ وحدانیت کی ہدایت ھے

اِس بارے میں آجکل کے اکثر آریہ (یعنی آریوں کی اولاد) اور یوروپ دیش کے رہنے والے یہہ اعتراض اُٹھاتے ہیں۔ کہ ویدوں میں مادی دیوتوں کی پرستش کہی گئی ہے۔ اور یوروپین بہت سے لوگ یہہ بھی کہتے ہیں۔ کہ پہلے آریہ لوگ عناصر کی پرستش کرتے تھے۔ پھر اُن عناصر کو پوجتے پوجتے بہت زمانے کے بعد اُنھوں نے پرمیشور کو بھی قابل پرستش پہچانا یہہ اُن لوگوں کا کہنا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ آریہ لوگ آغاز آفرینش سے آج تک

(بقیہ حاشیہ نمبر صفحہ ۱۲۰)

کے اعضاء آواز وغیرہ مجسم ہیں۔ بجلی کا صول غیر مجسم اور اُسکا ظہور مجسم اور یگیہ میں جو علم ظاہر ہوتا ہے۔ وہ غیر مجسّم اور جو اشیاء ہوم میں ڈالی جاتی ہیں۔ اور ظروف وغیرہ مجسم ہیں۔ (مُصنّف)

اِندر - ورن - اور اگنی وغیرہ ناموں کے ذریعہ سے مطابق اصطلاح ویدوں کے ایک پرمیشور کی ہی اُپاسنا کرتے چلے آئے ہیں۔
اِس بارے میں بہت سے پرمان ہیں۔ جنہیں سے چند ایک یہاں بھی لکھے جاتے ہیں۔

(۱) इन्द्रं मित्रं वरुणमग्निमाहुरथो दिव्यः स सुपर्णो गरुत्मान् । एकं सद्विप्रा बहुधा वदन्त्यग्निं यमं मातरिश्वानमाहुः ॥

(دیکھو رگوید منڈل پہلا سوکت ۱۶۴ منتر ۴۶)

(۱) جیوتی سروپ یعنی روشنئ کُل پرماتما کو وھی اِندر - ورن اور متر کہتے ہیں (کیونکہ اعلیٰ جلال والا سب سے تیز اور سب کا دوست وھی ہے) وھی پاک - اعلیٰ طاقتوں والا گمبھیر آتما ہے۔ اُس ایک حقیقی کُل برہم کا دانا لوگ بہت طرح پر اظہار کرتے ہیں۔ اُسے تیج والا منتظم اعلیٰ اور طاقتوں کا خزانہ کہتے ہیں۔)

رگوید کے پہلے منتر کی تفسیر لکھتے ہوئے میں نے اوپر لکھے ہوئے منتر کی تشریح نروکت وغیرہ کے حوالہ جات سے کی ہے۔ سو وہاں دیکھ لینا چاہئے۔

(۲) तदेवाग्निस्तदादित्यस्तद्वायुस्तदु चन्द्रमा । तदेव शुक्रं तद्ब्रह्म ता आपः स प्रजापतिः ॥

(یجُروید - ادھیائے ۳۲ - منتر اول)

(وھی علم کُل ہونے سے اگنی - وہ پرلے کے وقت سب کو اپنے اندر سمیٹنے کے باعث آدتیہ - وہ آدتیہ سوروپ ہونے کے باعث

چندرماں - وصی پاک ہونیکی وجہ سے شکر - وہ سب سے بڑا ہونے
کے باعث برہمہ - ہر جا موجود ہونے کے باعث وہ آپ اور
سب جانداروں کا مالک ہونے کے باعث وہ پرجاپتی کہلاتا ہے -)

(३) तमीशानं जगतस्तस्थुषस्पतिं धियञ्जिन्व-
मवसे हूमहेवयम् । पूषानो यथा वेदसाम
सद्वृधे रक्षिता पायुरदब्धः स्वस्तये ॥

(۳) (دیکھو رگوید اشٹک اول - ادھیاے ۶ - ورگ ۱۵ - منتر ۵)

(ہم لوگ اُس متحرک اور ساکن جہان کے محافظ - عقل کو صاف کرنیوالے
سبکو بس میں رکھنے والے پرماتما کی تعریف کرتے ہیں - تاکہ وہ ہماری ترقی کے
لیئے ہمارے حقوق کی حفاظت کرے اور انہیں مضبوط کرے - اور تاکہ سارے
جہان کا محافظ پرم آتما ہمارے اعمال حسنہ کے باعث ہمیں سزا سے بچاکر
سکھ دیوے -)

(४) हिरण्यगर्भः समवर्त्तताग्रे भूतस्य जातः पति
रेक आसीत् । सदाधार पृथिवीं द्यामुतेमां कस्मै
देवाय हविषा विधेम ॥

۴ (جو جہان کی پیدائش کے پیشتر سورج وغیرہ روشن چیزوں کی
پیدائش کی جگہ اور اُنکا سہارا تھا - اور جو کچھ پیدا شدہ ہے - پیدا ہوا
تھا یا پیدا ہوگا - اُس سب کا مالک ہے - تھا اور ہوگا - وہ سورج سے
لیکر زمین تک سارے مخلوق کو پیدا کرکے تھامے ہوئے ہے - اُس
راحت کل پرم آتما کی بھگتی ہمیشہ کرنی چاہیئے) اس کے بعد آٹھ منتر
اور ہیں جنمیں اسی قسم کا مضمون ہے - اُن سب کا ٹھیک ترجمہ دیکھکر

اُنپر غور کرنی چاہئے۔

(५) प्रतद्वोचेदमृतं नु विद्वान् गन्धर्वो धाम विभृतं गुहासत् । त्रीणिपदानिनिहिता गुहास्य यस्तानि वेद स पितुः पिताऽसत् ॥

(دیکھو یجر وید ادھیائے ۳۲۔ منتر ۹)

۵ (جو وید کی زبان کو جذب کرنیوالا یعنی ویدوں کو جاننے والا عالم اُس عقل حق بین سے جاننے کے لائق۔ غیر فانی۔ نجات کے دینے والے ابدی چیتن برہم کا بلاحجت اُس کے اوصاف سمیت اُپدیش کرتا ہے اور اُس پرمیشور کے علم میں مستقل جاننے کے لائق پیدائیش۔ پرورش اور موت کے راز کو جانتا ہے۔ چونکہ وہ ہمیں علم حق دیکر ہمارے آتما کی پرورش کرتا ہے۔ اِس لئے اُسے ہم اپنا پتا سمجھیں۔)

(६) सनोबन्धुर्जनिता स विधाता धामानि वेद भुवनानि विश्वा । यत्र देवा अमृतमानशाना-स्तृतीये धामन्नध्यैरयन्त ॥

(یجر وید۔ ادھیاء ۳۲ منتر ۱۰)

۶ (جس جیو آتما اور علت مادی کے علاوہ تیسرے سب کے آدھار پرمیشور میں نجات کی راحت کو حاصل کرتے ہوئے عالم لوگ آزاد رہتے ہیں جو سب کروں اور تمام اجناس جگہوں اور ناموں کو جانتا ہے۔ وہ پرم آتما ہمارا بھائی کی طرح مددگار۔ وہی ہم سبکو پیدا کرنیوالا۔ اور وہی اعمال کی سزا و جزا کا دینے والا ہے۔)

(७) परीत्य भूतानि परीत्य लोकान् परीत्य स-

(۷) वा: प्रदिशो दिशश्च । उपस्थाय प्रथमजामृत स्यात्मनात्मान मभि संविवेश ॥

(دیکھو یجروید ادھیائے ۳۲- منتر ۱۱)

یہ (جانداروں کو چاروں طرف سے گھیر کر۔ سورج وغیرہ کُروں کو سب طرف سے گھیر کر۔ اوپر نیچے - پورب پچھم - اُتر - دکھن - اور ان اطراف کے چاروں کونوں کو بھی چاروں طرف سے گھیر کر جو پرمیشور کہ اپنے سچے سوروپ کو اُن سب کے اندر داخل کئے ہوئے ہے-
اے عالم لوگو! سب سے پہلے ظاہر ہوئی ویدوں کو پڑھ کر تم اپنے اندر ہی اُسے حاصل کرو)

(۸) वेदाहमेतं पुरुषं महान्तमादित्यवर्णं तमसः परस्तात् । तमेव विदित्वातिमृत्युमेति नान्यः पन्था विद्यतेऽयनाय ॥

(دیکھو یجروید ادھیائے ۳۱- منتر ۱۸)

۸ (میں اُس اعلیٰ سے اعلیٰ اوصاف سے موصوف۔ سورج کی طرح روشن اندھیرے- (جہالت) سے علیحدہ - ہمہ جا موجود پرماتما کو جانتا ہوں۔ اُسکو جان کر دکھدائی موت کے پار ہو سکتے ہیں- اسکے بغیر اور کوئی رستہ نجات کا نہیں ہے- یعنی پرمیشور کو جانے بغیر نجات ناممکن ہے-)

(۹) तदेजति ॥ तन्नैजति तद्दूरे तद्वन्तिके ॥ तदन्तरस्य सर्वस्य तदु सर्वस्यास्य बाह्यतः ॥५ ॥

(دیکھو یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۵)

۹ (وہ پرماتما جاہلوں کی نظروں میں حرکت کرتا- لیکن واقعی حرکت نہ کرتا (کیونکہ کوئی جگہہ اُس سے خالی نہیں ہے) وہ پرماتما پاپیوں سے

دور ہے - اور دھرم آتما آدمیوں کے نزدیک ہے- وھی سب کے اندر بھر رہا اور وہ ھی سب کے چاروں اور باھر بھرپور ہو رہا ہے)

اِس کے علاوہ ادنتر بھی یجر وید کے چالیسویں ادہیاے میں ہیں جنھیں وہاں ھی دیکھ لینا چاہئے-

(۱۰) य इमा विश्वा भुवनानि जुह्वदृषिर्होता न्यसीदत्पिता नः। स आशिषा द्रविणमिच्छमानः प्रथमच्छदवरँ १२॥ऽआविवेश॥

(دیکھو یجر وید ادہیاے ۱۷ - منتر ۱۷)

ترجمہ (جو عقل کل - سب چیزوں کا دینے والا - سب لوگوں کی پرورش اور حفاظت کرنیوالا (ہمارا سچا باپ) اِن سب گروں میں پھیل کر مستقل ہو رہا ہو - اور جو سب کا سہارا ہے- وھی ہماری دولت وغیرہ خواہشوں کو جانتا ہوا اُنکے اندر بھی پھیلتا ہوا ہماری سب نیک خواہشوں کو پورا کرتا ہے)

(۱۱) किँस्विदासीदधिष्ठानमारम्भणं कतमत्स्वित्कथासीत्। यतो भूमिं जनयन्विश्वकर्मा विद्यामौर्णोन्महिना विश्वचक्षाः॥

(دیکھو یجر وید ادہیاے ۱۷ منتر ۱۸)

ترجمہ (اِس جہان کا سہارا کیسا حیرت انگیز ہے! اِس جہان کی علت کیسی اور کس طرح پر معقول ہے- کہ جس سے سب نیک اعمالوں کا منبع سب جگت کو دیکھنے والا پرمیشور زمین سے لیکر سورج تک ہر ایک چیز کو پیدا کر کے بیشمار طاقتوں سمیت اپنے ہی اندر استقلال سے ٹھہرا ہوا ہے-)

(۹۲) विश्वतश्चक्षुरुत विश्वतोमुखो विश्वतो बाहुरुत विश्वतस्पात्। सं बाहुभ्यां धमति संपतत्रैर्द्यावाभूमी जनयन्देव एकः॥

(دیکھو یجروید ادھیائے ۱۷ منتر ۱۹)

(ہے انسانو! جو سارے جہان کو دیکھنے والا - اور مکمل اوپدیش کرنیوالا اور مکمل طاقت رکھنے والا - اور سارے جہان میں موجود - لاثانی روشن صفت - محرک ذرّوں سے سورج اور زمین وغیرہ کو بطور نتیجہ کے ظاہر کرتا ہوا - اپنے سامرتھ سے سبکو چلاتا ہے - اُسی پرمیشور کو اپنا محافظ اور معبود سمجھو -)

اِس قسم کے بہت سے منتر یجروید میں ملتے ہیں - اب سام وید کے کچھ منتر لکھے جاتے ہیں -

(۹۳) अभि त्वा शूर नोनुमोऽदुग्धा इव धेनवः। ईशानमस्य जगतः स्वर्दृशमीशानमिन्द्र तस्थुषः॥

(دیکھو سام وید - اُتر آرچک - پرپاٹھک اول سوکت ۱۴)

۱۴ (ہے سورج کیطرح روشن پرمیشور! بغیر دودھ کی گاہ جسطرح چھڑے بچھڑوں کا آدر کرتی ہے - (یعنی جس طرح کہ وہ بچھڑے کی خواہش کرتی ہے) اسی طرح پر ہم آپکی اُستتی کرتے ہیں - کہ آپ اِس محرک اور ساکن جہان کے مالک اور علم کُل ہیں)

(۹۴) न त्वावाँ अन्यो दिव्यो न पार्थिवो न जातो न जनिष्यते। अश्वायन्तो मघवन्निन्द्र

वाजिनो गव्यन्त स्त्वा हवा महे ॥

(دیکھو سام وید ایضاً منتر ۲)

۱۴) (ہے ساری ثروت کے مالک! تم لاثانی ہو۔ تم سا نہ کوئی زمین پدارتھ اور نہ کوئی کرہ زمین ہے اور نہ پہلے پیدا ہوا اور نہ ہوگا ہے پرماتمن! ہم سب وِدیا۔ گیان اور اندریوں کی شانتی کی پرارتھنا کرتے ہوئے تمھیں پکارا رہتے ہیں۔)

(اسی مضمون کے متعلق رگوید منڈل ۱۰ کے سوکت ۱۲۹ کے کُل سات منتر ہیں۔ جن سے پرماتما کی وحدانیت عمدہ طور پر ظاھر ہوتی ہے۔ انہیں سے اول دو وید منتروں کے مفصل معنی پیدائش دُنیا کے باب میں کیئے گئے ہیں وہاں دیکھہ لینا چاہئیے۔)

اتھروید کے کانڈ ۱۰ کے انوواک ۴ میں سلسلہ وار ایسے منتر ہیں جن سے کہ پرماتما کی وحدانیت اور اُسکا معبود ہونا ظاھر ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ بہت سے وید منتر مختلف ویدوں کے اس بارے میں موجود ہیں جنکا ذکر کہ جگہہ بہ جگہہ حسب موقعہ آویگا۔ اور انہیں جگہوں میں اُن کے مطلب بھی لکھی جائیں گے۔

اُپنشد بھی اکیلے پرمیشور کو ھی معبود بتلاتی ھیں

(اس کے بعد اُپنشدوں کے پرمان جو مھرشی دیانند نے لکھی ہیں تو اُنکی اصل عبارت کو بخوف طوالت نہ لکھہ کر صرف اُن منتروں کے معنی کرنے پر ھی اکتفا کی جاتی ہے۔)

کٹھ ولی اُپ نشد

(۱) "لطیف سے بھی لطیف۔ بڑے سے بھی بڑا پرمیشور۔ اس محرک انسان کے ہردے روپی گُفا میں براجمان ہے۔ نشکام کرم کرتا ہوا دُکھوں سے بری۔ عالم اُس پرماتما کے پاک سوروپ کو دیکھتا ہے۔"

(دیکھو ادھیاء پہلا ولی دوم منتر ۲۰)

(۲) "جو برمھ کہ آواز شکل۔ رس۔ بو سے بری ہے۔ جو ہمیشہ رہنے والا سدا ایکرس۔ ازلی۔ اور ابدی ہے۔ اور علّت مادّی سے بھی زیادہ تر لطیف ہے۔ اُس برمھ کو جانکر موت کے مُنہ سے چھٹکارا ہوتا ہے۔"

(دیکھو ادھیاء پہلا۔ ولی سوم۔ منتر ۱۵)

(۳) "جو یہاں پیدائیش وغیرہ کا باعث ہے وہی دوسرے جنموں میں اور جو دوسرے جنموں میں ہے۔ وھی یہاں بھی ہے۔ جو انسان کہ اِس برمھ میں دوسری نظر رکھتا ہے۔ وہ بار بار پیدائیش اور موت کے پنجے میں پہنستا ہے۔

(دیکھو ولی چہارم منتر ۱۰)

(۴) سب جانداروں کا انتریآتما۔ ایک۔ دیاپک (پرماتما) جو ایک بے شکل علّت مادی سے بہت شکلیں بنا دیتا ہے۔ جو عابد لوگ اُس انتریامی کو گرو کے اوپدیش سے دیکھتے ہیں۔ اُنکی ہی نجات ہوتی ہے اوروں کی نہیں۔"

(دیکھو ولی پنجم منتر ۱۲)

(۵) "فانیوں میں غیر فانی۔ چیتن جیو آتماؤں کے اندر سب سے اعلیٰ چیتن۔ بہتوں میں ایک جو سب انسانوں کو اُنکے اعمال کی سزا و جزا

دیتا ہے۔ اُسکو جو عابد لوگ اپنے آتما میں گورو کے اُپدیش سے دیکھتے ہیں۔ اُنہیں کو مستقل شانتی ملتی ہے۔ نہ کہ اوروں کو"

(دیکھو ولی پنجم منتر ۱۳)

منڈک اُپ نشد

(۶) "وہ ہمہ جا موجود پرماتما۔ پرکاش سوروپ۔ یقیناً شکل سے بری (صورت) باصر اور اندر ہر شے کے اندر موجود۔ جو کبھی پیدا نہیں ہوتا۔ جسمیں سانس کی پہونچ نہیں۔ اور نہ من کی۔ سدا پاک حواس سے پرے ہمیشہ قائم رہنے والا بڑا ہی لطیف ہے۔"

(منڈک دوم۔ کھنڈ اول۔ منتر ۲)

(۷) "جو علیم کل سب میں موجود جسکی کہ یہہ پرتھوی پر ظاہر قدرت دکھائی دیتی ہے۔ وہ آتما نرمل جگہہ برہم اندیا ناڑی میں ٹھہرا ہوا ہے۔" (منڈک دوم۔ کھنڈ دوم۔ منتر ۷)

مانڈوک اُپ نشد

(۸) "اُسکو نہ اندر کام کرتے ہوئے دیکھو۔ نہ بیرونی جہان میں پھیلا ہوا دیکھو۔ نہ ان دونوں حالتوں کے درمیان دیکھو۔ نہ اُسے عقل کا مجموعہ دیکھو۔ نہ چیتن اور نہ اچیتن دیکھو۔ بلکہ غائب (حواس خمسہ سے پرے) بیوہار میں نہ آنیوالا۔ نہ محسوس ہونے کے لائق۔ نہ تعریف کئے جانے کے لائق۔ نہ سوچے جانے کے لائق۔ فہم میں نہ آنیوالا ایک آتما۔ مطلق دُنیا کے پرپنچ سے بری۔ شانت۔ کلیان کاری ایک لاثانی چوتھی حالت (تُریہ) میں سدا ٹھہرا ہوا۔ عالم لوگ اُسے مانتے ہیں۔ وہی آتما یعنی سارے مخلوق کی روح اندرونی ہے۔ اُسیکو

جاننا چاہئے۔"   (دیکھو منتر ۷)

تیتریہ اپ نشد

(۹) "جو اپنے سوروپ سے نہ گرنے والا (ہستی کامل) علمِ کُل۔ بیحد ابدی سب سے بڑا برہم ہے۔ اُسکو دلکی پاک گُفا میں موجود۔ جو عالم جانتا ہی وہ عقل کُل پرمیشور کو حاصل کرکے ہرایک خواہش کو حاصل کرتا۔ (یعنی اُن سے بری ہوجاتا) ہے"   (دیکھو برھمانندولی۔ انوواک پہلا)

چھاندوگیہ اُپنشد

(۱۰) "جو (بھوما) بڑا ہے اُسمیں سُکھ ہے تُچھ (ناچیز) میں سُکھ نہیں ہے۔ بڑے میں ہی سُکھ ہے۔ (کیونکہ بڑا جو سب جگہ موجود ہے اُسے کوئی خواہش ہی نہیں ہوتی۔ اِس لئے دُکھ نہیں جو کہ خواہش کے نہ پورا ہونے سے ہوتا ہے) اِسلئے اُس بھوما یعنی بڑے کو ہی جاننا چاہئے۔ اُسی بڑے کو سب ثروت کا مالک سمجھنا چاہئے۔ (وہ بھوما کیا ہے) جسمیں آنکھ کان۔ اور من نہیں پہونچتے وہ بھوما ہے۔ جسمیں یہہ سب یعنی آنکھ۔ کان۔ من پہونچتے ہیں وہ ناچیز ہے۔ جو بھوما ہے۔ وہی نہ مرنے والا ہے۔ جو ناچیز ہے وہ مرنیوالا ہے۔ اِسلئے بھوما کی شرن میں آنا چاہئے۔"

(پرپاٹھک ۷۔ کھنڈ ۲۲ و ۲۳)

ویدوں اور اُپنشدوں میں لکھے ہوئے اوصاف سے موصوف جو پرمیشور ہی اُسی کو آریہ لوگ آغازِ آفرینش سے ٹھیک طور پر جانکر اُسکی عبادت کرتے آئے ہیں۔ اِس طرحپر برہم کے اوصاف جتلانیوالے بہت سے منتر ہیں۔ اِسلئے پروفیسر میکس میولر کا یہہ دعویٰ کہ آریہ لوگونکو پہلے پرمیشور کا علم نہ تھا۔ اور رفتہ رفتہ اُنہوں نے حاصل کیا قابل لحاظ

نہیں ہے -

میکس میولر کے اعتراضوں کا جواب

हिरण्य गर्भः समवर्त्तताग्रे भूतस्य जातः وغیرہ

پروفیسر میکس میولر نے اِس منتر کی تفسیر لکھتے ہوئے اپنی کتاب "سنسکرت لٹریچر" میں جو یہہ لکھا ہی کہ یہہ منتر نیا ہے - اور چھند بہاگ ہے - یہ بھی ٹھیک نہیں ہے - نیز اُنہوں نے یہہ بھی لکھا ہی - کہ ویدوں کے دو حصّے ہیں - چھند اور منتر - اِن میں سے جسمیں معمولی مطلب ہے اور جو دوسرے کی تحریک سے ظاہر ہوا معلوم دیتا ہے - جسمیں کہ بنانیوالیکی تحریک کا نشان نہیں ملتا - اور جسکی بناوٹ ایسی ہے کہ جس طرح پر جاہل کے مُنہ سے دفعتاً کوئی بات نکل جاوے - اُسکو چھند جاننا چاہئے - اُسکو بنے ہوئے زیادہ سے زیادہ ۳۱۰۰ برس گزرے ہونگے - اور اُنکا (پروفیسر میکس میولر) کا یہہ بھی قیاس ہے کہ قریباً ۲۹۰۰ برس منتر کو بنے ہوئے گزرے ہیں - اُسمیں

अग्नि पूर्वे وغیرہ

رگوید کے منترونکا حوالہ بھی پروفیسر صاحب نے دیاہے - یہہ سب قیاسات پروفیسر میکس میولر کے بے بنیاد ہیں -

اور یہہ غلطی اُن سے اِس لئے ہوئی ہے - کہ وے لفظ हिरण्य गर्भ (ہرنیہ گربھہ) کے معنی نہیں جانتے - اِسمیں پران

ज्योतिर्वै हिरण्यं ज्योतिरेषोऽमृतं हिरण्यम् ॥

(دیکھو شت پتھ کانڈ ۷ - ادھیائے ۷)

केशी केशा रश्मयस्तैस्तद्वान्भवति काशनाद्वा प्रकाशनाद्वा केशीदं ज्योतिरुच्यते ॥

(دیکھو نروکت ادھیائے ۱۲ کھنڈ ۲۵)

यशो वै हिरण्यम् ॥

(دیکھو ایتریہ براہمن پنچکا ۷ - ادھیائے ۳)

ज्योतिरेवायं पुरुष इत्यात्म ज्योतिः ॥

(دیکھو شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴ - ادھیائے ۷)

ज्योतिरिन्द्राग्नी ॥ (دیکھو شت پتھ براہمن کانڈ ۱۰ - ادھیائے ۷)

اب ان حوالجات کا مطلب لکھتے ہیں۔

جیوتی یعنی روشنی جسکے گربھ میں ہے۔ یعنی علم حق کا جو منبع ہے وہ ہرنیہ گربھ کہلاتا ہے۔ اسی طرح پر جو پرکاش والی چیزیں ہیں۔ وے سب لفظ ہرنیہ سے ظاہر کیجاسکتی ہیں۔ یعنی روشنی۔ نجات۔ کرنیں۔ عمدہ شہرت۔ سچی عزت۔ جیوآتما۔ بجلی۔ سورج اور آگ وغیرہ جسکی قدرت کے اندر کام کرتے ہیں۔ وہ ہرنیہ گربھ پرمیشور ہے۔ پس لفظ ہرنیہ گربھ کے استعمال سے ویدوں کی فضیلت اور قدامت کا یقین ہوتا ہے۔ نہ کہ نئے پن کا۔ اسلئے ہرنیہ کے معنی طلا (سونا) ظاہر کرکے جو ویدونکا منتر حصہ نئے ہونیکا اعتراض پروفیسر میکس میولر نے اوٹھایا ہے۔ وہ سب وھم ہی سمجھنا چاہئے۔ اور جو یہہ کہا تھا۔ کہ

अग्निः पूर्वेभिः وغیرہ

منتروں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ویدونکا منتر حصہ نیا ہے۔ اُنکی بھی

وہی کیفیت سمجھنی چاہئے- کیونکہ ایشور تینوں زمانوں کے حالات جاننے والا ہے- اُس نے اِس منتر کے ذریعہ سے ماضی حال اور مستقبل- تینوں زمانوں کے اعمال کو ٹھیک طرح پر جانکر کہا ہے- کہ ویدوں کو پڑھکر جو ودوان ہو چکے ہیں- یا جو پڑھ رہے ہیں یعنی پرانے اور نئے رشی لوگ میری ستتی کریں- اِس کے علاوہ لفظ رشی کے معنی- منتر پران- اور دیل کے بھی ہیں- ان کے ذریعہ سے میری ستتی کرو- اِسی غرض کے لیئے یہہ منتر پرمیشور کی طرف سے (یعنی ویدوں کا ترجمہ کرنے اور اُنکا مطلب دریافت کرنے کے بارے میں) نروکت کے مصنف یاسک آچاریہ رشی فرماتے ہیں-

तत्प्रकृती तद्‌र्द्दर्न्तेन सामान्यादित्ययं मन्त्रार्थ चिन्ताभ्यूऽभ्यूहोऽपि श्रुतितोऽपि तर्कतो न तु। पृथक्त्वेन मन्त्रा निर्वक्तव्याः प्रकरण एव तु निर्वक्तव्या न ह्येषु प्रत्यक्षमस्त्यनृषेरतपसो वा पारोवर्य्यवित्सु तु खलु वेदितृषु भूयो विद्यः प्रशस्यो भवतीत्युक्तं पुरस्तान्मनुष्या वा ऋषिषूत्क्रामत्सु देवानब्रुवन्को न ऋषिर्भविष्यतीति तेभ्य एतं तर्कमृषिं प्रायच्छन् मन्त्रार्थचिन्ताभ्यूहमभ्यूढं तस्माद्यदेव किंचानूचानोऽभ्यूहत्यार्षं तद्भवति॥

(دیکھو نروکت ادھیاء ۱۳- کھنڈ ۱۲)

اِسکا مطلب حسب ذیل ہے-

وید منتروں کے حروف ۔ الفاظ اور جملوں کا جو مجموعہ باہمی صفت موصوف کے تعلق سے معمولی حالت میں ہوتا ہے۔ اُسکا مطلب جاننے کی خواہش ہوتی ہے۔ پس انسان کو واضح تر علم حاصل کرنے کے لیے عقل سے دلیل اُٹھانی چاہیئے۔ کہ اِس منتر کے کیا معنی ہونگے۔ سو منتروں کے معنی نہ تو صرف سُننے اور نہ صرف دلیل سے ہی کرنے چاہیئے۔ بلکہ آگے پیچھے کے تعلق کے مطابق ہی معنی کرنے چاہئیں لیکن ان منتروں کا انرشی (نہیں ہے جو رشی) اور اتپ (جس نے کہ عبادت نہیں کی) یعنی جسکا دل صاف نہیں ہے۔ ایسی جاہل کو ٹھیک ٹھیک گیان (ٹھیک علم) نہیں ہوتا۔ جبتک کہ انسان کُل ویدوں کے درمیان سے گزر کر ویدمنتروں کے معنی، صاف کرکے اور جملہ علوم میں مہارت حاصل کرکے قابل عزت اور عالم فاضل نہیں ہو جاتا۔ تب تک ٹھیک دلیل کرنے پر بھی ویدوں کے معنی کرنیکی لیاقت اُسمیں ہرگز نہیں ہوتی۔ یہہ ثابت ہی ہے۔

اسمیں حسب ذیل کہانی بطور النکار کے ہے۔ کہتے ہیں کسی زمانہ میں جبکہ منتر درشٹا (یعنی منتروں کے ارتھوں کو ظاہر کرنیوالے اگنی وایو۔ آدتیہ۔ اور انگرا۔ ہر چہار رشی) رشی چلے گئے تو انسانوں نے عالموں سے دریافت کیا۔ کہ اُن کے درمیان کون رشی (یعنی ویدوں کے معنی سمجھنے والا) ہوگا۔ اُن (انسانوں) کو سچ جھوٹھ کی تمیز سے ویدوں کے معانی کا اظہار کرانے کے لیے اُنہوں عالموں نے ترک (دلیل) رشی کو دیا۔ اور جواب میں کہا کہ یہی تمہارے درمیان رشی ہوگا۔ وہ ترک ویدمنتروں کے معنی کا علم دینے والا ہے

اِس سے یہ ثابت ہوا۔کہ ایسا عالم فاضل شخص جو کچھ ویدوں کی معانی کا اظہار کرے اُسے بھی ویسا ہی ماننا چاہئے۔گویا کہ نیک رشیوں کا کیا ہوا دید دیاکھیان ہے۔اور جو کم عقل۔کم علم اور متعصب انسان کا کیا ارتھ ہے۔وہ خراب اور جھوٹھ ہوتا ہے۔اِس لئے اسکی عزت کسی کو نہ کرنی چاہئے۔کیونکہ وہ ٹھیک نہیں ہوتا۔اور اُس کی عزت کرنے سے انسانوں میں غلطی گھر کر جاتی ہے۔

گزشتہ پیدا ہوئے جو ترک رشی ہیں۔اور زمانۂ حال کے نئے۔اور جو آئندہ ہونیوالے ترک رشی۔یعنی تینوں زمانوں کے ترک شی رشی کُل پرمیشور کی ہی ستتی کرتے ہیں۔اُس کے بغیر اور کوئی چیز بھی یقیناً انسانوں کی عبادت کے لائق نہیں ہے۔اس طرح پر अग्नि पूर्वे والے منتر کے ٹھیک مطلب سمجھنے سے نئے آدمیوں کے لگائے ہوئے کوئی بھی اعتراض ویدوں پر قائم نہیں رہتے۔ اِس کے علاوہ ایتریہ براہمن کی پنچکا دوسری اوھیائے میں ہے۔

प्राणा वा ऋषयो दैव्यास: ॥

جہاں کی علت فاعلی میں جو سانس ہیں۔وہ پورا نے اور جو مادی جہان میں سانس ہیں۔وہی نئے کہلاتے ہیں۔اِس لئے سب عالموں کو انہیں (یعنی پورا نے اور نئے سانسوں) رشیوں کے ساتھ یوگابھیاس سے اگنی نامی پرماتما کی ہی ستتی کرنی چاہئے۔

کیا چھند اور منتر میں فرق ہے؟

اور چھند اور منتر کی تعریف بیان کی ہے۔وہ بھی غلط ہے۔کیونکہ

چھند - وید - نگم - منتر - شرتی - یہہ سب مترادف (ہم معنی) الفاظ ہیں - اِنمیں چھند کے بہت سے معنی ہیں - ویدوں میں گایتری وغیرہ نظم کے لیئے اور لوکک سنسکرت میں آریہ وغیرہ نظم کے لیئے استعمال ہوتا ہے - اور کھیں آزادی کے معنوں میں مستعمل ہوتا ہے اسپر یاسک آچاریہ فرماتے ہیں -

मन्त्रा मननाच्छन्दांसि च्छादनात्स्तोमः स्तवनाद्यजुर्यजतः साम संमितमृचा ॥

(دیکھو نروکت ادھیاء ۷ کھنڈ ۱۲)

جہالت وغیرہ دُکھوں کے دور کرنے اور سُکھوں کے آچھادن کرنے یعنی پھیلا دینے سے چھند وید کو کہتے ہیں -

चन्देरादेश्च छः ॥

یہہ اُنادی[1] کوش کا سوتر ہے - चदि (چدی) دھاتو خوشی اور روشنی کے معنوں میں آتا ہے - اس دھاتو میں असुन پرتے لگانے اور پرے च کی جگھ छ لانے سے لفظ छन्दस् (چھندس) بنتا ہے - وید کے پڑھنے سے جملہ علوم حاصل ہونے پر انسان نہایت خوشی ہوتا ہے - اور عالم اسلئے بھی ویدوں کا نام چھند ہے -

छन्दांसि वै देवा वयोनाधाश्छन्दोभिर्हीदं सर्वं वयुनं नद्धम् ॥

(دیکھو شت پتھ براھمن کانڈ ۸ - ادھیاء ۲)

[1] اُنادی پانینی کی صرف نحو کا ایک حصہ ہے - ۱۲

مطلب

(मन्त्रि गुप्त भाषणे) یعنی मन्त्रि (منتری)
دھاتو۔ یعنی پوشیدہ کہنا کی مستعمل ہوتا ہے۔ اسمیں हलश्चेति
اس سوتر کے لگانے سے घञ् پرتے کرکے لفظ منتر
(मन्त्र) بنتا ہے۔ جسمیں پوشیدہ چیزوں (یعنی باریک راز) کا بیان
ہے۔ اُن ویدونکا نام منتر ہے۔ اُس (وید) کے اجزاء مختلف مطلب
جتلانیوالونکا نام بھی منتر اسی وجہ سے ہے۔
मन (من) دھاتو گیان یعنی علم کے معنوں میں آتا ہے۔ اسمیں۔

सर्वधातुभ्यः ष्ट्रन् ॥

اُنادی کے اس سوتر کو لگاکر ष्ट्रन् پرتے کرنے سے بھی لفظ
منتر بنتا ہے۔ جس سے جسمیں کہ سب لوگ سچے مقاصد کو سمجھ سکیں
اُس وید کو منتر کہتے ہیں۔ اور اُس (وید) کے اجزاء अग्निमीळे
وغیرہ کو بھی منتر ہی کہتے ہیں۔ جو گائتری وغیرہ چھندوں
سمیت منتر جملہ معانی کا اظہار کرنیوالے ہیں۔ اُنکو لفظ دیوتا سے
کہا جاتا ہے۔ اسلئے چھندوں کو بھی دیوتا کہتے ہیں۔ چھندوں میں
ہی سب طرح کے کرموںکا علم باندھا ہوا ہے۔ یعنی ویدمنتروں کے
اندر پرمیشور نے ساری دُنیا کے اعمال کا علم باندھ دیا ہے۔ چونکہ
چھندوں سے ہی سب طرح کا ٹھیک علم حاصل ہوتا ہے۔ اسلئے چھند
وید اور منتر مترادف الفاظ ہیں۔ منو نے وید کو شرتی کہا ہے
اور نروکت کے مصنف نے وید کو نگم کہا ہے۔ پس شرتی۔ وید
منتر۔ نگم۔ یہ سب مترادف الفاظ ہیں۔ جس سے سب علوم سُنے

جائیں۔ اُس وید کو شُرتی کہتے ہیں۔ اور جس سے جملہ علوم کو جانتے یا حاصل کرتے ہیں۔ اُس وید کو نگم کہتے ہیں۔ اِسمیں دیاکرن۔ اشٹادھیای کے بھی پرمان موجود ہیں

मंत्रे घसह्वरणश वृदहाद्वृच्कृगमि ज
न्भ्यो ले : ॥ (ادھیاء ۲ پاد ۴۔سوتر ۸۰)

छन्दसि लुङ् लङ् लिट :
(ادھیاء ۳۔ پاد ۴۔سوتر ۶)

वाष पूर्वस्य निगमे ॥
(ادھیاء ۶۔ پاد ۴۔ سوتر ۹)

اِسجگہ بھی چھند۔ منتر۔ اور نگم مترادف الفاظ ہیں۔ اِس لئے جو لوگ اِنمیں فرق مانتے ہیں۔ اُن کے اقوال ماننے کے لایق نہیں ہیں

تفسیر

اِسجگہ ضرورت تھی کہ واضح طور پر پروفیسر میکس میولر کے ایک ایک دعوی کو علیحدہ علیحدہ لیکر اُنکی تردید کیجاتی۔ لیکن چونکہ میں نے ایک علیحدہ سلسلہ کُتب کا چھیڑا ہوا ہے۔ جسمیں کہ ویدوں کے تمام معترضین ماضی و حال کا مقابلہ مھرشی دیانند کے بھاشیہ کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ اِس لئے اِسجگہ اُس بحث کو چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا گیا۔ مھرشی دیانند نے اِسجگہ بھی اپنے دستور کے مطابق دریا کو کوزہ میں بند کیا ہے۔ اِس مختصر عبارت میں ھی میکس میولر کے تمام اعتراضات کو ہوا کی طرح اڑا دیا ہے۔ مفصل طور پر جگہ بہ جگہ

اپنے وید بھاشیہ میں بھی مہرشی دیانند نے میکس میولر کی غلطیوں کو طشت از بام کیا ہے۔ اُن جگہوں میں ہیُ انکا دیکھنا مناسب ہے ؁

باب چہارم
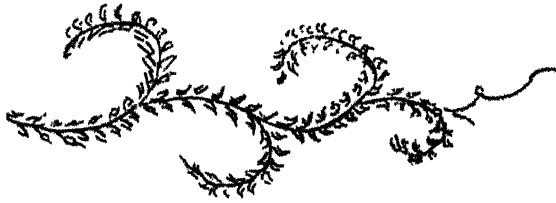
در تحقیق اصلیت وید مقدس

سوال- وید کن کا نام ہے-؟

جواب- منتر سمہتا[۱] کا نام ہی وید ہے-

سوال- کاتیاین نے اپنی تصنیف میں کہا ہے- کہ

मन्त्र ब्राह्मणयो वेदनाम धेयम् ॥

"منتر اور براہمن دونوں کا نام وید ہے" پھر براہمن بھاگ کو بھی وید میں آپ کیوں شامل نہیں سمجھتے ہو-؟

جواب- ایسا مت کہو- براہمن نامی کتابوں کا نام وید ہرگز نہیں ہوسکتا- کیونکہ انکا نام پوران اور اتہاس (تواریخ) ہے- اور وے ویدونکی تفسیریں رشیوں کی کہی ہوئی ہیں- نہ کہ ایشور کی کہی ہوئیں- اور کاتیاینی کے علاوہ اور کسی رشی نے بھی انکا نام وید کے زمرہ میں نہیں شمار کیا نیز انکے مصنف جسم والے انسان تھے-

---

نوٹ- ۱- رگ[۱]- یجر[۲]- سام[۳] اور اتھرو[۴]- ان چاروں کا نام ہی منتر سمہتا ہے- انکے مجموعہ کو ہی منتر بھاگ کہا جاتا ہے- لیکن اصل میں جب ویدوں کے حصے ہی نہیں ہیں- تو لفظ بھاگ منتر کے ساتھ جوڑنا ٹھیک نہیں ہے (مترجم)

براھمن وید نہیں کیونکہ اُن میں کہانیاں ہیں

جیسا ظاہر ہے کہ براھمن نامی کتابوں میں انسانوں کے نام لیکر زمانہ ماضی کی تواریخ بیان کی ہے۔ اُس طرح منتر بھاگ میں نہیں ہے (اسپر معترض اکثر یجروید کا حسب ذیل منتر پیش کیا کرتے ہیں)

त्र्यायुषं जमदग्नेः कश्यपस्य त्र्यायुषम् ॥
यद्देवेषु त्र्यायुषं तन्नो अस्तु त्र्यायुषम् ॥

(دیکھو یجر وید ادھیاے ۳ منتر ۶۲)

(اور کہا کرتے ہیں کہ) اِس قسم کے مقولوں میں رشیوں کے نام یجروید وغیرہ میں بھی دکھلائی دیتے ہیں۔ پس تواریخ ہونے کے لحاظ سے منتر اور براھمن برابر دکھلائی پڑتے ہیں۔ پھر براھمن نامی کتابوں کو بھی وید کیوں نہیں مانا جاتا۔ یہہ بالکل وہم ہے۔ اِس جگہ جمدگنی اور کشیپ جسم والے انسانوں کے نام نہیں ہیں۔ اِسمیں حوالہ ذیل ہے

चक्षुर्वै जमदग्निर्ऋषिर्यदेनेन जगत्पश्यत्यथो मनुते तस्माच्चक्षुर्जमदग्निर्ऋषिः ॥

(دیکھو شت پتھ براھمن کانڈ ۸۔ ادھیاے اول)

(آنکھ کو جمدگنی رشی اِسلئے کہتے ہیں کہ سارا جہان اُس سے ہی دکھائی دیتا ہے)

कश्यपो वै कूर्मः प्राणो वै कूर्मः ॥

(دیکھو شت پتھ براھمن کانڈ ۷۔ ادھیاے ۵)

اِسجگہ پران کے کچھو کو کشیپ کہا ہے۔ جسم میں جو ناف ہے

اُسکی شکل کچھو کی مانند ہے۔
یہاں اِس منتر سے ایشور سے پرارتھنا کیگئی ہے کہ ہے جگدیشورہ آپکی عنایت سے ہملوگوں کے جمدگنی نامی آنکھ اور کشیپ نامی پران سے چند عرصہ تک قائم رہیں (یعنی اُس عرصہ تک ہماری زندگی ہو) آنکھ کہنے سے جملہ حواس خمسہ معہ من وغیرہ کے سمجھے جاتے ہیں۔ لفظ دیو کے معنی حسب ذیل ہیں۔

विद्वा॑ँसोहिदेवा : ॥

(دیکھو شت پتھ براہمن کانڈ ۳۔ ادھیاء ۷)

جو عالم ہیں اُنہیں کو دیو کہتے ہیں۔ عالموں کی بوجہ اس کے کہ وے کُل علوم (جنمیں صحت قائم رکھنے کا علم بھی شامل ہے) کو جانتے ہیں معمول سے سہ چند عمر ہوتی ہے۔ ویسی ہی ہماری اندریوں کی من کے سمیت سہ چند عمر ہووے۔ یعنی جبتک کہ ہم خوشی سے جی سکیں اِسکا مطلب یہہ بھی ہوسکتا ہے۔ کہ برہمچریہ وغیرہ افضل قواعد کی پابندی سے انسان سہ چند عمر اپنی کرسکتے ہیں۔ اِس سے یہہ معلوم ہوا کہ جمدگنی وغیرہ بامعنی الفاظ ہے الفاظ کے معنی ہی ویدوں میں ظاہر کیئے گئے ہیں۔ اِس سے منتر بھاگ میں تواریخ کا ذرا بھی لگاؤ ثابت نہیں ہوتا۔ اِس لیئے سائین آچاریہ وغیرہ نے ویدوں کے (معانی کے) اظہار میں جہاں کہیں قصے بیان کیئے ہیں۔ وے سب مشتبہ اور

نوٹ لہ ویدمیں انسان کی معمولی عمر ایکسو برس کی لکھی ہے۔لیکن یوگابھیاس وغیرہ کے ذریعہ سے اِسمیں زیادتی ۳۰۰ اور ۴۰۰ برسوں تک ہوسکتی ہے۔ پس سہ چند سے یہاں مراد ۳۰۰ برس تک ہے۔ (مترجم)

غیر مستند ہیں۔

براہمن گرنتھ ہی سچے پوران ہیں

اور براہمن کتابوں کے ہی پوران اور اتہاس وغیرہ نام ہیں۔ نہ کہ برہم وَیوَرت اور شریمد بھاگوت وغیرہ کے یہہ یقین کرنا چاہیئے۔

(**سوال**) کیوں جی! برہم یگیہ کے قواعد (کے ذکر) میں کہیں کہیں براہمن اور سوتر[۱] گرنتھوں میں اس قسم کے اقوال دکھائی دیتے ہیں

ब्राह्मणानीतिहासान्पुराणानि कल्यान् गाथानाराशंसी: ॥

اور انکا سول اتھرو وید میں بھی ہے۔

स बृहती दिशमनुव्यचलत् । तमितिहासश्च पुराणंच गाथाश्च नाराशंसीश्चानुव्यचलन । इतिहासस्य च वैस पुराणस्य च गाथानां च नाराशंसीनां च प्रियं धाम भवति य एवं वेद ॥

(دیکھو اتھروید۔ کانڈ ۱۵ - پرپاٹھک ۳۰۔ انوواک پہلا منتر ۴)

پس براہمن کتابوں کے علاوہ بھاگوت وغیرہ کتابوںکو پوران کیوں نہیں مانتے - ؟

جواب - ایسا مت کہو - ان حوالہ جات کا براہمن نامی کتابوں پر

نوٹ [۱] سوتر گرنتھ ان کتابوںکا نام ہے جنمیں کہ مختصر معقولوں کی شکل میں مذہبی فرمان بیان کئے گئے ہیں۔ عموماً ان کا تعلق مذہبی رسوم سے ہوتا ہے - آریوں کی فلسفہ اور سائینس کی چھ کتابیں نیائے وغیرہ بھی سوتروں کی شکل میں ہیں - (مترجم)

ہی اطلاق ہے۔ شریمد بھاگوت وغیرہ پر نہیں۔ کیونکہ اتہاس وغیرہ نام سب براہمن کے انترگت یعنی اُسمیں شامل ہیں۔ اُن میں جو عالمس اور جاہلوں کے جنگ (کا استعارہ) ہے۔ اِس قسم کی تحریروں کو اتہاس ماننا چاہئے۔

सदेव सोम्येदमग्र आसीदेकमेवाद्वितीयम् ॥
(دیکھو چھاندوگیہ اُپنِشد پرپاٹھک ۶)
(یعنی پہلے ایک لاثانی برماتما ہی تھا)

आत्मवा इदमेक एवाग्र आसीत् । नान्यत्किंचन मिषत् ॥
(دیکھو ایتریہ اُپنِشد۔ ادھیاے اول۔ کھنڈ اول)
(آتما یعنی روح کُل ہی ایک پہلے تھا اور کچھ بھی کام کرنیوالا نہ تھا)

आपो ह वा इदमग्रे सलिलमेवास ॥
(دیکھو شت پتھ براہمن کانڈ ۱۱۔ ادھیاے اول)
(پہلے جہان پانی کی حالت میں تھا وغیرہ)

یہ جو جہان کی شروع حالت کا بیان کرنیوالے اقوال ہیں۔ یہ سب براہمن کے انترگت پُوران نام سے کہے جاتے ہیں۔

کلپ براہمنوں کے اُن حصّوں کو کہتے ہیں جنمیں کہ وید منتروں کا ترجمہ کیا جاوے۔ یا وجودوں کی قدرت بیان کیجاوے۔ مثلاً۔

इषे त्वोर्जे त्वेति इषे तदाह । यदाहेषे त्वोर्जे त्वेति यो वृष्टादूर्ग्रसो जायते तस्मै तदाह । सविता वै देवानां प्रसविता सवितृ प्रसूता ॥
(دیکھو شت پتھ براہمن کانڈ اول۔ ادھیاے ۷)

وغیرہ اِس قسم کے مضامین کا نام کلپ ہے (یہاں یجروید کے منتر اول کو لیکر اُسپر خامہ فرسائی کیگئی ہے)

گاتھا۔ مثلاً یاگیہ ولک اور جنک کا مباحثہ اور گارگی اور میتریئی وغیرہ کے باہمی سوال و جواب کا حال جس طرح کہ شت پتھہ براہمن میں لکھے ہیں۔

ناراشنسی کے بارے میں یاسکاچاریہ فرماتے ہیں۔

नराशंसो यज्ञ इति कथक्या नरा अस्मिन्नासीनाः शंसन्त्यग्निरिति शाकपूणिर्नरैः प्रशस्यो भवति ॥ (دیکھو نرکت ادھیاۓ ۸ کھنڈ ۶)

یعنی انسانوں نے جہاں پرمیشور۔ دھرم وغیرہ چیزوں کی یا انسانوں کی تعریف کی ہے۔ اُن براہمن اور نرکت میں کہی ہوئی کہانیوں کا نام ناراشنسی ہے۔ اِن کے علاوہ اور دوسرا نہیں۔ اِن سب مقولوں میں بھی یہہ جاننا چاہئے۔ کہ لفظ **ब्राह्मणानि** (جمع لفظ براہمن) تو موصوف ہے۔ اور اتہاس وغیرہ اُسکی صفتیں ہیں پس براہمن پستکوں کو ہی اتہاس۔ پوران۔ کلپ۔ گاتھا اور ناراشنسی جاننا چاہئے۔

اِس بارے میں اور بھی بہت سے پرمان ہیں۔ مثلاً نیاۓ کا سوتر ہے۔ کہ

वाक्यविभागस्य चार्थग्रहणात् ॥

(دیکھو نیاۓ شاستر۔ ادھیاۓ ۲۔ آہنک ۲۔ سوتر ۶۰)

اسپر بھاشیہ کرتے ہوئے واتسیاین رشی فرماتے ہیں کہ جس طرح کہ دنیاوی بیوہار میں شبد تین حصّوں میں منقسم ہیں۔ اسی طرح پر

براہمنوں میں بھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ براہمن وید نہیں ہیں پھر سوتر ہے۔

विध्यर्थ वादानुवाद वचन विनियोगात् ॥

(ادہیاے ۲۔ آہنک ۲۔ سوتر ۶۱)

وہ تین طرح کے (براہمنوں کے) اقوال حسب ذیل ہیں (۱) ودھی واکیہ (۲) ارتھہ واد اور (۳) انوواد۔

विधिर्विधायकः ॥

(دیکھو نیائے درشن ادہیاے ۲۔ آہنک ۲۔ سوتر ۶۲)

جو قول کہ بطور حکم کے کہا جاتا ہے۔ اُسے ودھی واکیہ کہتے ہیں مثلاً "جسے سُکھ کی خواہش ہو وہ اگنی ہوتر کرے"۔ وغیرہ براہمن کتابوں کے مقولے ہیں۔

स्तुतिर्निन्दा परकृतिः पुराकल्प इत्यर्थवादः ॥

(دیکھو ایضاً سوتر ۶۳)

(ارتھ واد کے چار حصے ہیں۔ یعنی ستتی[۱]۔ نندا[۲]۔ پرکرتی[۳] اور پوراکلپ[۴])

(۱) ستتی اُس تعریف کو کہتے ہیں۔ جس میں کہ اشیاء کے اوصاف محض اس خیال سے بیان کئے جاویں۔ کہ انسانوں کی رغبت نیک کاموں کی طرف بڑھے۔ مثلاً کسی کام کی تعریف میں کہا جاوے۔ کہ عالم اور نیک لوگ اُسکی پیروی کرتے رہے ہیں۔ جیسی سرو جیت یگیہ کرنے سے دیوتوں کی جے ہوئی ہے۔ وغیرہ۔

(۲) نندا۔ یعنی بُرے کاموں کی خرابیوں کو جتلانا تاکہ انسانوں کو

اُن (بُرے کاموں) سے نفرت پیدا ہو۔ مثلاً جیوتشٹوم یگیہ جو یگیوں
میں پہلا ہے۔ اُسکو نہ کرکے جو شخص کہ دیگر یگیہ کرتا ہے۔ وہ
نرکھ میں پڑتا ہے۔ یا اُسکا کیا ہوا یگیہ ضائع ہو جاتا ہے۔

(۳) دوسروں کی طرف مختلف احکام کا ظاہر کرنا پرکرتی کہلاتا ہے
مثلاً بعض ہون کرنیوالے دیا ناحی یگیہ کی سامگری کو مقدم سمجھتے
ہیں۔ اور چرکا دھیوریو آچاریہ مقدم دھی اور گھی کے مرکب کو سمجھتے
کیونکہ یہہ مرکب آگ کی جان سمجھا جاتا ہے۔ وغیرہ۔

(۴) جو حکم کہ بذریعہ تواریخ (اتہاس) کے دیا جاتا ہے۔ اُسے
پوراکلپ کہتے ہیں۔ مثلاً کہا ہے کہ براہمن لوگ سام وید کے
منتروں کے ذریعہ سے یگیہ میں ہون کرنے لائق چیزوں کی تعریف کرتے
ہوئے گربھادھان سنسکار کو کراتے ہیں۔ وغیرہ۔

اسپر سوال یہہ ہوتا ہے کہ پرکرتی اور پُراکلپ کو ارتھ واد کیونکر
ٹھہراتے ہو۔ اسکا جواب یہہ ہے۔ کہ چونکہ اُنکا تعلق ستتی اور
نندا کے ساتھ ہے۔ اور اس لیئے بدھی کے متعلق الفاظ پر روشنی
ڈالنے کی وجہ سے اُنکو بھی ارتھ واد میں شامل کرلیا ہے۔

विधिविहितस्यानुवचनमनुवादः ॥

(دیکھو نیائے شاستر ادھیائے ۲ آہنک ۲ سوتر ۶۴)

انوواد اُسکو کہتے ہیں۔ کہ جسکا پہلے حکم لکھا ہوا ہو۔ اسیکو یاد داشت
سے بیان کرنا وہ دو قسم کا ہے۔ ایک تو وہی لفظ بجنسہ استعمال کرنا
اور دوسرا اُس لفظ کا مترادف لفظ بولنا۔

नचतुष्ट्वमैतिह्यार्थापत्तिसम्भवाभावप्रामाण्यात् ॥

(دیکھو نیاء شاستر ادھیاء ۲۔ آہنک ۲۔ سوتر ۱)

صرف چار پرمان ھی نہیں ہیں۔ کیونکہ ایتہیہ۔ ارتھاپتی۔ سمبھو اور ابھاؤ۔ یہ بھی پرمان ہیں۔ ایتہیہ اسکو کہتے ہیں کہ سلسلہ وار کسی بات کو زمانہ دراز سے سنتے آئے ہوں۔ اور جسکا کہنے والا معلوم نہ ہو۔ اِس لیئے اُس پرمان سے بھی اِتہاس وغیرہ ناموں میں براھمن کتابوں کا شمار ہوتا ہے۔ دوسروں کا نہیں۔

وید چاروں سمہتاؤں کا ھی نام ہے

علاوہ دیگر وجوہات کے اِسلیئے بھی براھمن کتابیں وید نہیں ہیں کہ وے وید منتروں کے ویاکھیان (تشریح) کیطور پر ہیں۔ کیونکہ इषे त्वोर्जे وغیرہ وید منتروں کے حصّہ جات کو لیکر اُنپر براھمن شرح لکھتے ہیں۔

مزید براں (ویاکرن کے) مھابھاشیہ میں لکھا ہے۔ کہ شبد لوکک اور ویدک دو طرح کے ہیں۔ اُنمیں سے لوکک شبدوں کی مثال حسب ذیل ہے۔

गौरश्वः पुरुषो हस्ती शकुनि मृगो ब्राह्मण इति ।

اور ویدک شبدوں کی مثال حسب ذیل ہے۔

शन्नोदेवीरभिष्टये इषे त्वोर्जे त्वा अग्निमीळे पुरोहितम् अग्न आयाहिवीतय इति ॥

اگر براہمن پُستکوں کا شمار ویدوں میں ہوتا تو آیگھ براہمن کتابوں کی مثالیں بھی دیجاتیں۔پس مہا بہاشیہ کے مُصنّف نے منتر بھاگ کو ہی وید کا خطاب دیا ہے۔ اور اسلیے تمثیل میں وید منتروں کے اول حصہ دئے ہیں۔ بلکہ جو गौरश्व وغیرہ لوکِک شبدوں کی مثالیں دی ہیں۔ وہ براہمن کتابوں پر بھی صادق آتی ہیں۔کیونکہ انمیں اس قسم کے الفاظ عبارت میں ملتے ہیں۔ نیز مہرشی پانِنی نے اپنی اشٹادہیائی کے حسب ذیل سوتروں میں بھی وید اور براہمن کی تفریق کو قایم رکھا ہے۔

द्वितीया ब्राह्मणे ॥ (ادہیاو ۲ پاد ۳ سوتر ۶۰)

चतुर्थ्यर्थे बहुलंछन्दसि ॥ (ادہیاو ۲ پاد ۳ سوتر ۶۲)

पुराणप्रोक्तेषु ब्राह्मणकल्पेषु ॥ (ادہیاو ۴ پاد ۳ سوتر ۱۰۵)

پورانے برہما وغیرہ رشیوں کے کہے ہوئے براہمن۔کلپ گرنتھ ویدوں کے دیاکھیان ہیں۔ اسلئے انکو اتہاس اور پوران کہتے ہیں۔ اگرچھند اور براہمن دونوں کا وید میں شمار ہوتا۔ تو चतुर्थ्यर्थे बहुलंछन्दसि والے سوتر میں چھند کا ذکر بیفائدہ ہوجاوے۔کیونکہ براہمن کی نسبت علیحدہ سوتر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔کہ براہمن کتابوں کا نام وید نہیں ہے۔پس صاف ثابت ہوا کہ برہم براہمنوں کا نام ہے اسمیں شت پتھ براہمن کا پرمان ہے۔

ब्रह्म वै ब्राह्मणः क्षत्रं राजन्यः ॥

(دیکھو کانڈ ۱۳ - ادہیاے اول)

چنانچہ ویاکرن مہا بھاشیہ میں بھی لکھا ہے۔

समाना र्थौ वे तौ ब्रह्मनशब्दो ब्राह्मणशब्दश्च ॥

(ادھیائے ۵ پاد اول - آہنک اول)

چاروں ویدوں کے جاننے والے برمھا یعنی براھمن مہرشیوں کے کہے ہوئے جو ویدوں کے دیاکھیان ہیں۔ اُنکو براھمن - (کُتب) کہا جاتا ہے۔

اور کاتیائن کے نام سے جو قول کہ منتر اور براھمن دونوں کا نام وید بتلانیوالا ہے۔ وہ اگر اِس خیال سے کہا ہو۔ کہ چونکہ براھمنوں میں ویدوں کے دیاکھیان شامل ہیں۔ اِسلئے اُنہیں بھی وید کہہ دو تو وہ بھی ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ دیگر رشیوں نے اِن دونوں کو وید نہیں مانا ہے۔ اِس طرح کے بہت سے پرمان اور بہت سی دلائل موجود ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ منتر بھاگ کا نام ہی وید ہے نہ کہ براھمن کا۔

سوال ۔ (آخری) کنٹوں جی! کیا براھمن کتابوں کو بھی وید کی طرح مستند ماننا چاہئے ۔ یا نہیں۔

جواب ۔ (آخری) براھمن کتابوں کی سند ویدوں کی طرح نہیں ہوسکتی کیونکہ وے (مثل ویدوں کے) پرمیشور کے بنائے ہوئے نہیں ہیں البتہ ویدوں کے موافق ہونیکی وجہ سے مستند ہوسکتے ہیں۔

تفسیر

چاروں ویدوں کا نام حسب ذیل ہے۔ رگوید۔ یجروید۔ سام وید اتھروید۔ اِن ہر چہار کی چار تفسیریں ہیں۔ جنہیں کہ وید منتروں نے

حصے لیکر اُنکی شرح لکھی گئی ہے۔ چنانچہ رگوید کا براہمن شت پتھ یجروید کا ایتریہ۔ سام وید کا سام براہمن۔ اور اتھروید کا گوپتھ براہمن سمجھے جاتے ہیں۔ ان براہمن پُستکوں میں کہانیاں وغیرہ بھی موجود ہیں۔ پورانک ہندو لوگ ان براہمن کتابونکو بھی ویدوں کے اندر شامل کرکے ویدوں پر کہانیوں کے مجموعہ ہونیکا داغ لگایا کرتے ہیں مہرشی دیانند نے حوالہ جات مستند اور دلائل سے ثابت کردیا ہے۔کہ براہمن پُستکوں کا نام وید ہرگز نہیں ہے۔ اور اسلئے اُنہیں پرمیشور کا گیان نہیں کہہ سکتے۔

ہمیں نہایت افسوس ہے۔کہ آجکل کے پورانک ہندو براہمن کتابوں کو وید ماننے لگ گئے ہیں۔ ورنہ سنہ ۱۲۷۰ء تک ایسا عمل ہرگز نہ تھا چنانچہ سائین آچاریہ نے اپنے رگوید بھاشیہ کے دیباچہ (بھومکا) میں اقبال کیا ہے۔کہ منتر بھاگ ھی ایشور کا گیان ہے۔ اورکہ براہمن کتابیں وید نہیں ہیں۔ اسجگہہ گنجائش نہیں ہے۔کہ سائینا چاریہ کی مفصل بحث کو درج کیا جاوے۔ میں ارادہ رکھتا ہوں کہ جو سلسلہ بنام "ویدوں کے بھاشیہ کار اور مہرشی دیانند" میں نے شروع کیا ہے۔ اُسمیں اِس امر پر مفصل بحث کرونگا۔ یہہ ثابت کرکے کہ سوائے رگ۔ یجو۔ سام اور اتھروَ اور کسی کتاب کو وید نہیں کہہ سکتے۔ سوامی دیانند نے ویدوں کی نسبت سے اعتراضات کا خاتمہ کردیا ہے۔

باب پنجم

دربیان علم الہی از وید مقدس

اِس سوال کا جواب - کہ آیا وید میں جملہ علوم ہیں یا نہیں - یہہ ہے کہ وید میں جملہ علوم کے بنیادی اصول موجود ہیں - انمیں سے پہلے برہم ودیا (علم الہی) اختصار کے ساتھ ظاہر کیجاتی ہے -

तमीशानं जगतस्तस्थुषस्पतिं धियंजिन्वमसे हूमहे वयम् । पूषा नो यथा वेदसामसद्वृधे रक्षिता पायुरदब्धः स्वस्तये ॥

(دیکھو رگوید اشٹک پہلا - ادھیاے ۶ - ورگ ۱۵ - منتر ۵)

ترجمہ

جو سارے جہان کا بنانیوالا جملہ ساکن اور محرک کا مالک اور پرورش کرنیوالا - جو (انسانوں کی) عقل سے خاطر جمع کرنیوالا ہے - اُس سے ہم اپنی حفاظت کے لئے دعا کرتے ہیں - کیونکہ وہ ہی ہم سبکو مضبوطی دینے والا ہے - ہے پرمیشور! جس طرح کہ آپ ہماری (روحانی) علم اور (دُنیاوی) طلاء وغیرہ دولتوں کو بڑھانیوالے ہو - اُسی طرح پر اپنے کرم سے سب کی حفاظت بھی کیجئے - جیسے آپ ہمارے محافظ ہیں اُسی طرح پر جملہ راحت بھی دیجئے -

तद्विष्णोः परमं पदं सदा पश्यन्ति सूरयः। दिवीव

चक्षुरातनम् ॥ (دیکھو رگوید اشٹک پہلا - ادھیاء ۲ - ورگ ۷ - منتر ۵)

اِس منتر کے مفصل معنی باب مضامین ویدمقدس کے وگیان کانڈ میں اچھی طرح لکھدیا ہے - وہاں دیکھ لینا -

परीत्य भूतानि परीत्य लोकान परीत्यसर्वाः प्रदिशो दिशश्च । उपस्थाय प्रथमजामृतस्यात्मना-त्मानमभिसंविवेश ॥ (دیکھو یجر وید - ادھیائے ۳۲ - منتر ۱۱)

ترجمہ

جو پرمیشور کہ آکاش وغیرہ عناصر میں اور سورج وغیرہ جملہ کروں میں پہیل رہا ہے - اسی طرح پر جوکہ مشرق وغیرہ اطراف اور اُن اطراف کے کونوں میں بھی بھرپور ہورہا ہے - یعنی جسکی موجودگی سے ایک ذرہ بھی خالی نہیں ہے - جوکہ اپنی قدرت کا بھی روح ہے - اور جوکہ ہر کلپ[۱] میں جہان کا پیدا کرنیوالا ہے - اُس راحتِ کُل پرمیشور کو جو انسان کہ اپنی ساری طاقت یعنی اپنے دلکی تمام حالتوں سے ٹھیک جانتا ہے - وہی اُسکو حاصل کرکے سدا نجات کی راحت کا لطف اُٹھاتا ہے -

महद्यक्षं भुवनस्य मध्ये तपसि क्रान्तं सलिलस्य पृष्ठे । तस्मिन्छ्रयन्ते यउके च देवा वृक्षस्य स्कन्धः परित इव शाखा ॥

نوٹ [۱] آریوں کے عقیدے کے مطابق انگنت دفعہ علت مادی سے جہان پیدا ہوا اور انگنت بار پھر اپنے سبب علت مادی میں لگیا جس عرصہ تک کہ ایکبار کا پیدا شدہ جہان بنا رہتا ہے اُسے کلپ - کہتے ہیں (مترجم)

(دیکھو اتھروید کانڈ ۱۰ - پرپاٹھک ۲۳ - انوواک ۴ - منتر ۳۸)

جو سب سے بڑا سب کا معبود ہے - جو سارے جہان میں بھرپور ہے جو علم حق میں سب سے بڑا ہے - جو خلا کا بھی سہارا اور اس کے اندر موجود ہے - اور جو پرلئے[ل] کے بعد بھی بدستور قایم رہنے والا ہے - اسی کو برہم جاننا چاہیے - اسی برہم کے اندر پہلے کہے ہوئے ۳۳ دیوتا اسی طرح ٹھہر رہے ہیں - جس طرح کہ درخت کا انگور نکلکر موٹا ہوکر وہی سب شاخوں کا سہارا ہوتا ہے -

न द्वितीयो न तृतीयश्चतुर्थो नाप्युच्यते। न पंचमो न षष्ठः सप्तमो नाप्युच्यते। नाष्टमो न नवमो दशमो नाप्युच्यते। तमिदं निगतं सहः स एष एक एकवृदेक एव। सर्वे अस्मिन्देवा एकवृतो भवन्ति ॥

(دیکھو اتھروید کانڈ ۱۳ - انوواک ۴ - منتر ۱۷ و ۱۸ - ۲۰ و ۲۱)

ان سب منتروں سے یہی تحقیق ہوتا ہے - کہ پرمیشور ایک ہی ہے اسکے بغیر کوئی نہ دوسرا نہ تیسرا اور نہ کوئی چوتھا پرمیشور ہے - نہ پانچواں نہ چھٹا اور نہ کوئی ساتواں ایشور ہے - نہ آٹھواں نہ نواں اور نہ کوئی دسواں ایشور ہے - بلکہ وہ ہمیشہ ایک لاثانی ہی ہے اس کے بغیر دوسرا ایشور کوئی بھی نہیں - ان منتروں میں جو دو سے لیکر دس تک دیگر ایشور کے ہونیکی تردید کی ہے - سو اسکا مطلب

[ل] - کلپ کے خاتمہ پر جبکہ جہان اپنے سبب یعنی علت مادی میں لئے ہو جاتا یعنی مل جاتا ہے - اسکو پرلئے کا آغاز کہتے ہیں - (مترجم)

یہہ ہے۔ کہ سب اعداد کا مرکز ایک ہی ہے۔ ایک کو دو۔ تین۔ چار۔ پانچ۔ چھ۔ سات۔ آٹھ اور نو دفعہ شمار کرنے سے ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹ کے ہندسے بنتے ہیں۔ اور ایک پر صفر لگانے سے ۱۰ کا عدد بنتا ہے۔ اسیطرح سے ایک پرمیشور کی تحقیق کرا کے ویدوں میں دوسرے ایشور کی ہستی کی طرح طرح تردید کی لکھی گئی ہے۔ یعنی اسکے ایک ہونے میں کبھی کوئی بھید نہیں ہے۔ اور وہ صفر بھی نہیں۔ بلکہ جو ہستئ کل۔ عقل کل اور راحت کل۔ وغیرہ صفات سے موصوف ایک رس پرماتما ہے۔ وہی ہمیشہ سے سب جہان میں رمکر زمین وغیرہ سب کُروں کو بناکر اپنی قدرت سے انہیں سہارا دے رہا ہے۔ یعنی وہ اپنے کام میں کسی کی مدد نہیں لیتا۔ اسی پرماتما کی قدرت کے اندر وسو وغیرہ سب دیوتا یعنی زمین وغیرہ کُرے ٹھہر رہے ہیں۔ اور پرلے میں بھی اسی کی قدرت میں لے ہوکر اسی میں بنے رہتے ہیں۔ اس طرح کے اور بھی علم الٰہی کے جتلانیوالے (सपर्यगा) وغیرہ منتر وید میں بہت سے ہیں۔ کتاب کی ضخامت کے بڑھ جانے کے خوف سے یہاں نہیں لکھے جاتے۔ لیکن وید میں جہاں جہاں وے منتر ہیں انکی تفسیر لکھتے وقت وہاں وہاں انکے معنی ظاہر کیئے جائینگے۔

دربیان فرائض ازروئے وید مقدس

संगच्छध्वं संवदध्वं सं वो मनांसि जानताम् । देवा भागं यथा पूर्वे संजानाना उपासते ॥

(دیکھو رگوید اشٹک ۸ - ادھیاے ۸ - ورگ ۴۹ - منتر ۲)

مطلب

پرمیشور کہتا ہے - کہ اے انسانو! میرا کہا ہوا - انصاف پر مبنی - طرفداری سے بری - سچے اوصاف سے روشن جو دھرم ہے - اسکو تم لوگ اچھی طرح حاصل کرو - یعنی اس کے حصول کے لئے ہر قسم کے اختلاف کو چھوڑکر اتفاق سے رہو - جس سے کہ تمھارا اعلیٰ سکھ ہمیشہ بڑھتا رہے - اور ہر ایک طرح کا دکھ دور ہووے - بلکہ (ایکدوسرے کے ساتھ) متفق ہوکر باہمی گپ شپ اور مغالطہ وغیرہ الٹی بحث کو چھوڑکر باہمی محبت سے سوال وجواب کے طریقہ پر تحقیق حق کرو - تاکہ سچے علم اور اعلیٰ اوصاف کی تم میں ہمیشہ ترقی ہوتی رہے - تم لوگ اپنے علم حق کو سدا بڑھاتے رہو - جس سے تمہارا من منوّر ہوکر تمہاری ہمت کو ہمیشہ بڑھاوے - تاکہ تم لوگ عالم ہوکر ہمیشہ راحت حاصل کرتے رہو - تم لوگوں کو دھرم کا ہی کرنا واجب ہے - نہ کہ ادھرم کا - اسمیں تمثیل

دیتے ہیں۔ کہ جو عالم ۔نیک ۔بسیر عائت بزرگ پرمیشور کے دہرم کے پریمی تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ جس طرح پر کہ وے قادرِ مطلق پرمیشور کے دھرم پر چلتے تھے۔ اُسی طرح پر تم بھی اُسی ٹھیک دہرم پر چلو جس سے ویدک دھرم بخوبی کے ساتھ ظاہر ہووے۔

समानोमन्त्रः समितिः समानी समानं मनः सह चित्तमेषाम ॥ समानं मन्त्रमभिमन्त्रयेवः समानेनवो हविषा जुहोमि ॥ (دیکھو۔رگوید اشٹک ۸۔ ادھیاء ۸۔ درگ ۴۹۔ منتر ۳)

مطلب

اے انسانو! تمہارا منتر یعنی پرمیشور سے لیکر زمین تک حاضر اور غائب طاقت اور اوصاف والی اشیاء کا علم ہوتا ہے۔ جس سے اُسے منتر کہتے ہیں (مثلاً راجا کا منتری۔ یعنی سچ اور جھوٹھ میں تمیز کرنیوالا) وہ (منتر) بھی تمہیں علم کا ثمرہ ۔سبکا بھلا کرنیوالا اور باہمی مخالفت سے بری ہو۔ اور اگر تم بہت سے آدمی کسی مشتبہ بات پر غور کرو۔ تو جو جو علیحدہ علیحدہ ہر ایک شخص کی رائے ہو۔ اُنکے نچوڑ کو لیکر جو جو نوع انسان کے بھلے کی نیک صلاحیں ہوں ۔ اُن سبکو جمع کرکے اُن کے مطابق چلو۔ جس سے کہ دن بدن انسانوں کا اعلیٰ سُکھ بڑھتا رہے۔ اور قواعد مجلسی کا انتظام یعنی جس میں سب انسانوں کی عزت اُنکے علم۔ تعلیم۔ برہمچریہ وغیرہ آشرم۔ اچھے اچھے کام۔ اعلیٰ انسانوں کی مجلس بناکر سلطنت کا انتظام کرنا۔ اور جس سے عقل جسم طاقت۔ ہمت وغیرہ بڑہیں۔ اور دُنیا وعقبیٰ سُدھریں۔ ایسا

جو عمدہ انتظام ہے۔ وہ بھی تمہارا ایک ہی طرح کا ہو۔ تاکہ تمہارے سب اچھے کام بنجائیں۔ ہے انسانو! تمہارا من بھی آپسمیں مخالفت سے بری ہو۔ یعنی سب جانداروں کے دُکھ کو دور کرنے اور سُکھ کی ترقی کے لیے اپنے آتما کی طرح ہمت کرنیوالا ہو۔ اچھے اوصاف کے حصول کو سنکلپ اور بُرے اوصاف کے چھوڑنے کی خواہش کو وکلپ کہتے ہیں۔ جس سے کہ جیو آتما یہہ دونوں فعل کرتا ہے۔ اُسکا نام من ہے۔ اُس (من) سے ہمیشہ ہمت کرو۔ تاکہ تم اپنے فرض ادا کرنے میں ہمیشہ مستقل اور نامخالف ہو۔

چِت اُسکو کہتے ہیں۔ کہ جس سے سب اعمال کا حافظہ یعنی اگلے پچھلے افعال کا ٹھیک ٹھیک وچار ہو۔ وہ تمہارا (چت) بھی یکساں ہو۔ تمہارے یہہ مَن اور چِت سب انسانوں کے سُکھ کے لیے ہی کام کریں۔ اِس طرح جو انسان کہ سب کا بھلا کرنیوالے۔ اور سبکو سُکھ دینے والے ہیں۔ اُنپر کرم کرتے ہوئے اُنکو فرمان دیتا ہوں کہ سب انسان میرے اس فرمان کے مطابق عمل کریں۔ تاکہ اُنکے درمیان کبھی بھی سچائی کا ناش اور جھوٹھ کی ترقی نہ ہو۔

دینا اور لینا بھی تم لوگوں کو سچے دہرم کے مطابق ہی کرنا چاہئے اور یہہ بات یقیناً جان لو کہ میں سچائی کے ساتھ تمہارا اور تمھارے ساتھ سچائی کا میل کرتا ہوں۔ اِسلئے میرا کہا ہوا ہی دھرم مانو اِسکے برخلاف کو دہرم مت مانو۔

समानीव आकूतिः समाना हृदयानि वः ॥ समानमे

स्तु वो मनो यथा वः सुसहासति ॥

(دیکھو رگوید اشٹک ۸ - ادھیاے ۸ - ورگ ۴۹ - منتر ۴)

مطلب

اے انسانو! جسقدر تمہاری طاقت ہے۔ انکو دہرم کے ساتھ لگا کر سب شکہوں کو ہمیشہ بڑہاتے رہو۔ تمہاری آکوتی یعنی مستقل ہمت اور نیک عمل بھی باہمی پرادپکار سے ایک دوسرے کے سکھ کے لئے ہووے یعنی ایسا کام کرو جس سے کہ میرا ادپدیش کیا ہوا دہرم قائم ہے۔ تمہارے ہردے یعنی من کی سب تحریکیں ہمیشہ محبت کے ساتھ ہوں اور دشمنی سے علیحدہ رہیں۔ تم سب کے من بھی باہمی ٹہیک حالت میں ہوں لفظ من کئی اوصاف کا مجموعہ ہے۔ اسمیں حوالہ شت پتھہ برہمن کا دیا جاتا ہے۔

कामः संकल्पो विचिकित्सा श्रद्धाऽश्रद्धा धृतिरधृतिर्ह्रीर्धीर्भीरित्येतत्सर्वं मन एव तस्मादपि पृष्ठत उपस्पृष्टो मनसा विजानाति ॥

(دیکھو شت پتھہ برہمن کانڈ ۱۴۔ ادھیاے ۴)

من سے امتیاز کرنے کے بعد ہی کسی کام کا آغاز کیا جاتا ہے (ایسے موقعہ پر) اعلیٰ اوصاف کے حاصل کرنیکی خواہش کو کام کہتے ہیں۔ (۲) اس (یعنی کام) کے حاصل کرنیکی طیاری کی خواہش کو سنکلپ کہتے ہیں۔

(۳) اس قسم کے اعتراض کو جوکہ محض تفتیش حق کی خواہش سے کیا

ك نوٹ - دوسرکی بھلائی۔

جاوے۔ دچکتسا۔ کہتے ہیں۔
(۴) پرمیشور اور (اسکے) سچے دھرم وغیرہ اوصاف پر اعلیٰ درجہ کا یقین شردہا کہلاتی ہے۔
(۵) دہریہ پن اور ادھرم وغیرہ پریقین رکھنا اشردہا کہلاتی ہے۔
(۶) سکھ ہو خواہ دکھ ایشور اور دہرم پر ہمیشہ اعتقاد رکھنا۔ دہرتی کہلاتی ہے۔ (۷) بُرے کاموں کے کرنے میں استقلال کا نہ ہونا ادہرتی کہلاتی ہے۔
(۸) سچے دہرم کی پیروی نہ کرنے اور غلط عمل کرنے سے من کو روکنا ہری ہے۔
(۹) اعلیٰ اوصاف کو فوراً جذب کرنیوالی جو دہارن کرنیوالی حالت ہے اُسے ودہی کہتے ہیں۔
(۱۰) بد اعمال یعنی پرمیشور کی نافرمانی سے گناہگار ہونا اور پرمیشور کو ہر جگہ موجود نہ دیکھنا بدہیا کہلاتا ہے۔
یہ کُل حالتیں جنمیں موجود ہیں۔ وہ تمہارا من بھی ٹھیک ہو۔ اسے انسانو! ایسے اعمال کی ہمیشہ پیروی کرو جس سے کہ اوپر کہے ہوئے احکام کی پیروی سے تملوگوں کو اعلیٰ خوشی ہمیشہ حاصل ہو۔ اور ایکدوسرے کی نیک مدد سے ہمیشہ ترقی کرتے رہو کسی کے دکھ کو دیکھکر خوش مت ہو۔ بلکہ سبکو خوش کرکے ہی اپنے آتما کو سکھی مانو اور ایسی کوشش کرو۔ کہ سب لوگ آزاد ہوکر ہمیشہ خوش رہیں۔

दृष्ट्वा रूपे व्याकरोत्सत्यानृते प्रजापतिः ॥ अश्रद्धा

मनृतेदधाच्छ्रद्धां सत्ये प्रजापतिः ॥

(دیکھو یجروید ادھیائے ۱۹ - منتر ۷۷)

اِس منتر کے ذریعہ سے کُل مخلوق کا مالک جو پرمیشور ہے - وہ دھرم کا اُپدیش دیتا ہے - کہ سب انسانوں کو ہر حالت میں ہمیشہ سچائی کی سچی محبت کے ساتھ حفاظت کرنی چاہئے - اور جھوٹھ سے نفرت کرنی چاہئے سارے جہان کے مالک پرمیشور نے دہرم اور ادہرم کے ظاہر اور پوشیدہ اوصاف کو دیکھ کر اپنی ہمہ دانی اور اپنے کامل علم سے انکو تقسیم کیا ہے پس سب انسانوں کو جھوٹھ یعنی استیہ - ادھرم - بےانصافی سے نفرت کرنی چاہئے - اُسی طرح سے ویدشاستر کے مانے ہوئے سچ یعنی پرتیکھش وغیرہ شہادتوں سے پرتال کیا گیا بہیر عائت - انصاف پرمبنی جو دہرم ہے - اُس سے ہمیشہ مُحبّت کرنی چاہئے - اسطرح سب انسانوں کو پوری کوشش سے اپنے چت میں دہرم سے محبت اور ادہرم سے بریت حاصل کرنی چاہئے -

---

दृते दृंह मा मित्रस्य मा चक्षुषा सर्वाणि भूतानि समीक्षन्ताम् ॥ मित्रस्याहं चक्षुषा सर्वाणि भूतानि समीक्षे । मित्रस्य चक्षुषा समीक्षामहे ॥

(دیکھو یجروید ادھیائے ۳۶ - منتر ۱۸)

اِس منتر کا خلاصہ مطلب یہہ ہے - کہ سب انسان ہرطرح سے ہمیشہ سب کے ساتھ محبت سے برتاؤ کریں - اور سب انسانوں کو لازم ہے کہ پرمیشور کے کہے ہوئے دہرم کی ہی پیروی کر کے ایشور کی ہی پرارتھنا

کریں - جس سے اُنکا میلان طبع دہرم کی طرف ہی ہو - یعنی -
ہے سب دُکہوں کے دور کرنیوالے پرمیشور! ہمپر ایسی کرپا کرو کہ جس سے
ہم سچے دہرم کو ٹہیک ٹہیک جان کر بہیر عائیت ہوکر محبت سے برتاؤ کریں
یعنی سب ہمارے دوست ہوں - اور یہہ زیادہ خواہش ہماری ہے کہ ہم
سب میں اچھے اوصاف بڑہتے رہیں - اسی طرح ہم لوگ بھی سب کو
دوستانہ نگاہ سے یعنی اپنے آتما کی طرح سب کو دیکہیں - اور ہم سب
لوگ باہمیں ملکر ہمیشہ دوستانہ سلوک رکھیں - اور سچے دہرم کی پیروی
سے سچے سکھوں کو ہمیشہ بڑہادیں - جو ایشور کا کہا دہرم ہے - وہی سب کو ماننے
کے لائق ہے -

تفسیر

اول تین منتروں میں انسانوں کے فرائض کے اعلیٰ سبق دیئے گئے
ہیں - یہہ اُس ہارمونیل فلاسفی harmonial philosophy کا
جوہر ہے - جیسے کہ اسوقت کے یوروپ اور امریکہ کے باشندے اپنی اختراع
بتلا رہے ہیں - ہرایک انسانی طاقت کا ٹہیک ٹہیک استعمال کرنا ہی
اسجگہہ دہرم کا معراج بتلایا گیا ہے - محض اتفاق کے بے معنی لفظ کو
چھوڑکر اور محض آزادی کے شرر انگیز لفظ سے کنارہ کشی کرکے بتلایا
گیا ہے - کہ دھرم کے مطابق ٹہیک ٹہیک ایکدوسرے سے ملکر کام کرنیکا
نام اتفاق ہے - اور آتما کے اندریوں پر قابو رکھنے کا نام آزادی ہے
اسکے بعد چوتھے منتر میں نمائیش ہے - کہ ہمیشہ سچائی سے ہی پیار

کرنا چاہئے۔ مصیبت کے وقت بھی جو لوگ سچائی پر قایم رہتے ہیں۔ انہیں کو سچی راحت حاصل ہوتی ہے۔

لیکن سب سے بڑھکر دھرم کی تعلیم اس پانچویں منتر میں دی گئی ہے دُنیا کی تمام مذہبی تعلیمیں اپنی ہمدردی کا دایرہ انسانوں سے آگے نہیں بڑھاتیں۔ اور انہیں سے بھی خاص خصوصیتر ہی اپنی ہمدردی کو محدود کردیتی ہیں۔ یہودی اپنی قوم کے سوا اور کسی کا خدا کے ساتھ تعلق نہیں جتلانے تھے۔ عیسائی انہیں کی نجات بتلاتے ہیں۔ جو مسیح پر ایمان لاویں۔ مسلمانوں کی شفاعت محمد صاحب کرینگے۔ قرآن مومنوں کے ساتھ جو برتاؤ بتلاتا ہے۔ وہ دیگروں کے ساتھ روا نہیں رکھتا۔ لیکن وید بتلاتا ہے۔ کہ सर्वाणि भूतानि یعنی سب جانداروں کیساتھ دوستانہ محبت سے برتاؤ کرو۔ عیسائی مذہب فخر کیا کرتا ہے۔ کہ اسنے بنی نوع انسان کے ساتھ برادرانہ سلوک کی ہدایت کی ہے۔ لیکن انکو خبر ہی نہیں۔ کہ وید نے حیوان چیونٹی وغیرہ جانداروں تک اپنی ہمدردی کا دایرہ کشادہ کیا ہے۔ اسلیئے مہابھارت میں لکھا ہے۔ کہ

अयं निजः परोऽन्यो गणना लघुचेतसाम्।
उदार चरितानान्तु वसुधैवकुटुम्बकम्॥

"یہ اپنا ہے یہہ بیگانہ ہے ایسا خیال تنگ خیال انسانوں کا ہے فراخ دلوںکے لیئے ساری دُنیاہی اپنا خاندان ہے"

अग्ने व्रतपते व्रतं चरिष्यामि तच्छकेयं तन्मे राध्यताम। इदमहमनृतात्सत्यमुपैमि ॥

(دیکھو یجر وید ادھیائے اول منتر ۵)

اِس منتر کا خلاصہ مطلب یہہ ہے کہ تمام انسانوں کو ہمیشہ پرمیشور کی مدد کے لیئے دعا کرنی چاہئے۔ کیونکہ بجز اُسکی مدد کے سچے دھرم کا علم اور اُسکی تعمیل کی تکمیل کبھی نہیں ہوتی۔ یعنی
اے سچائی کے مالک پرمیشور! سچے دہرم پر چلنے کی خواہش کرتا ہوں
اِسمیں حوالشت پتھ براہمن کا ہے۔

सत्यमेव देवा अनृतं मनुष्याः । एतद्वै देवाव्रतं चरन्ति यत्सत्यम् ॥

(دیکھو کانڈ اول۔ ادھیائے اول)

"سچے اعمال سے دیوتا اور جھوٹے اعمال سے انسان کہلاتے ہیں
اسلیئے سچے اعمال کو ہی دھرم کہتے ہیں۔"
آپ ایسی مہربانی کریں کہ جس سے اُس سچے اعمال والے دہرم کو کرنے کے قابل میں ہوسکوں۔ کیونکہ اُسکو پورا کرنیوالے صرف آپ ہی ہیں۔ وہ یہ دعا ہے جس کہ میں یقیناً چاہتا ہوں کہ جھوٹے کاموں کو چھوڑکر سچے اعمال میں مستقل رہوں۔ اِس سچے اعمال کی کوشش میں پرمیشور سے جہاں پرارتھنا کرنی وہاں ساتھ ہی اپنی ہمت بھی کرنی چاہیئے۔ کم ہمت آدمی کبھی بھی پرمیشور کو حاصل نہیں کرسکتا۔ جسطرح کہ آنکھوں والا ہی دیکھ سکتا ہے۔ نہ کہ اندھا۔ اِسی طرح جو انسان کہ سچے دل سے ہمت کیساتھ دہرم کرنا چاہتا ہے۔ اُسپر پرمیشور بھی مہربانی کرتا ہے۔ اِس کے بغیر نہیں۔ کیونکہ پرمیشور نے دہرم کرنے کے لیئے عقل وغیرہ بڑہنے والے سامان انسان کے ساتھ رکھے ہیں۔ جیوآتما جب اُن (سامانوں)

سے پوری ہمت کرتا ہے۔ تب پرمیشور بھی اپنی پوری قدرت سے اُسپر مہربانی کرتا ہے۔ دوسرے پر نہیں کیونکہ سب جاندار کام کرنے میں آزاد اور گناہونکی سزا بھوگنے میں کچھ دوسرے کے ماتحت ہیں۔

व्रतेन दीक्षा माप्नोति दीक्षया प्नोति दक्षिणाम॥
दक्षिणा श्रद्धामाप्नोति श्रद्धया सत्यमाप्यते

(دیکھو یجروید ادھیاء ۱۹ منتر ۳۰)

اِس منتر کا مطلب یہہ ہے۔ کہ جب انسان دہرم کو جاننے کی خواہش کرتا ہے تب ہی سچائی کو جانتا ہے۔ اُسی سچائی پر اعتقاد کرنا چاہئے۔ جھوٹھ میں ہرگز نہیں۔ یعنی

جو انسان کہ سچا عمل مستقل مزاجی سے کرتا ہے۔ تب وہ دیکھشا یعنی اعلیٰ نتایج کو حاصل کرتا ہے۔ جب انسان اعلیٰ اوصاف سے موصوف ہوتا ہے۔ تب لوگ سب طرحسے اُسکی عزت کرتے ہیں۔ کیونکہ دہرم وغیرہ اوصاف حمیدہ سے ہی انسان اُس ثمرہ کو حاصل کرتا ہے۔ اورطرح سے ہرگز نہیں جبکہ برہمچریہ وغیرہ سچے اعمال سے اپنی اور دوسرے انسانوں کی اعلیٰ عزت ہوتی دیکھتا ہے۔ تو اُنھیں ستقلل اعتقاد ہوجاتا ہے کیونکہ سچے دہرم کی پیروی ہی انسانونکی سچی عزت کرانیوالی ہے۔ پھر سچے دہرم کی پیروی میں جسقدر زیادہ ایمان بڑہتا جاتا ہے۔ اُتنا ہی لوگ دنیا اور عقبیٰ کے سُکھ کو زیادہ حاصل کرتے جاتے ہیں۔ اِس سے یہہ ثابت ہوا۔ کہ سچائی کو حاصل کرنے کے لیے ہمیشہ ایمان اور محبت وغیرہ سے استقلال کو انسان بڑہاتے رہیں۔ تاکہ سچے دہرم کا ٹھیک

حصول ہو۔

श्रमेण तपसा सृष्टा ब्रह्मणा वित्तऋते श्रिता ॥ ९ ॥ सत्येनावृता श्रिया प्रावृता यशसा परीवृता ॥१०॥

(دیکھو اتھروید۔ کانڈ ۱۱۔ انوواک ۵۔ منتر ۱ و ۳)

اِن (ہر دو) منتروں سے دھرم کے اوصاف ظاہر کئے گئے ہیں۔ جو کہ محنت کوشش۔ استقلال۔ اُدیّم وغیرہ ہیں۔ کیونکہ پرمیشور نے انسانوں کو کوشش اور سچے اعمال کے اوصاف سے موصوف بنایا ہے۔ اِسلئے پرمیشور کے سچے گیان (وید) سے منور ہوکر سب انسان اپنی اپنی معلومات کو بڑھاتے رہیں۔ اور سب انسان ست یعنی پرمیشور کے سچے علم اور سچے اعمال کے شغل میں ہمیشہ رہیں۔

سب انسانوں کو چاہیے کہ پُرشارتھ وغیرہ پرمانوں سے پڑتال کرسچائی کی پیروی کریں۔ ہے انسانو! تم لوگ اوصاف حمیدہ سے منور ہوکر اعلیٰ ثروت کو حاصل کر کے نیک دولت سے پُر ہوکر نیک شُہرت کو چہار اطراف عظمت پھیلاؤ۔ اور اعلیٰ اوصاف حاصل کر کے سچائی کی پیروی کرتے ہوئے نیک شُہرت حاصل کرنا چاہیے۔

स्वधया परिहिता श्रद्धया पर्यूढा दीक्षया गुप्ता यज्ञे प्रतिष्ठिता लोको निधनम ॥ ११ ॥ ओजश्च तेजश्च बलं च वाक चेन्द्रियं च श्रीश्च धर्मश्च ॥१२॥

(دیکھو اتھروید۔ کانڈ ۱۲۔ انوواک ۵۔ منتر ۳ و ۷)

سب انسانوں کے لئے یہی بہتر مفید ہے۔ کہ اپنی ہی چیزوں کو
اپنے قبضہ میں رکھیں۔ اعتقاد یا ایمان کی جڑ سچائی ہے۔ نہ کہ
جھوٹھ اس لئے سچائی پر ہی پورا ایمان رکھنا چاہئے۔ عالموں کے
سچے اوپدیشوں کی ہرایک انسان کو بخوبی حفاظت کرنی چاہئے۔ یگیہ
سو روپ پرمیشور کی اُپاسنا اور اشومیدھ سے لیکر صنعت اور حرفت
وغیرہ یگیوں کو ہمیشہ کرنا چاہئے۔ انسانوں کو تا بہ زیست سب طرح کے
مفید عام اور سچے کام کرنے چاہئیں۔ یہی سب انسانوں کے لئے پرمیشور
کا اُپدیش ہے۔
سچائی سے پرورش کی ہوئی طاقت۔ بیخوف ہوکر اور بیہودہ عاجزی سے
دور رہکر راست عمل کرنا سکھ دکھ اور نفع نقصان وغیرہ غرضیکہ
ہر حالت میں خوشی اور رنج سے بری ہوکر سچے دھرم میں مستقل رہنا
اور دکھہ کے دور کرنے میں کوشش کرنا اور برداشت کی طاقت رکھنا
برہمچریہ وغیرہ اچھے قواعد (کی پابندی) سے جسم اور عقل کو صحت مند
رکھتے ہوئے اعضائے کی مضبوطی اور عقل کا استقلال حاصل کرنا
اور جسمانی طاقت کے کاموں کی لیاقت حاصل کرنا۔ تعلیم تربیت سچائی
اور شیریں زبانی وغیرہ اوصاف حمیدہ سے زبان کو موصوف کرنا
سن وغیرہ زبان سے علیحدہ چھ گیان اندریاں (یعنی سن اور پانچ
گیان اندریاں۔ یعنی حواس خمسہ جنکی تفصیل اور تشریح پہلے ہو چکی
ہے) اور زبان بھی کرم اندریوں (اعضائے انسانی) کا شمار ایک
زبان کہنے سے آگیا۔ ان سبکو پاپ سے روک کر سچے دھرم۔ کی
پیروی میں لگانا۔ چکرورتی راجیہ کے سامان کو مت سے تھیا

کرنا - اِس وید کے کہے ہوئے - رعایت سے بری - سچائی سے پُر سبکو بھلا کرنیوالے - دہرم کی پیروی ہمیشہ سبکو کرنی چاہئے - یہہ وہی دہرم ہے جسکی تشریح کرتے آتے ہیں - اور آگے کرینگے -

ब्रह्म च क्षत्रं च राष्ट्रं च विशश्च त्विषिश्च यशश्च वर्चश्च द्रविणं च ॥१३॥ आयुश्च रूपं च नाम च कीर्त्तिश्च प्राणश्चापानश्च चक्षुश्च श्रोत्रं च ॥१४॥ पयश्च रसश्चान्नं चान्नाद्यं च ऋतं च सत्यं चेष्टं च पूर्त्तं च प्रजा च पशवश्च ॥१५॥

(دیکھو اتھروید کانڈ ۱۲ - انوواک ۵ - منتر ۸ - ۹ - ۱۰)

اِس قسم کے بہت سے منتروں کے ذریعہ ویدوں میں ایشور نے سب انسانوں کے لئے دھرم کا اُپدیش دیا ہے -

جملہ اعلیٰ علوم اوصاف اور اعمال سے موصوف - اعلیٰ اوصاف کی ہدایت کرنیوالا جو براھمن وصف اُسکی ہمیشہ ترقی ہو -

علم عقلمندی - بہادری مستقل مزاجی اور تنومندی کا مخزن جو کہشتری پن ہے - وہ بھی ہمیشہ بڑہتا رہے -

نیک آدمیونکی مجلس کے اچھے قواعد سے سلطنت کو سُکھی اور نیک بنانا چاہیے -

ویشیہ (بیوپاری) لوگوں کے تجارت کے لئے روئے زمین میں آنے جانے کا انتظام کرنا اور اُنکی حفاظت کرنا ضروری ہے - تاکہ دولت کی ترقی ہو -

سب انسانوں میں ہمیشہ سچے اوصاف کا ہی ظہور کرنا چاہیئے۔ اعلیٰ افعال سے روئے زمین پر نیک شہرت پھیلانی چاہیئے۔ سچے علم کی اشاعت کے لیئے درس تدریس کا اعلیٰ انتظام کرنا چاہیئے۔ نہ حاصل اشیاء کے حصول کی خواہش انصاف سے کرنی چاہیئے۔ حاصل کی ہوئی چیز کی حفاظت اور حفاظت کی ہوئی چیزیں ترقی کرنی چاہیئے۔ ترقی کی ہوئی دولت کو نیک کاموں میں خرچ کرنا چاہیئے۔ ان چار اقسام کی ہمت سے دولت اور ثروت کی ہمیشہ ترقی کرنا چاہیئے۔

حفاظت منی اور طرز معاشرت کی باقاعدگی سے برھمچریہ کے قواعد کی تعمیل کرتے ہوئے عمر کو بڑھانا چاہیئے۔

شہوت پرستی سے علیحدہ رکھ ہمیشہ خوبصورتی وغیرہ اوصاف کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ اعلیٰ اعمال سے شہرت حاصل کرنی چاہیئے۔ تاکہ دوسرے انسانوں کو بھی نیک اعمال میں رغبت ہو۔ اعلیٰ اوصاف کے حاصل کرنیکی نیت سے پرمیشور کے اوصاف کا سننا اور اپدیش کرنا جس سے تمہاری بھی تعریف ہو۔ پرانایام (حبس دم) کے قاعدہ سے پران اور اپان کو صاف کرنا۔ جو ہوا کہ جسم سے باہر جاتی ہے۔ وہ اپان اور جو ہوا کہ باہر سے جسم کے اندر آتی ہے۔ وہ پران کہلاتی ہے۔ صاف جگہ کی رہائش اور اندر کی ہوا باہر پھینکنے اور بیرونی ہوا کے اندر لیجانے سے عقل اور جسم کی طاقت کو بڑھانا چاہیئے۔

آٹھوں پیمانوں (شہادتوں) سے (جنکا ذکر مفصل پہلے آچکا ہے) پڑتال کر کے ہی ہر ایک کام کی پیروی کیا کرو۔

پانی اور دودھ۔ گھی وغیرہ کو حکمت کے رو سے صاف کر کے استعمال

کرنا چاہیئے۔ غلہ کو بھی صاف کر کے کھاؤ۔ برمھ (پرمیشور) کی ہی سدا اُپاسنا کرنی چاہیئے۔ اور من میں جیسا علم ہو ویسا ہی ماننا اور ظاہر کرنا چاہیئے۔ برمھ جو اِشٹ دیو ہے اُسی کی اُپاسنا کرنی چاہیئے اور جو سب جہان کو سکھ دینے والے یگیہ ہیں۔ اُنکی تکمیل اور جس جس نیک کام کے لیئے جو جو سامان ضروری ہوں۔ وے سب مُہیا کرنے چاہئیں۔ سب انسانوں کو چاہیئے کہ اپنی اولاد اور اپنے محکوموں کو اچھی تعلیم اور تربیت کیا کریں۔ اور اپنے جانوروں کو بھی شائستہ بنا دیں۔ اِن منتروں کے اندر اور بہت سے اعلیٰ معانی بھرے پڑے ہیں۔

اُپنشدوں اور دیگر دھرم کی کتابوں سے دھرم کا بیان

اِسی دہرم کے مضمون پر تیتریہ اُپنشد میں لکھا ہے۔

ऋतं च स्वाध्यायप्रवचने च। सत्यं च स्वा० तपश्च स्वा० दमश्च स्वा० शमश्च स्वा० अग्नयश्च स्वा० अग्नि-होत्रं च स्वा० अतिथयश्च स्वा० मानुषं च स्वा० प्रजा च स्वा० प्रजनश्च स्वा० प्रजातिश्च स्वा० सत्यमिति सत्यवचा राथीतरः। तप इति तपोनित्यः पौरुशिष्टिः। स्वाध्यायप्रवचने एवेति नाको मौद्ग-ल्यः। तद्धि तपस्तद्धि तपः॥१॥ वेदमनूच्याचार्योऽन्तेवासिनमनुशास्ति। सत्यं वद। धर्मं चर। स्वाध्या-

यान्मा प्रमदः । आचार्याय प्रियं धनमाहृत्य प्र-
जातन्तु वाव्यवच्छेत्सीः । सत्यान्न प्रमदितव्यम् ।
धर्मान्न प्र० कुशलान्न प्र० भूत्यै न प्र० स्वाध्यायप्रव-
चनाभ्यां न प्र० देवपितृकार्याभ्यां न प्र० । मा-
तृदेवो भव । पितृदेवो भव । आचार्यदेवो भव ।
अतिथिदेवो भव । यान्यनवद्यानि कर्माणि तानि
सेवितव्यानि नो इतराणि । यान्यस्माकँ सुचरितानि
तानि त्वयोपास्यानि ॥२॥ नो इतराणि । ये के चा-
स्मच्छ्रेयाँसो ब्राह्मणाः । तेषां त्वयासनेन प्रश्व-
सितव्यम् । श्रद्धया देयम् । अश्रद्धया देयम् ।
श्रिया देयम् । ह्रिया देयम् । भिया देयम् । संविदा
देयम् । अथ यदि ते कर्मविचिकित्सा वा वृत्तवि-
चिकित्सा वा स्यात् ।०। ये तत्र ब्राह्मणाः सम्मर्शिनः ।
युक्ता आयुक्ता अलूक्षा धर्मकामाः स्युः । यथा
ते तेषु वर्तेरन् तथा तेषु वर्तेथाः एष आदेशः
एष उपदेशः । एषा वेदोपनिषत् । एतदनुशा-
सनम् । एवमुपासितव्यम् । एवमु चैतदुपास्य-
म् ॥

(دیکھو تیتریہ اپنشد پرپاٹھک ۷ - انوواک ۹ - اور ۱۱)

مطلب

سب انسانوں کو لازم ہے - کہ اپنی معلومات اور علم کو بڑھاتے ہوئے

ایک برمھ کی ہی اُپاسنا کرتے رہیں۔ اُسکے ساتھ وید وغیرہ شاستروں کا پڑہنا
پڑہانا بھی برابر کرتے جائیں۔ پرتیکش وغیرہ (آٹھ اشھادتوں سے جانچ کر
جیساکہ تم اپنے آتما میں علم رکھتے ہو۔ ویسا ہی بولو اور ویسا ہی مانو۔ اور اُسکے
ساتھ درس تدریس بھی کرتے جاؤ۔ تحصیل علم کے لیئے برمھ چریہ آشرم کو
پورا کرکے ہمیشہ دہرم میں اعتقاد رکھو۔ اپنے آنکھ وغیرہ حواسوں کو
ادھرم اور آلس سے ہٹا کر ہمیشہ دہرم کی پیروی میں مستقل رکھو۔
تینوں آشرموں میں (یعنی برمھچریہ۔ گرہستہ۔ اور وان پرستہ)
یگیہ[۱] کی اگنی کو قایم رکھتے ہوئے درس تدریس کرنی چاہیئے۔
روزانہ دو وقتہ ہوم کرتے ہوئے درس تدریس کرتے جانا چاہیئے۔
درویشوں کی خدمت کرتے ہوئے پڑھتے پڑہاتے جاؤ۔
دُنیاداری کا کام کرتے ہوئے پڑھتے پڑہاتے جاؤ۔
اولاد پیدا کرتے ہوئے پڑہتے پڑہاتے جاؤ۔
اولاد کی حفاظت کرتے ہوئے پڑھتے پڑہاتے جاؤ۔
جنکی زبان سچی ہے جو کبھی جھوٹھا لفظ نہیں بولتے وے دہرم اور
پرمیشور کے حصول کے لیئے روزانہ علم کی ترقی کرتے ہیں۔
جو آچاریہ (اُستاد) تعلیم اور تربیت کا کرنیوالا ہے۔ وہ دوران تعلیم
میں اپنے شاگردوں اور لڑکوں کو اسطرحکی نصیحت کرے۔ کہ شاگردو!
تم ہمیشہ سچ ہی بولو۔ اور دہرم کی پیروی کرتے ہوئے ایک پرمیشور

نوٹ[۱] چوتھے آشرم یعنی سنیاس میں گرہ اگنی کے قایم رکھنے کی ضرورت نہیں ہے سنیاسی
چونکہ اپنی طرز معاشرت ایسی کرلیتا ہے کہ زیادہ تعلق نہیں پھیلاتا۔ اسلیئے روزانہ
ہوم کی پابندی اسکے لیئے نہیں ہے (مترجم)

کی بھی عبادت کیا کرو۔ اسمیں غفلت یا سستی کبھی مت کرو۔ اپنے استاد کو خدمت سے خوش رکھو۔ جوانی میں بیاہ کر کے اولاد پیدا کرو۔ سچے دہرم کو کبھی مت چھوڑو۔ عقلمندی سے ہمیشہ دولت کو بڑہاتے رہو۔ اور پڑھنے پڑھانے میں سستی ہرگز نہ کرو۔

عالموں اور بیکمر دوں کی خدمت اور صحبت سے تحصیل علم میں کبھی بھی سستی یا غفلت نہ کرو۔ ماں۔ باپ۔ استاد۔ اور درویش کی خدمت میں کبھی بھی غفلت مت کرو۔ ہمیشہ راست گفتاری وغیرہ اوصاف حمیدہ کی پیروی کرو۔ دروغگوئی وغیرہ سے علیحدہ رہو۔ پھر استاد شاگردوں کو ہدایت کرے۔ کہ

اے شاگردو! ہمارے جو نیک اعمال ہیں صرف انہیں کی تقلید کرو۔ ہماری بداعمالیوں کی ہرگز پیروی نہ کرنا۔ اور ہمارے درمیان جو عالمان باعمل علم حق کے سکھانے والے ہیں۔ اُنہیں کے مقولوں پر ایمان رکھو۔ اور اُنکو شردہا سے اشردہا سے۔ دولت[1] حاصل کرنیکی نیت سے شرم کے خیال سے۔ اِس خوف سے بھی دو کہ کہیں لوگ تمہیں بخیل نہ کہیں۔ اور دوستوں کی خاطر سے بھی دان دو۔

(غرضیکہ دان ضرور دینا چاہئے۔ خواہ کسی خیال سے ہو۔ لیکن یہ احتیاط شرط ہے۔ کہ عالمان باعمل کو یعنی مستحقوں کو دان دینا چاہئے)

اور اگر تمکو ویدوں کے کہے ہوئے اگنی ہوتر سندہیا وغیرہ افعال میں یا خیرات سچائی کے عمل وغیرہ میں شبہ پیدا ہو تو اُس زمانہ اور مُلک

نوٹ ۱ اِس خیال سے بھی بعض آدمی دان دیتے ہیں۔ کہ جسقدر خیرات کرینگے۔ اُس سے زیادہ دولت ہو جائیگی (مترجم)

میں خود دھرم کرنیوالے۔ یا کسی کی تحریک سے دہرم کرنیوالے۔ رحیم دھرم کے متلاشی دور اندیش۔ ویدوں کے جاننے والے برہمن اُس مشتبہ معاملہ میں جس طرحکا عمل کریں۔ اُسی طرح پر تم بھی عمل کرو۔ نیز جہاں لوگ کسی کام میں شبہ ڈالدیویں تب بھی اُس زمانہ اور ملک میں اُسی قسم کے دہرماتما براہمن جسطرح کا عمل کریں ویسا ہی تم بھی کرو۔ (یہاں اختصار کردیا ہے۔ کیونکہ مطلب وہی ہے) یہی وید وغیرہ شاستروںکا فرمان ہے۔ یہی عالموںکی نصیحت ہے۔ یہی ویدونکا راز ہے۔ یہی تاکیداً نصیحت ہے۔ اسی پر ہمیشہ عمل کرنا چاہیئے۔

تفسیر

اوپر لکھے ہوئے اُپدیش میں ایک بڑی بھاری خوبی ہے۔ جو اور کسی مذہب کی تعلیم میں نہیں ملسکتی۔ عیسائی مسیح کے قول اور عمل کو منزہ عن الخطا مانتے ہیں۔ محمد صاحب بار بار تاکید فرماتے ہیں یعنی آیتوں کے ذریعہ سے ہدایت دیتے ہیں کہ رسول کی پیروی کرو۔ اسی طرح پر دیگر مذہبی پیشوا بھی اپنی تقلید کی ہدایت کرتے ہیں۔ ہندو گرو لوگ اپدیش کرتے ہیں۔ کہ لوبھی گرو کو بامن اوتار اور شہوت پرست گرو کو کرشن کا اوتار مانو۔ لیکن اُپنشدوں کے مصنف آریوں کے پورانے بزرگ کس عاجزی لیکن آزادی سے کہتے ہیں۔ کہ جو جو ہمارے اچھے اعمال ہیں اُنکی پیروی کرو۔ اور جو ہمارے اُلٹے اعمال ہیں اُنکے پیچھے ہرگز نہ جاؤ۔ اسکی وجہ یہہ ہے کہ بڑے سے بڑے عالم باعمل اور تجربہ کار

بھی بعض اوقات کمزوری کیوجہ سے خاص معاملات میں گر جاتے ہیں اور اُسوقت کے اُنکے عمل عام دُنیا کو گمراہی میں ڈال سکتے ہیں۔ جیسا کہ اکثر اوقات ہوا بھی ہے۔

ऋतं तपः सत्यं तपः श्रुतं तपः शान्तं तपो दमस्तपः शमस्तपो दानं तपो यज्ञस्तपो भूर्भुवः सुवर्ब्रह्मैतदुपास्वैतत्तपः ॥ सत्यं परं परꣳ सत्यꣳ सत्येन न सुवर्गाल्लोकाच्च्यवन्ते कदाचन सताꣳ हि सत्यं तस्मात्सत्ये रमन्ते ॥ तप इति तपो नानशनात्परं यद्धि परं तपस्तद्दुराधर्षं तस्मात्तपसि॰ ॥ दम इति नियतं ब्रह्मचारिणस्तस्माद्दमे॰ ॥ शम इत्यरण्ये मुनयस्तस्माच्छमे॰ ॥ दानमिति सर्वाणि भूतानि प्रशꣳसन्ति दानान्नातिदुष्करं तस्माद्दाने॰ ॥ धर्म इति धर्मेण सर्वमिदं परिगृहीतं धर्मान्नातिदुश्चरं तस्माद्धर्मे॰ ॥ प्रजन इति भूयाꣳसस्तस्माद्भूयिष्ठाः प्रजायन्ते तस्मादग्नय आधातव्या अग्निहोत्रमित्याह तस्मादग्निहोत्रे॰ ॥ यज्ञ इति यज्ञेन हि देवा दिवं गतास्तस्माद्यज्ञे॰ ॥ मानसमिति विद्वाꣳसस्तस्माद्विद्वाꣳस एव मानसे रमन्ते ॥ न्यास इति ब्रह्मा ब्रह्मा हि परः परो हि ब्रह्मा तानि वा एतान्यवराणि तपाꣳसि न्यास एवात्यरेचयत् । य एवं वेदेत्युपनिषत् ॥ प्राजापत्यो

ह्यारुणिः सुपर्णेयः प्रजापतिं पितरमुपससार किं भग-
वन्तः परमं वदन्तीति तस्मै प्रोवाच सत्येन वायुरावाति
सत्येनादित्यो रोचते दिवि सत्यं वाचः प्रतिष्ठा सत्ये स-
र्वं प्रतिष्ठितं तस्मात्सत्यं परमं वदन्ति ॥ तपसा देवा
देवतामग्र आयन्तपसर्षयः सुवरन्वविन्दन्तपसा स-
पत्नान्प्रणुदामारातीस्तपसि सर्वं प्रतिष्ठितं तस्मात्तपः
प० ॥ दमेन दान्ताः किल्विषमवधून्वन्ति दमेन ब्र-
ह्मचारिणः सुवरगच्छन् दमो भूतानां दुराधर्षं दमे स-
र्वं प्रतिष्ठितं तस्माद्दमं प० ॥ शमेन शान्ताः शिव-
माचरन्ति शमेन नाकं मुनयोन्वविन्दञ्छमो भूतानां
दुराधर्षं शमे सर्वं प्रतिष्ठितं तस्माच्छमं प० दानं य-
ज्ञानां वरूथं दक्षिणा लोके दातारं सर्वभूतान्युपजीवन्ति
दानेनारातीरनुपानुदन्त दानेन द्विषन्तो मित्रा भवन्ति
दाने सर्वं प्रतिष्ठितं तस्माद्दानं प० धर्मो विश्वस्य
जगतः प्रतिष्ठा लोके धर्मिष्ठं प्रजा उपसर्पन्ति धर्मे-
ण पापमपनुदन्ति धर्मे सर्वं प्रतिष्ठितं तस्माद्धर्मं प०
प्रजननं वै प्रतिष्ठा लोके साधु प्रजायास्तन्तुं तन्वानः
पितॄणामनृणो भवति तदेव तस्य अनृणं तस्मात्प्रज-
ननं प० अग्नयो वै त्रयीविद्या देवयानः पन्था गार्ह-
पत्य ऋक् पृथिवी रथन्तरमन्वाहार्यपचनो यजुरन्तरि-
क्षं वामदेव्यमाहवनीयः साम सुवर्गो लोको बृहत्तस्मा-

दम्नीन्य० ॥ अग्निहोत्रं सायं प्रातर्गृहाणां निष्कृतिः
स्विष्टं सुहुतं यज्ञक्रतूनां प्रायणं सुवर्गस्य लोकस्य
ज्योतिस्तस्मादग्निहोत्रं प० ॥ यज्ञ इति यज्ञेन हि देवा
दिवंगता यज्ञेनासुरानपानुदन्त यज्ञेन द्विषन्तो मित्रा
भवन्ति यज्ञे सर्वं प्रतिष्ठितं तस्माद्यज्ञं प० ॥ मानसं वै
प्राजापत्यं पवित्रं मानसेन मनसा साधु पश्यति मा-
नसा ऋषयः प्रजा असृजन्त मानसे सर्वं प्रतिष्ठितं
तस्मान्मानसं परमं वदन्ति ॥

(دیکھو تیتریہ آرنیک - پرپاٹھک ۱۰ - انوواک ۸۰ - ۶۲ اور ۶۳)

سچ ماننے اور سچ بولنے - جملہ علوم کے سننے - اچھے کام کرنے اور نیک خصلت کے حصول میں سدا لگے رہنے اور من اور حواس خمسہ کو قابو کرنے خیرات - یگیہ اور عبادت وغیرہ کو تپ کہتے ہیں - اب سچائی کی تعریف بتلائی جاتی ہے - جیسے کہ ریت بھی کہتی ہیں سچ بولنے اور سچائی پر عمل کرنے سے بڑھکر دھرم کی اور کوئی بھی تعریف نہیں ہے - کیونکہ نیکمردوں میں بھی سچائی ہی انکی نیکمردی کا نشان ہے - سچائی سے ہی دنیا اور عقبیٰ کی اعلیٰ راحت ملتی ہے اسلئے سب انسانوں کو واجب ہے - کہ سچ میں ہی ہمیشہ رہیں - جو بے انصافی سے کسی کی چیز اونہ لینا - جکی تعریف کہ سچ وغیرہ کہہ چکے ہیں - جو نہایت ہی افضل یقین کرنے میں مشکل ہے پھر بھی عقلمندوں کو جسکا کرنا کہ نہایت ہی آسان ہے - اس تپ میں ہمیشہ اعتقاد رکھکر اسکا عمل کرنا چاہیے -

دان (خیرات) کی سب لوگ تعریف کرتے ہیں۔ جس سے مشکل کام کوئی بھی نہیں ہے۔ جس سے کہ دشمن بھی دوست ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے دان کرنیکی عادت انسانوں کو ہمیشہ رکھنی چاہیئے۔

جو دھرم کے اوصاف بیان کرچکے اور جو آگے لکھے جائینگے یعنی رعایت اور طرفداری کو چھوڑ کر جو سچائی پر عمل کرنا اور جھوٹھ کو چھوڑنا ہے اسی کو دھرم کہتے ہیں۔ سب انسانوں کو اسی اعلیٰ دھرم پر ہمیشہ کاربند ہونا چاہیئے۔

جنم اسلئے افضل ہے کہ اُسمیں ہی انسان گھومتے ہیں۔ اور اُس سے ہی اُنکی تعداد میں ترقی ہوتی ہے۔

تینوں اقسام کی آگ یعنی صوفل بجلی۔ روشنی۔ اور آگ۔ سے سب صنعت وحرفت کو حاصل کرنا چاہیئے۔

روزانہ اگنی ہوتر سے لیکر اشومیدھ ہوم کرکے سارے جہان کا بھلا کرنے میں ہمیشہ مستعد رہنا چاہیئے۔

عالم انسان ہی سوچنے والے ہوتے ہیں۔ اور سوچنا کام من کا ہے۔ اسلئے من کی طاقت اور صفائی کو بڑھانا چاہیئے۔

چاروں ویدوں کے مطلب کو سمجھ کر دنیا داری کو چھوڑ سنیاس آشرم میں داخل ہوکر جو سب انسانوں کو سچے دھرم اور سچے علم کے فائدے پہونچاتا ہے۔ وہ بھی اعلیٰ دھرم ہے۔ اسلئے اُسکی پیروی بھی کرنی چاہیئے۔ ستیہ کو افضل اس لئے کہتے ہیں۔ کہ ستیہ جو برہم ہے اُسی سے سب لوگونکو روشنی ملتی ہے۔ اور ہوا وغیرہ چیزونکی حفاظت بھی ہوتی ہے۔ سچ سے ہی دنیا داری کے سب دھندے درست

ہوکر آخرکار نجات بھی اُسی سے لتی ہے۔ اسلئے سچے آدمیوں میں سچ پر عمل کرنا ہی سچا پن ہے۔

اوپر کہے ہوئے تپ کے عمل سے ہی عالم لوگ پرشور دیو کو حاصل کرکے جملہ شہوت پرستی۔ غصہ وغیرہ دشمنوں کو جیت کر گناہوں سے نجات پاکر دہرم میں ٹھہر سکتے ہیں۔ اس لئے تپ افضل ہے۔ دَم (یعنی حواس خمسہ کو قابو کرنے) سے انسان گناہوں سے بری ہوکر اور برہمچریہ آشرم کے احکام کی تعمیل کرکے علم حق کو حاصل کرتا ہے۔ اسلئے دَم بھی افضل دہرم ہے۔

شم (یعنی من کو قابو کرنا) کی صفت یہہ ہے ۔کہ انسان اُسکے باعث نیک عمل ہی کرتے ہیں۔ اسلئے یہہ بھی دہرم ہے۔

دان سے ہی یگیہ ہوتا ہے ۔ اور دان دینے والے کے سہارے سے سب جاندارونکی زندگی ہوتی ہے۔ اور دان سے ہی دشمنوں کو جیت کر اپنا دوست بنالیتے ہیں۔ اسلئے دان بھی دہرم ہے۔

دھرم ہی سارے جہان کی عزت کی بنیاد ہے۔ دہرماتما پر ہی یقین ہوتا ہے۔ دہرم سے ہی انسانوں کو گناہوں سے چھڑایا جاتا ہے۔ جسقدر افضل کام ہیں وے سب دہرم کے اندر ہی شمار ہوتے ہیں۔ اس لئے سب سے افضل دہرم کو ہی جاننا چاہیے۔

پرجن اُسے کہتے ہیں کہ جس سے انسان کی پیدائیش اور اُنکی تعداد میں ترقی ہو۔ اور جو عالموں کی مہربانیونکا بدلا ہے۔ وہ بھی اولاد پیدا کرنے سے ہی دور ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر اولاد انسانی پیدا نہ ہوتو دہرم کون کرے۔ پس یہ بھی دہرم کا انگ ہے۔

تینوں اگنی - یعنی تینوں علمی روشنیاں (رگوید - یجروید اور اتھروید جوکہ گیان - کرم اور اپاسنا کانڈونکی روح ہیں) اور نیز تینوں مادی روشنیاں جنکا پہلے ذکر آچکا ہے۔ یہہ بھی افضل ہیں۔
اگنی ہوتر - ہوم سے چونکہ آب وہوا اور بارش پاکیزہ ہوتی ہے اس لیئے یہہ بھی دہرم کا انگ ہے۔
یگیہ - علم ست ہی عالم لوگ سکھ حاصل کرتے ہیں - اور دشمنوں کو فتح کرکے اپنا دوست بنا لیتے ہیں۔ اسلیئے علم اور یگیہ کے کرانیوالے بھی افضل ہیں۔
من کے پاکیزہ ہونے سے ہی عالم لوگ مالک کل پرمیشور کو جانکر ہمیشہ سکھ حاصل کرتے ہیں۔ پاکیزہ من سے سچا علم حاصل ہوتا ہے اور اس علم میں جو حق شناسی وغیرہ اوصاف ہیں۔ اُس سے پرمیشور جہان کو پیدا کرتا اور اُسی کی پیروی سے انسان پیدا کرنیکی عقل حاصل کرتا ہے۔ اِس لیے من کو پاک اور علم سے منور کرنا بھی دہرم کا اعلیٰ وصف ہے۔ پس من کی پاکیزگی سے ہی سب دہرم کے کام مکمل ہوتے ہیں۔
یہہ سب دھرم کے ہی اوصاف ہیں۔ اور بھی بہت سے دہرم کے اوصاف ہیں۔ جوکہ آئیندہ بیان کیے جاوینگے

सत्येन लभ्यस्तपसा ह्येष आत्मा सम्यङ्ज्ञानेन ब्रह्मचर्येण नित्यम्। अन्तः शरीरे ज्योतिर्मयो हि शुभ्रो यं पश्यन्ति यतयः क्षीणदोषाः॥

(دیکھو منڈک اپنشد - منڈک ۳ - کھنڈ ۱ - بچن ۵)

مطلب

جس پرم آتما کو کہ ایسے یوگی لوگ جنکے دوش یعنی گناہ کہ کٹ گئے ہیں تصوف میں دیکھتے ہیں۔ وہ جسم کے اندر (روح کے بھی بیچ) ایک روشنی ہے۔ وہ پاک پرماتما ہمیشہ سچے تپسوی۔ گیانی۔ اور جتی آدمیوں کو حاصل ہوتے ہیں۔

सत्यमेव जयते नानृतं सत्येन पन्था वितंतो देवयानः। येनाक्रमन्त्यृषयो ह्याप्तकामा यत्र तत्सत्यस्य परमं निधानम्॥

(منڈک اپنشد۔ منڈک ۳۔ کھنڈ پہلا بچن ۶)

جو سچائی پر عمل کرنیوالا ہے وہی انسان ہمیشہ فتح اور سُکھ کو حاصل کرتا ہے۔ اور جو جھوٹے کاموں کا کرنیوالا ہے۔ وہ ہمیشہ ناکامیاب رہتا اور دُکھ اُٹھاتا ہے۔ عالموں کا جو راستہ ہے وہ بھی سچائی کی پیروی سے ہی کُھل جاتا ہے۔ جس راستہ سے چلکر کہ عالم نیکمرد سچے سُکھ کو حاصل کرتے ہیں۔ جہاں پر کہ برمھ کا ہی سچا راحت بخش ظہور ہی روشن رہتا ہے سچائی سے ہی وے اُس سُکھ کو حاصل کرتے ہیں نہ کہ جھوٹھ سے اس لئے سچ کی پیروی اور جھوٹھ کو ہمیشہ چھوڑنا چاہئے۔

चोदना लक्षणोऽर्थो धर्मः॥

(دیکھو پورو میمانسا۔ ادھیاء اول پاد اول سوتر ۲)

وید کے ذریعہ سے جو دہرم کی پیروی کی تحریک کیجاتی ہے وہی دہرم ہے۔ اور جس ادہرم کی پیروی کی ممانعت کی ہے۔ وہ ادہرم لیکن وہ دہرم ارتھہ بھُت یعنے ادہرم کی پیروی انرتھ ہے۔ اُس سے علیحدہ ہوتا ہے۔ اسلئے دہرم کی پیروی کرنا ہی انسانوں میں انسانیت ہے۔

यतोऽभ्युदयनिःश्रेयससिद्धिः सधर्मः ॥

(دیکھو ویشیشک شاستر ادھیاء اول پاد اول سوتر ۲)

جسپر عمل کرنے سے کہ جہان میں اعلیٰ خوشی اور نجات بھی حاصل ہوتی ہے۔ اُسکا نام دہرم ہے۔

یہہ سب بھی ویدونکی ہی تشریح ہیں۔ اِس قسم کے بے شمار وید منتروں کے حوالوں اور رشیوں مُنیوں کی شہادتوں سے یہہ دہرم کا اوپدیش کیا ہے۔ سب انسانوں کو اسی دہرم کے کام کرنے مناسب ہیں۔ اِس سے ظاہر ہوا کہ کُل انسانوں کے لئے دہرم اور ادہرم کے کام ایک ہی ہیں۔ دو ہرگز نہیں۔

اوم شانتیہ ۔شانتیہ ۔شانتیہ

فہرست کتب مصنفہ پنڈت لیکھ رام جی آریہ مسافر

ثبوت تناسخ - عیسائی مسلمان برہمو صاحبان کے تمام اعتراضوں کی تردید قیمت ۔ ۔ ۴؍

تکذیب براہین احمدیہ جلد اول محمدی الہام کا ندر توڑنے کے لئے ایک مصنف نکمی توپ ہے ۱۲؍

تکذیب براہین احمدیہ جلد دوم ۔ ۸؍

نسخہ خبط احمدیہ خبط قادیانی کے لئے مسیحائی نسخہ ہے ۱۲؍

حجۃ الاسلام آریہ (ہند) قوم کے بزرگوں پر الزاموں کی منہ توڑ تردید ۱؍

تاریخ دنیا جلد اول سرشٹی اتہاس ست شاستروں وید کی بابت تاریخی و علمی تحقیقات کا ذخیرہ ۳؍

ایضاً جلد دوم ۴؍

مسئلہ جہاد - محمدی اسلام دنیا میں کس طرح پھیلا قرآن و حدیث سے ثابت کیا گیا ہے ۔ ۲؍

تحفہ شہید نمبر ۱ - صداقت دہرم آریہ بجواب صدقہ جاریہ قیمت ۲؍

نمبر ۲ - رد خلعت اسلام بجواب تحکیت آریہ ۱؍

نمبر ۳ - آئینہ شفاعت بزبان فارسی ۔؍

نمبر ۴ - ابطال بشارات احمدیہ بجواب بشارات محمدیہ ۔؍

نمبر ۵ - پیت اُدہارن (مشتمل تنسخ) ۔؍

کلیات آریہ مسافر

نمبر ۱ - اظہار حق محمدی برہموں کے ددہے

رسالوں کا جواب ہے ۔؍

نمبر ۲ - صداقت الہام بجواب اغلاط الہام ۔؍

نمبر ۳ - عطر روحانی بجواب گلاب چمن ۔؍

نمبر ۴ - پوران کس نے بنائے ۔ ۔؍

نمبر ۵ - دیوی بھاگوت پرکیتا ۔؍

نمبر ۶ - ستری شکشا (تعلیم نسوان) ۲؍

نمبر ۷ - سانچ کو آنچ نہیں منشی شیو نرائن نہاد کائستھ کے اعتراضوں کا جواب ۱؍

نمبر ۸ - سچے دہرم کی شہادت پادری [illegible] صاحب کی تحقیق دین حق کا جواب ۱؍

نمبر ۹ - ہندو آریہ اور [illegible] کی تحقیقات ۱؍

نمبر ۱۰ - صداقت اصول تعلیم آریہ سماج - پادری ہرکرشن سنگھ کے لکچر کا جواب ۔؍

نمبر ۱۱ - مردہ ضرور جلانا چاہئے ۔ ۔؍

نمبر ۱۲ - مسئلہ نیوگ پر پادری ٹی ولیم کے اعتراضوں کا جواب ۱؍

نمبر ۱۳ - صداقت رگوید - ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب مسیحی پر رگوید کا جواب ۔؍

نمبر ۱۴ - سور تی پرکاش ۔؍

نمبر ۱۵ - دہرم پرچار ۔؍

نمبر ۱۶ - اسرار نجات بجواب عدم نجات آریہ ۱؍

یہ کل کتب [illegible] دہرم پرچارک جالندھر سے مل سکتی ہیں ۔

(نوٹ) جنہوں نے ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کی شام کو مرحوم [illegible] بلیدان کر دیا ۔ (۲) کل کتب پر محصول ڈاک علاوہ ہے ۔